BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188303
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۴.۲۲۴ ذ ت Accession No. ۲۷۰۹

Author ذ - ت ذکاءاللہ

Title تاریخ ہندوستان

This book should be returned on or before the date last marked below.

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

جس مین

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابون سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونی ورسٹی سابق

پروفیسر ورنی کیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوعہ ہوئی

اشتہار

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۱۴ جلد ششم کارنامۂ جہانگیری صفحہ ۳۱۵ محصول ۱

اس جلد مین شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر کا حال اول سے آخر تک کتب مفصلۂ ذیل سے اخذ کرکے لکھا گیا ہے (۱) تزک جہانگیری کلان (۲) تزک جہانگیری خرد یہ دوسری تزک نہایت کمیاب ہی کلکتہ ایشی ایٹک سوسائٹی سے مین نے اوسکو منگایا اور اسمین سے مضامین اخذ کرکے لکھے اور جہان جہان ان دونو تزکونمین اختلاف تھا اونکو بیان کیا +

(۳) اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ معتمد خان +

(۴) مآثر جہانگیری مصنفہ مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان +

یہ تاریخین تو وہ ہیں جو مخصوص اسی بادشاہ کے حال سے ہیں

(۵) منتخب اللغات خافی خان جسنے اس بادشاہ کا حال مرزا عابد درویش سے تحقیق کرکے لکھا ہی

(۶) بہت سی انگریزی تاریخین اور کلکتہ ایشی ایٹک سوسائٹی کے مضامین +

تاریخ ہندوستان سلطنت اسلامیہ کا بیان

قیمت ۱۰ جلد ہفتم ظفرنامہ شاہجہان صفحہ ۵۶۸ محصول ۲

اس جلد مین ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک تواریخ مفصلہ ذیل سے اخذ کیا گیا ہے +

(۱) بادشاہ نامہ محمد قزوینی

(۲) بادشاہنامۂ عبدالحمید لاہوری

(۳) شاہجہان نامہ غیاث خان

(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح لکھنوی

ان تاریخون مین سے نمبری (۳) (۵) سے زیادہ حالات انتخاب کئے گئے ہین اور انگریزی تو تاریخ ہند مین اس بادشاہ کے حال کے لئے جستجو کی گئی ہی +

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۱	ہوا	ہو
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت
۹	۸	بیرایہ	بیراہہ
۱۶	۲۲	اسکے	انکے
۲۴	۱۵	دلادیا	دیا
ر	۲۲	جوانکی	انکی
۳۴	۶	بیگانگون	بیگانون
۴۷	۱۷	آیاتین	یہ باتین
۴۸	۸	آفتد	اُفتد
۴۹	۱۵	زود	رود
۶۳	۱۰	چڑبایا	چڑایا
۶۳	۱۹	مجھے	مجھ
۶۳	۱۲	معلوم	معلوم ہوا
۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۶۴	۲۲	حاکم	حاکم نشین
۶۸	۱	کرتاوحجازی	کرنا و مجازی
۶۹	۱۲	تگرہہ	تنگڑیہ
۷۵	۵	غربت	غیرت
۷۶	۱۹	نامردون	نامُرادون
۸۷	حاشیہ	راقا	رانا

صفحہ	مضمون
۴۱	خسرو کے مددگارون کو سزا۔
۴۲	پرویز و رانا۔ دانیال کی اولاد۔
۴۳	خدمات بزرگ پر دو آدمیونکا مقرر کرنا
״	زمیندارونکی سرکشی و سزایابی۔
״	نوروز دوم مہم قندہار۔
۴۴	کابل کا سفر ۱۰۱۵ھ۔
۵۴	امیرالامرا۔ قاتل ہندو۔ موش پران۔
۵۶	واقعات بابری۔ شاہزادہ خسرو۔
۵۷	شیرافگن خان شوہر نورجہان کا مرنا +
۵۹	نوروز سوم ۱۰۱۶ھ۔ سفید چتیہ۔
״	جلال الدین مسعود کو مان کا محبت سے افیون دینا
۶۱	آصف خان۔ آہو شیردار۔ راجہ مان سنگھ و خان خانان۔
۶۲	خواجہ سرا بنانے کی قاعدہ کی بندی۔ کشن سنگھ کی ترقی۔ بادشاہ کا باپ کی قبر پر پیادہ پا جانا اور مقبرہ کی تعمیر کی اصلاح۔ عجیب حوض +
۶۳	تصویر تیمور۔ نوروز جہانم ۱۰۱۷ھ۔ مہابت خان شاہزادہ پرویز۔ عبداللہ خان و رانا۔
۶۴	پنجمین نوروز۔ واقعہ عجیب۔
۶۴	ایک بیوہ کا انصاف۔ پٹھنہ کا فساد۔
۶۶	معاملات دکن۔
۶۹	نوروز ششم ۱۰۱۶ھ۔
۷۰	آئین جہانگیر۔ نورجہان و جہانگیر کا نکاح
۷۸	فرقہ روشنائی کے سردار احداد کا فساد۔
۷۹	نوروز ہفتم۔ جنگ بنگال۔
۸۲	کھمبایت سے جانوروں کا آنا۔
۸۵	راجہ کمایون دکن میں فوج شاہی کی شکست بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا پر لشکر کشی ۱۰۲۲ھ۔
۸۷	نہمیں نوروز اور رانا کی اطاعت۔
۸۹	متفرقات۔ کشن سنگھ شاہزادہ خرم کے خالو کا مارا جانا +
۹۰	جشن دہمین نوروز ۱۰۲۴ھ شاہزادہ خرم کو شراب پلانا اور جہانگیر کی می نوشی کا بیان
۹۲	احداد کی فتح
۹۳	سیاسی مصحف کے ترجمہ کی فرمایش
۹۴	شہ نواز خان کی فتح ملک جنہر پر۔
۹۵	ولایت کوکھرہ کی فتح اور الماسون کا ہاتھ آنا +
۹۷	یازدہمیں نوروز ۱۰۲۵ھ۔ وبا۔

صفحہ	مضمون
۹۸	خزانہ شاہی مین چوری اور چور کی گرفتاری
〃	بادشاہ کا فرنگستانی رتھہ مین اجمیر مین سوار ہونا اور اجمیر کا بیان -
۹۹	جہانگیر نے جو مالوہ کا حال لکھا ہے -
۱۰۰	شکار کا بیان اور بادشاہ کے شکار و نکا حساب بارہ برس کی عمر سے پچاس برس کی عمر تک +
۱۰۳	شاہزادہ پرویز و شاہزادہ خرم و دکن -
〃	کوہستان و افغانستان کا فساد -
〃	نوروز دوازدہمین سنہ ۱۰۲۶ھ -
۱۰۴	تنبا کو -
۱۰۵	نورجہان کا شیرون کا شکار کرنا -
〃	دکن کے باب مین عرضداشت شاہزادہ خرم و عادل خان حاکم بیجاپور -
۱۰۷	کبوتر دنکی نامہ بری -
۱۰۸	امرا ء دکن کا عنبر سے ملنا -
〃	جہانگیر کا سفر گجرات -
۱۰۹	کھمبایت کی وجہ تسمیہ -
۱۱۰	تمغا کھمبایت مین سکہ - بوجھہ رکھنے کے لئے دیوارون کا بنانا -
۱۱۱	ملک جزدہ کی فتح - سیوڑون کا اخراج -

صفحہ	مضمون
۱۱۲	جام گجرات - نوروز نہیں دہمین سنہ ۱۰۲۷ھ ہاتھی کا شکار -
۱۱۳	احمد آباد مین بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد
۱۱۵	تبت - سکون پرہ برج -
۱۱۶	بادشاہ کی علالت - شاعری منصوری
۱۱۷	کان الماس - جہانگیر نامہ - سنجان قلی قراول کا قتل -
۱۱۸	بازار کا ترتیب پانا - روزہ افطاری -
۱۱۹	شراب پینا - شکار سے توبہ کرنی -
۱۲۰	شبیہ خاص جہانگیر عادل خان والی بیجاپور - دریا وہی کا پل - دمدار ستارہ -
۱۲۱	بادشاہ اور باغبان کی حکایت -
۱۲۳	راجہ سورج مل کی بغاوت اور قلعہ کانگڑہ پر لشکر کشی -
۱۲۵	قلعہ رنتھنبور -
۱۲۶	نوروز چہاردہمین سنہ ۱۰۲۸ھ -
۱۲۷	سڑکون پر درخت لگانا اور سرایون کا بنوانا
۱۲۸	بادشاہ کا سفر کشمیر کی طرف متھرا - نورجہان کا شیر کا شکار -

۱۲۸ گسائیں جدروپ —

۱۲۹ گسائیں جدروپ سے دوبارہ ملاقات — وزیر

۱۳۰ خسرو — بادشاہ کا دہلی مین آنا — شیخ عبدالحق دہلوی — سفر کا بیان —

۱۳۱ سفر کا بیان — عالم خان و تصویر جنگ لشکر مین ہمراہیون کا کم کرنا — میان شیخ محمد میر —

۱۳۳ بادشاہ نے جو کشمیر کی سفر کی منزلون کا حال لکھا ہے —

۱۳۷ الہ داد کا باغی ہونا —

۱۳۸ شیخ احمد کا سہرند (سرہند) مین قید ہونا

۱۳۹ اسلام خان حاکم بنگالہ کا مرنا —

جشن پانزدہم ۱۰۲۹ھ ۱۵ سفر کشمیر

۱۴۱ کشتوار کی فتح —

۱۴۲ حساب مسافت سفر —

راجہ کشتوار کا بادشاہ پاس آنا —

۱۴۳ کوس جہانگیری —

۱۴۶ فرقہ نوربخشی —

فتوی علمای ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ صفحہ ۱۴۷

۱۴۹ شاہزادہ شجاع کا گرنا — بنگش کے لشکر مین عزت خان و جلال خان گکھر کا مارا جانا

۱۵۱ فتح کانگڑہ —

۱۵۲ کشمیر کی راہین کشمیر مین عمارات کا بنوانا —

۱۵۳ کشمیر کی راہین — ملک عنبر کا فساد ملک دکن مین —

۱۵۴ معاملات دکن — شاہجہان کا دکن بہیجا جانا

۱۵۵ جشن شانزدہمین ۱۰۳۹ھ ۱۶ —

۱۵۶ جنگ دکن —

۱۶۲ جہانگیر کی علالت —

۱۶۳ پرویز کا آنا — کانگڑہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات —

۱۶۴ اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تحمل

۱۶۵ قلعہ کانگڑہ — خسرو کی وفات

نوروز ہفتمد ہمین ۱۰۳۱ھ ۱۷ معاملہ قندہار

۱۶۶ معاملات قندہار —

۱۶۸ مہم دکن سے شاہجہان کو قندہار کی مہم کے لیئے بلانا —

۱۶۹ نورجہان کی جاگیر مین شاہجہان کا دخل دینا —

۱۷۰ شہریار کا مہم قندہار پہ مقرر ہونا —

۱۷۱ شاہجہان کی عرضداشت —

۱۷۲ شاہجہان کے نام حکم دکن [illegible] اصف خان کا بھیجا جانا —

۱۷۳	امیرون کو سزا۔	۲۰۰	نوروز بستم ۱۰۳۴ھ شہر کشمیر۔
۱۷۴	افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا۔		واقعات دکن و شاہجہان۔
۱۷۸	مہابت خان کی تدبیر بادشاہ کا اجمیر جانا پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا۔	۲۰۲	شاہجہان کا صلح چاہنا عبدالرحیم خانخانان و عبداللہ خان کا قصور معاف ہونا
		۲۰۳	احداد کا سر کٹنا۔
	عبداللہ خان و صفی خان کی لڑائی۔	۲۰۴	نوروز بست و یکم ۱۰۳۵ھ۔
۱۸۰	سلطان پرویز کے لشکر کا آنا۔	۲۰۶	بادشاہ کا مہابت خان کی قید میں آنا
	فرنگی منصور کا مارا جانا۔	۲۰۸	مہابت خان سے لڑنے کے لئے نورجہان کا سوار ہونا۔
۱۸۱	خان خانان کا مقید ہونا۔	۲۱۲	فدائی خان کا لڑنا۔
	مہابت خان کا خط خانخانان کے نام	۲۱۳	امرائے شاہی کا متفرق ہونا۔
۱۸۴	شاہجہان مچھلی پٹن میں۔	۲۱۴	بادشاہ اور مہابت خان کی باتیں۔
	نوروز دہمین ۱۰۳۳ھ	۲۱۶	احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی۔
۱۸۵	عنبر و عادل خان پاس عبدالعزیز کا ایلچی بن کے جانا +	۲۱۷	نورجہان کی تدابیر بادشاہ کے خلاص کرانے کے باب میں۔
۱۸۶	شاہجہان کی فتوحات بہار و بنگالہ میں	۲۲۱	شاہجہان کا ٹھٹہ جانا اور وہاں لڑنا۔
۱۹۰	سوانح دکن۔	۲۲۲	شاہجہان کا دکن جانا۔
۱۹۱	خان زاد خان کا پلنگ و زیبک پر فتح پانا		شاہزادہ پرویز کی وفات۔
۱۹۲	سوانح دکن۔	۲۲۳	مہابت خان دکھن کے واقعات۔
۱۹۳	ملک عنبر کی فتح۔	۲۲۴	خانجہان کا بالاگھاٹ کو ملک نظام الملک
۱۹۵	خان خانان کا نظر بند ہونا۔ شاہجہان کی شکست۔		کو سپرد کرنا۔ حمید خان اور اسکی بیوی
۱۹۹	داراب خان کا مارا جانا +	۲۲۵	مکرم خان حاکم بنگالہ و خانخانان کا مرنا۔

۲۲۶ مہابت خان کا حال۔
نوروز بست و دوئیں ۱۶۰۵ء
۲۲۷ جہانگیر کا بیمار ہونا اور مرنا۔
۲۲۸ داور بخش کی تخت نشینی۔
۲۲۹ داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +
۲۳۰ شاہجہان کا آنا۔

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان صفحہ ۲۳۲

۲۳۳ سورت میں سر طامس رو کا رہنا۔
سر طامس رو کا سفر سورت سے برہانپور تک
سر طامس رو کی ملاقات پرویز کے ساتھ
۲۳۴ سفر اجمیر۔ سر طامس رو کا دربار مین جانا۔
۲۳۵ جہانگیر کی طفلانہ حرکتین۔
۲۳۶ عہدنامہ کے باب مین دشواریان۔
واقعات سلطنت سے عوام الناس کا واقف ہونا۔ جشن نوروز۔
۲۳۷ سفیر روم کا جانا۔ عہدنامہ کی مخالفت
۲۳۹ ارکین سلطنت کے فساد۔
جہانگیر کا خوش گپ ہونا۔
عورت اور چوروں کا مارا جانا۔
۲۴۰ اصلاح کا انتظام۔

۲۴۰ غسل خانہ مین شراب نوشی۔
۲۴۱ طامس رو کی معشوقہ کی تصویر۔
۲۴۲ ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا۔
زہر دینا محلات شاہی مین۔
خسرو کے برخلاف سازش۔
۲۴۳ جہانگیر کی ملامت۔
حرم سرا مین رونا پیٹنا خسرو کے لئے
سر طامس رو کا انگلش کمپنی کو متنبہ کرنا۔
شاہ ایران کے سفیر کا دربار مین آنا۔
۲۴۴ ظلم شاہی۔
۲۴۵ خرم کا رخصت ہونا۔
جہانگیر کا جھروکون مین بیٹھنا۔
دربار مین آدمیون کا جمع ہونا۔
جہانگیر کا شاہانہ سفر۔
۲۴۶ بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار
لشکرگاہ تک بادشاہ کی سواری
۲۴۷ خرگاہ شاہی۔
۲۴۸ امرا کے خیمے و سراپردے۔
رو کی ملاقاتین خرم سے۔
لشکرگاہ کی بسر اوقات۔
۲۴۹ اجین کا سفر اور گھبراہٹ کا پڑنا
ایران کے سفیر کا بھیجا جانا

صفحہ	مضمون
۲۵۰	خسرو سے رو کی ملاقات ۔ تحائف انگلستان کے باب میں بادشاہ کا عتاب ۔
۲۵۱	طامس رو کا نفرت زدہ اور مخبر ہونا ۔
۲۵۲	دفعۃً انگریزوں پر مہربانی ۔
	آصف خان کو رشوت دینا اور رو کا یہاں سے جانا ۔
	جہانگیر کی عادات و اخلاق اور بعض اور حالات صفحہ ۲۶۲
۲۶۲	اکبر و جہانگیر
۲۶۳	جہانگیر کے عدل و ظلم کے کام ۔
۲۶۰	ہفتہ کے دنوں کا کام مقرر کرنا ۔ شراب و شکار
۲۶۹	مصوری و شاعری ۔
۲۷۳	بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور ان کے تہواروں کا ماننا اور اور توہمات ۔

صفحہ	مضمون
۲۷۴	مظاہر فطرت و مناظر قدرت کے دیکھنے کی استعداد خداداد ۔
۲۷۸	دو توزک جہانگیری ۔
	بادشاہ کے عہد کے نوا اور سوانح ۲۸۷
۲۸۸	بازی گروں کے تماشے ۔
۲۹۷	**خلاصہ سلطنت جہانگیر**
۲۹۸	**انگریزی مورخوں کی نکتہ چینیاں**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارنامہ جہانگیری

دیباچہ

دو کتابیں ہیں جو جہانگیر نورالدین بادشاہ سے منسوب کیجاتی ہیں کہ انہیں اپنے واقعات و سوانح عمری خود اونسے قلم بند کئے ہیں اُنکے نام متعدد یہ مشہور ہیں توزک جہانگیری اقبال نامہ جہانگیری۔ جہانگیر نامہ۔ تاریخ سلیم شاہی۔ واقعات سلیم شاہی۔ یا جہانگیری۔ گو ان دونوں کتابوں میں چند مقدمات مختلف تحریر ہیں مگر دونو کتابوں میں ضمیر متکلم ہر بیان کے ساتھ اسطرح مستعمل ہوتی ہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر خود اونکو لکھ رہا ہے۔ ان میں ایک کتاب وہ توزک جہانگیری ہے جسکو سر ڈاکٹر سید احمد خان نے ۱۸۶۴ء میں مطبع کرایا ہے اور اوسکے بعض حصوں کا ترجمہ انگریزی میں ڈاکٹر انڈرسن صاحب نے کیا ہے۔ اس توزک میں سترہوں سال جلوس کے اواسط تک جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کا حال شرح وبسط کے ساتھ خود اپنے ہاتھ سے رقم کیا ہے اور بعد ازاں اپنے معتبر امیر معتمد خان کو حکم دیا ہے کہ وہ سلطنت کے حالات کا مسودہ تیار کرے اور مجھسے اصلاح لے اور بعد اصلاح میری کتاب میں شامل کرے اوائل سال نوزدہم جلوس تک اسطرح واقعات تحریر میں آئے۔ پھر اوائل سال نوزدہم جلوس سے بادشاہ کی وفات تک مرزا ہادی نے معتبر نسخون کو جمع کرکے ایسے حالات اخذ کئے اور ایک تتمہ یا تکملہ تالیف کیا اسطرح یہ توزک جہانگیری تالیف ہوئی ہے۔ دوسری کتاب میں پندرہ برس ۹ سنہ تک سلطنت کا حال تحریر قلم ہوا ہے اسکا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس صاحب نے

کیا ہی۔ ان دونوں کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اونکو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ انمیں مقدمات ایسے مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونو ایک کتاب نہیں ہوسکتی کوئی ان دونو میں ایک کو اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجوہ اونکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا کہ اصل حال کیا ہے۔ سوا ان دونون کتابون کے معتمد خان کی تصنیف سے اقبال نامہ اور مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان برادر زادہ عبداللہ خان کی تالیف سے مآثر جہانگیری ہے پہر ان کتابون کے اختلافات کی تحقیقات خافی خاں نے مرزا عابد نام درویش صاحب سے نہایت معتبر اونکو سمجھکر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر رہی ہیں مگر زیادہ تر حالات میں نے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہان ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہان میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ ان دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ میں نے ان دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ سے انپر اضافہ کیا ہے +

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہان جہانگیر کی زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۴۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تہا اسکا غم اوسکے دل میں رہتا تہا۔ وہ گوشہ نشین درویشون کی خدمت میں بقاء عمر فرزند کے لئے التجا کرتا تہا اسی دھن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پر وہ گیا اور اوسنے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس کوس ہے

از روئے نیاز زیادہ پا جاؤں۔ ان ایام میں کہ میرا باپ جوانے فرزند تہا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تہے۔ اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تہے۔ پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے۔ اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کے فرزند ہونگے۔ فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا۔ یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہم نام کیا۔ میری والدہ وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بہیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو۔ روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۰ھ کو میں اپنے بہائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا۔ میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا کبھی لیا ہو۔ وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کو وہ کوا ایک شہر عظیم بنا دیا۔ کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تہے یا وہ عمارات دل کشا اور باغات پر فضا سے معمور ہو گیا جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق ۹۷۴ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا غانخانان اتالیقی پر مقرر ہوا جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا جب وہ پندرہویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امراء اعظم اکبری میں سے تہا۔ اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تہا اسفندیار ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا۔ پہر ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگہ کی بیٹی سے باپ نے کیا۔ اور بہو لینے کے لئے سمدھی کے گھر گیا۔ اوسی سال میں راجہ بہگوانداس کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النسا بیگم رکہا اور اسی بیوی سے ۹۹۷ھ میں بیٹا پیدا ہوا

شاہزادہ کی تعلیم و اتالیق و اولاد

جسکا نام داداے خسرو رکھا۔ اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عرزین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا
کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپنے پرویز رکھا۔ دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی
اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں مر گئی۔ ایک اور بہاری راجہ کی دختر سے ایک
لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکھا وہ سات مہینے کی عمر میں مر گئی۔ ۹۹۸ھ میں راجہ
کیشو داس اٹھور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا ۹۹۹ھ ۳۶ میں
لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹھ راجہ (راجہ اودے سنگھ) سے بیٹا پیدا ہوا۔ دادا خود جہانگیر
کے گھر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا
کی خدمت بہت کرتا تھا۔ دادا اسے بہت خوش و خرم رہتا تھا۔ اور جہانگیر سے فرمایا کرتا
کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے میں اوس کو اپنا
سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا۔ وہ بارہ
مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی۔ ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی۔ شاہ
کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہو کر مر گئی۔ شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین
مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹھ مہینے جی۔ اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے
ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکھا۔ وہ پانچ برس کی عمر میں مر گئی
بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام
جہاندار اور شہریار رکھے گئے۔ مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا
جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ یہ غلط لکھا ہے +

۱۰۱۷ھ میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تیول میں دیا اور
راجہ مانسنگھ و شاہ قلی خان محرم اور اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد
مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود ممالک
دور دست میں جاتا تھا مسند خلافت شاہزادہ ولی عہد سے خالی نہ ہو اور رانا کے متعلق
حدود بھی لشکر کے بے سپر ہوں۔ جب شاہزادہ اجمیر میں آیا تو رانا کے استیصال کے واسطے

+ شاہزادہ کو ہمراہ رانا میں جانا +

فوج بھیجی۔ اور کچھ دنوں کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اودے پور میں گیا۔ لشکر شاہی نے رانا کو کوہستان اور جنگلوں میں پھرایا واقعہ طلب جنے شاہد گویوں نے شہزادہ کو گاہ و بیگاہ یہ سمجھانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن میں مشغول ہیں بغیر ملک کے فتح کرنیکے اوسکا یکایک آنا غیرت بادشاہانہ سے دور ہے۔ اگر اس وقت حضرت مراجعت کریں اور اکبر آباد کے پرگنے جہانپار کے لے لیں کہ معموری اور سیر حاصلی میں مشہور ہیں تو بہتر ہوگا۔ بنگالہ میں تازہ شورش برپا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگھ کے اوسکی مہمورت کا مٹنا مشکل تھا اسلئے راجہ نے بھی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنباں ہوا ناگزیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا۔ قلیچ خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تھا وہ شہزادہ کی خدمت میں آیا۔ بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے عرض کیا کہ اگر آپ قلیچ خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے سہولت سے میسر ہوگا۔ ابھی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تھا کہ شہزادہ نے ان باتوں کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب روانہ ہوا۔ قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی کہ پوتے کو اس غیرت سے باز رکھے۔ پہلے اس سے کہ وادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر بہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا۔ مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی۔ غرہ صفر ۱۰۰۹ھ میں شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا۔ اور اکبر آباد کے جہانپار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور اپنے نوکروں کو جاگیر میں دیدیا۔ صوبہ بہار شیخ خدیو مخاطب قطب الدین خان کوتلتاش کو عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی۔ سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور خنبور دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھ روپیہ کہ خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تھا لے لیا۔ جب یہ باتیں متواتر و متوالی شہنشاہ اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلبستگی کے سبب سے اصلا ان کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ہاتھ فرمان بھیجا

شہزادہ سلیم کا الہ آباد کو جانا اور اکبر آباد میں آنا +

اس میں بعد فصلیکے حکم طلب تہا جب یہ فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا مگر پھر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کردیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دور کرنے کو اعظم کو ملک دکن کی فتح سے ہاتہہ اوٹھایا گو وہ قریب الفتح تہا۔ اردی بہشت ۱۰۰۹ھ میں اس ملک کی کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور ہم مرداد ۱۰۰۹ھ کو وہ آگرہ میں آگیا +

شہزادہ کا الہ آباد سے آگرہ جانا +

ان دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبداللہ کو خطاب عبداللہ خانی کا دیا اور ۱۰۱۱ھ میں جب بادشاہ اکبرآباد میں تہا شہزادہ سلیم بتیس ہزار سوار لیکر بیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور نامدار ہاتہیون کو ساتہہ لیا اور دارالخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہہ بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہون لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پژوہی اور ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین کے ملنے کی مسرت و انبساط وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور امرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ کہم سے کہیں کہ اسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ اصفہانی کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ اتاوہ کا جاگیردار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہہ لعل گران بہا شہزادہ کی نذر کے لئے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور فیلون کے ساتہہ آنا ہماری خاطر کو ایک دراندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہہ انوکہی رسم تونے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گہر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب اظہار جمعیت اور عرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیون کو اپنے اپنے محال میں بہیج اور خبر بدہ جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو معاودت کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔ جب یہہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اتاوہ میں توقف کرکے ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی سے

کعبہ مقصود کا احرام کیا تھا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کروگا۔ اٹاوہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پھیجے الہ آباد جانا تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تھوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خدائے مجازی کو بندۂ حقیقی کے حق میں بدگمان کردیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا امید ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالے گا فقط چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پھر الہ آباد کو روانہ ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بھیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بھیجنے میں دیکھی اور دل پر یہ عذر معروض کئے۔ جب شہزادہ الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرمان روایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرتے +

شیخ ابوالفضل کا قتل ہونا +

شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابوالفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرکے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ کے اسباب ترتیب دیگا اور جبتک اسکا قدم درمیان میں ہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب ہوگا اس صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہیے اسلئے اوسنے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سر راہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور گھات میں بیٹھا۔ جب شیخ سرائے پرکنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جاکر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمت گار تھے شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور نیز دشمن کے نرغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ نے اوسے مارکر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل

اوسکے دلپر نقش کردیا تھا کہ آنحضرت جنیر سے میری ہزار جانین قربان ہون - ایک عرب فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہے وہ کلام الہی نہیں ہے اس وجہ سے میں نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجدیا اس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور حسرو پر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے بنی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے میرا کام پورا کردیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا - ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ راہ مستقیم پر پھیر آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے - بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا - بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی -

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو ناتمام چھوڑکر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اوس کو وہی تمام کرے — اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوس نے ایسے خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کارد شوار گذار کو وفا کریں ارباب دخل نے اوس کے سرانجام میں بیجا ایستادگی کی تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الہی کا نمونہ سمجھکر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت منش اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے جو وہ سرانجام پزیر ہو - مجھے اپنے تئیں بیہودہ طور پر سبک کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے حضرت کو معلوم رہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے اسکے کار کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ میں کرلے

+ باب بیٹوں کا باپ +

+ باغی ہونا سلیم کا اور اکبر کا اوسکے مقابلہ کو جانا +

اور ہر طرف فوج اسقدر ہو کہ جب وہ رانا سے دو چار ہو تو اوس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دولتخواہوں نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں۔ شہنشاہ اکبر نے اپنی بہن عصمت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بھیجا جسنے جاکر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو ساتھ مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب منجم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد کو چلا جائے۔ پھر جسوقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا اور وہاں جاکر چند روز شاد کامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہوگئی اور خسرو کی پیدایش روی کی غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیونسے افیون لیکر کھائی اور بالین قبر پر سر رکھا محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبداللہ خان کی صحت نہ نبہہ سکی وہ بادشاہ پاس چلا آیا اور یہاں اوسنے منصب پنج ہزار دو یا نصدی اور خطاب صفدر خانی پایا جب بیٹا الہ آباد گیا تہا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب ہے روز ایک مقدمہ ترتیب دیکر بادشاہ کی خاطر میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دواہ بادہ گساری کو بیان کر کے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تہے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں جاکر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سنا تو اوسنے سوار ذکو بھیجا کر تینوں کو پکڑ وا بلوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے آدمیوں کے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بہاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا جسے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوس نے کہا کہ ہم نے باوجود یکہ جہان کو شمشیر سے تسخیر کیا لیکن اپنے سامنے بہیڑ کا بہی پوست کندہ

والدہ سلطان خسرو کا مرنا اور عبدالغفار کا یا اوسکا باپ جانا + جہانگیر کے حکم سے ایک آدمی کا زندہ کہال کیجانا اور دوسرے کا بندر +

نہیں کرایا میرے فرزند عجب فتنی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں۔
فتنہ انگیزون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب مین افیون ملاکر اسقدر شاہزادہ نوشجان
کرتا ہے کہ طبیعت اُسکی برداشت نہیں کرسکتی طغیان کیفت اور ستیلا ونشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو جون وچرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی جھپ جاتے ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
کلیم اور صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتون کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانے کا ہوا۔
دہم شہر ۱۰۱۴ھ کو وہ کشتی میں بیٹھکر روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں کشتی ریت میں بیٹھ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماکی عیادت
کو الٹا گیا راہ ہی کا انتقال ہوگیا۔ اس سبب سے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا۔ جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماتم کا تغیر سمجھا۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا۔ باپ نے اوسکو سمجھایا۔
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہوگیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں رہکر تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو جادتخانہ
میں بٹھایا اوسکے پاس ہر روز ان بھیجی جاتی تھیں دس روز وہ یہاں رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولت خانہ میں جائے شہزادہ باپکے روز سلام کرنے جاتا۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آب روپے دونو کو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑون پر سوار ہوکر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد زدوخورد کے فیل گرانبار نے آتا پھیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اسکی
کومک کو متہمین فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈھیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون خطا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے اور بیباکی سے متغیر و متوحش ہوا جسسے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

بادشاہ کا بیٹے کے علاج کے لئے الہ آباد جانے کے ارادہ کا ملتوی ہونا

بادشاہ کا بیمار ہونا اور شاہزادہ سلیم کا اپنی بیماری میں فیل لڑانا

علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آگئے جب اوسنے دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اوسنے راے مان سنگھ سے جو بڑا صاحب اقتدار تھا صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنائے۔ ان امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انمیں سے خسرو خواہر زادہ راجہ مان سنگھ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اونھوں نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو پکڑ لیجئے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی کرتوت محو کر سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + دوسرے روز سلیم کشتی میں بیٹھ کر حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک قزوینی سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود کر آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے کی اور سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھروائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے۔ اور خان اعظم اور راجہ مان سنگھ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سیکو معلوم ہیں اور شہنشاہ جو اوسکی نسبت راے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو مسطور نہیں ہے کہ وہ اسکا جانشین ہو جب یہ بات کہی گئی تو سمند خان نے چلا کر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے ہوتے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خان اعظم ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا یہ کہہ کر مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔ خان اعظم تو چپکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابینوں کے خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور مرتضے قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابینوں کو جمع کرنے لگا۔ اس اثنا میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضے خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس چلو اور اوس سے کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں +

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گھر آیا تھا تو احمق جمع ہو کر اُسے کہہ رہے تھے کہ حضور کیوں ایسے غافل بیٹھے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کر لیا اور خسرو کو تخت پر بٹھا دیا اور اونہوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اور ڈانے کے لئے لگا دیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے کہنے سے قریب تھا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بھاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تھا اور بہت ہی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا آیا اور سے شہزادہ کو سمجھایا کہ آپ مستقل رہیے دیکھیے دو گھنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے اس بہادر کی نصایح سن ہی رہا تھا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت شکستہ ہو گئی ہے اور مرتضے خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے آدمیوں کی ہمت بندھوانے لگا کہ دارابیگ آیا۔ اور میر مرتضے آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام میں سے بہت آدمی اوسکے پاس آئے کورنش کر کے اوسنے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا کہ شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بھی شرمندہ سے آئے اور مجرا بجا لائے شاہزادہ نے خسروانہ اسپر عنایت کی اور اوسکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا جب راجہ مان سنگھ نے دیکھا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہو گئی تو وہ سلطان خسرو کو اپنے گھر لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بھاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتھ لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکھا کہ باپ نزع کی حالت میں پڑا ہوا ہے شہنشاہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اشارہ کیا دستار اور خلعت جو شاہزادہ کے لئے تیار ہوا تھا لاؤ اور میر انجبر شاہزادہ کی کمر سے باندھو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا اوسکی تجہیز و تکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندھا دیا۔ جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سنا کہ راجہ مان سنگھ سلطان خسرو کے کشتیوں میں سوار ہو کر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتھ لئے جاتا ہے جہانگیر کو

اسسے ایک فکر پیدا ہوا اور سنے راجہ کے بھائی مادھو سنگھہ کو بھیجا کہ اوسکو اطمینان دلا کے اولٹا لے آئے۔ راجہ پاس مادھو سنگھہ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تو نے کیا کیا کہ تو بادشاہ کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ اسمیں کیا فائدہ دیکھا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان ہے اور وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہے بمجبوری میں نے اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام کیے ہیں۔ غرض اس راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد و پیمان ہوئے۔ مان سنگھ اور خسرو دونو بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگا اور پیار کیا اور منہ چوما +

۸۔ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء سنہ اڑتیس برس کی عمر میں دارالخلافہ آگرہ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی زبدا کو ایسے بڑے امن و امان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع سلطنت میں توقع ہو سکتی ہے۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تھا۔ مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ میں محصور تھی بادشاہ غالب ہا تھا۔ البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تھی۔ احمد نگر جو ابھی شاہی قبضہ میں آیا تھا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور ملک جو اسے چھن گیا تھا اوسکے لینے میں کوشش کرتی تھی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے حکم دیا کہ زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی داد خواہی اور عورسی میر دارالعدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں تاکہ اوسکی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی تھی اوسکا طول تینسو گز تھا۔ اسمیں ساٹھہ گھنٹے لٹکتے تھے اُسکا وزن چار ہندوستانی من تھا ایک سرا اُسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے ستوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارہ پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ اس حکمت سے ستم زدوں کو عرض بیگیوں کا توسل نہ ڈھونڈھنا پڑتا تھا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام نکلتا تھا۔ اہلکاروں کی شرارت سے جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تھی اور

تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال +

زنجیر عدل

اونکے حال سے بے علم رہتا تہا اسکا انسداد ہوا - بادشاہ لکہتا ہے کہ میں نے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوۃ و تمغا و میر بحری وسائر تکالیف جو جاگیرداروں نے ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گھاٹوں اور بندرگاہوں پر محصول اور چنگی نہ لی جائے نہ بھیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونو کے عہد میں جاری ہوا تہا اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ـــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرائے اور مسجد بنائیں اور کنوا کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرا میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کی مال کی گٹھڑیاں اونکی رضا بغیر نہ کہولیں

حکم سوم :- تمام ممالک محروسہ میں خواہ بندہ مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکے وارثوں کو دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک معتمد و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرایوں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کھدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +

حکم چہارم :- مسکرات و شراب و بنگ و بوزہ کوئی شخص نہ بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹہارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق و انشکے بیس پیالے نوشجان کرتا تہا - رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالے چہہ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی - شراب پینے کے وقت بہی مختلف تہے - بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تہا بعض اوقات رات کو سچہہ دن کو تیس سال تک یوں شراب پی - بعد ازاں رات کو شراب پیتا - پہر آخر دنوں میں فقط ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی زبردستی نہ بنائیں۔ بے گھر بے در کسی کا کرنا اچھا نہیں ہوتا +

حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور مینے بھی درگاہ الٰہی میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +

حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار یا خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے خود کاشت نہ کرے +

حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنہ میں ہوں بحکم شاہی وہاں کے آدمیوں کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +

حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور وہیں طبیب علاج کیا کریں بیماروں کو دوا و غذا ملا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دیئے جائیں +

حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو اوسکے تولد کی تاریخ تھی عمر کے ہر سال کے لئے ایک وزن شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور نہ ذبح ہوا اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ تیرا عظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن بھی کوئی جانور ذبح نہیں ہو +

حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مناصب بدستور برقرار رہیں اور بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب میں اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا اضافہ نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرا پردگیوں کی تنخواہوں میں بقدر حالت و نسبت دس سے بارہ تک و دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ میں اہالی ائمہ کی جو لکھ دعا ہیں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس ہے برقرار و مسلم رکھی۔ میران صدر جہان کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ کے

عہد میں جلیل القدر منصب صدارت کا اسے متعلق تھا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو زر برو
حکم دوازدہم جیلخانوں اور قلعوں میں سے آدمی مقید و محبوس ہیں وہ رہا کئے جائیں۔
غرض اوسنے بہت سے محصول جنمیں رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تھی اور اکبر کے عہد میں اُنپر خیال
نہیں ہوا تھا ان سب کی اصلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہانگیری توزک میں اسطرح لکھے ہیں کہ میں نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغوں
کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوسسے کبھی انحراف نہیں کریں۔

اوّل۔ میں نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغوں میں تین صیغے معاف کردئے
زکاۃ میر بحری۔ تمغا راہ جسکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں بیس کرہ من سونا تھی۔

(۲) میں نے حکم دیا کہ بندگان خدا جو ودیعت میں سپرد ہوئے ہیں اونکے مال کو اگر راہ زن یا
کوئی اور زبردست کہیں چھینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنے کے لئے مجبور
کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا۔ میں نے ہدایت کی کہ جب کوئی
ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہاں دہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اُنکی کی جائے۔ اور
ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے۔ میں نے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیرداروں
کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں
اور سوداگرون کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروری رہتا ہو
تو وہ خزانہ شاہی سے اُن کامون کو سرانجام دے +

(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت کہتے ہیں اونکے مال کی گٹھڑیاں کسی قسم کی بغیر اونکی
مرضی کے نہ کھولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو
خریداروں کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +

(۴) جب کوئی شخص مرجائے اور اوسکے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز
نہیں ہے کہ اوسکے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچوں کو ذرا
بھی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال سے مسجدیں

تالاب بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ دھت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ وہ میں لشکر آئے تو بغیر زور وظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ محض اجنبی آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوسکے جورو بچون کے لئے ہاتھ پھیلانے کو بھی جگہہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر جوری کا جرم ہو تو اوس کے کرہ خار دار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آیندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت اوسمیں نہ کریں۔ کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے حصے سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ میں کرلے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیئے۔ غیر علاقہ میں دخل نہ دینا چاہیئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں کسی سبب سے تریاک کھا کر مرجائے تو دوسرے شخص سے جو اوسکے گھر میں تھا ہو اوسکے خون

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکمونکو حکم دیا گیا کہ وہ دارالشفا قائم کریں اور جو بیمار اونکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دارالشفا سے جائیں تو اونکو بقدر ما یحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اُٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلان کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۴) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کئے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت مین نے دیکھی اُنکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جس پاس گھوڑے تھے اوس پاس پندرہ گھوڑے کر دئے۔ اور اسی مناسبت سے اور امراء منصبدار ان کے اضافہ کئے۔ فقط بعض آدمی ناعاقبت بین فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تھے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تھے اور ملک مین خرابی پھیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس مین اول خود ہی برباد ہوجائینگے۔ اس باب مین مجھے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اسمین کیا بھرنا چاہیئے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بھرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب و شربت وبرف سے بھرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو افیونی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودھ سے بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری رائے تم سب کی رائے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازون کے خون سے بھرنا چاہیئے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

حوض شاہ طہماسپ +

مین نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیون کی رہائی کا حکم عام دیدیا صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چھوٹے جنمین سے بعض چالیس برس کے قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیون کی تعداد کا قلعون کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ہندوستان مین باستثنار بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم اسقدر ہیں۔ مین نے اپنے عہد مین سونے پر سکہ لگوایا مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے سکوک کئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکھا چنانچہ سونے کی مہر کا نام نورشاہی۔ اور پچاس تولہ کا [illegible] کا نور دولت۔ دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نورانی اور پانچ تولہ کا رواجی نام رکھا۔ اور چاندی کے سکون مین سو تولہ کے سکہ کا نام کوکب پچاس تولہ کا کوکب اقبال

قیدیون کی رہائی اور سکون کے نام +

بیس تولہ کا کوکب اور دس تولہ کا کوکب بخت ۔ پانچ تولہ کا کوکب سعد ۔ ایک تولہ کا جہانگیری اور نصف تولہ کا سلطانی ۔ اور چہ تہائی تولہ کا تثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا ۔ اور اس روش پر تانبے کے سکے مسکوک کئے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا ۔ سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر رقم زد شاہ نورالدین جہانگیر

مصرعوں کے درمیان جگہہ چھوڑ کر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ بھی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خورزیں سکہ نورانی جہان آفتاب مملکت تاریخ آن

دونوں مصرعوں کے درمیان مقام ضرب و سنہ ہجری و سنہ جلوس اور سکہ نور جہانی کا بعوض مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اسپر یہ بیت ثبت ہوئی

روے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری و سنہ جلوس منقش ہوا ۔ سکہ جہانگیری کہ وزن میں ۵/۴ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نور جہانی کے دستور پر ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران و توران ہے ۔

مکتوب خان داروغہ کتاب خانہ و نقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ کو بہت پسند آئی + ؎

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد اقبال سربپائے صاحب قران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھہ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان کے گھر کو اپنے واسطے بنالے ۔ سعید خان کو پنجاب کی ایالت و حکومت سپرد ہوئی ۔ رخصت کے وقت یہ مذکور ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیردستوں اور مسکینوں پر ظلم کرتے ہیں اوسکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور میزان عدل میں سخت دلی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے [illegible] پائینگے شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تہا خلعت و

+ ۱۰۱۴ھ

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکھا اور اوسکی سرفرازی
کے لئے میں نے کہا کہ تجھکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں مقیم کو کہ میرے باپ کے
عہد میں وزیر خان کا خطاب کہتا تہا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی خواجگی
فتح اللہ کو بہی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبدالرزاق معموری کو جو میرے ایام
شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چہوڑکر میرے باپ پاس چلا گیا تہا بدستور قدیم
بخشی کیا۔ اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بہاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا
اوسکی تقصیرات پر خط نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا۔ غرض بیرونی اور اندرونی
ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکہا شریف خان کہ خرد سالی
سے میرے ساتہہ بڑا ہوا تہا میں نے نقارہ و توغ و توغ اوسکو مرحمت کیا تہا اور منصب ہزاری
و پانصدی دیا تہا اور صوبہ بہار کی حکومت و ارائی اور اس ولایت کا حل و عقد اس کے
قبضہ اختیار میں چہوڑا تہا اور اس طرف رخصت کیا تہا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد
میری خدمت میں حاضر ہوا اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا۔ اس لئے کہ اوس کی
بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا
ہوں۔ مجھے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تہا اسلئے میں نے اوسکو
وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیر الامرائی کا خطاب بہی دیا۔ نوکری میں کوئی اور خطاب
اسکے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوس کے منصب میں
افزائش کی گنجایش تہی کہ اوسسے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوسنے عرض کیا کہ جب تک کوئی
مجھسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب مذکور سے زیادہ نہ چاہونگا۔ ابہی میرے باپ کے
بندوں کی حقیقت اخلاص واقعی ظاہر نہیں ہوئی تہی اور بعضوں سے تقصیرات اور
ناشائستہ ارادے جو خالق و خلق کو ناپسند تہی سرزد ہوئے تھے وہ خود بخود شرمندہ
و شرمسار تہے۔ باوجودیکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کردیں اور یہ
قرار دے لیا تہا کہ امور گذشتہ کی باز خواست نہ ہوگی۔ مگر ایک کو ہم اونکی طرف سے

میری خاطر میں چلا جاتا تہا اسلئے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تہا۔ اگرچہ کل بندونکا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے خصوصاً بادشاہونکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم ہے۔ راجہ مالنسکہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تہیں اور وہ میرے پدر کے امرا معتبر و معتمدین سے تہا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تہے کہ اوسکو یہ توقع نہیں تہی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ولایت دونگا جسمیں پچاس ہزار سوار رہتے تہے۔

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تھے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر کو سلطان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بہیجوں اور فرزند مذکور کو رخصت کیا اور بیس ہزار سوار اور امرا مفصلۂ ذیل اوسکی خدمت کے لئے تعین کئے اول آصف خان جہجہار کو پرویز کا اتالیق مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ سب چہوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید سے باہر نہ جائیں اور عبدالرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خان کو دیوان مقرر کیا۔ راجہ جگناتہ نبچہاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادہو سنگہ اور براول سال درباری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خان کو سہ ہزاری منصب دیا۔ شیخ عبدالرحمن پسر شیخ ابوالفضل کو اور مہاسنگہ نبیرہ راجہ مالنسکہ و زاہد خان پسر صادق خان کو اور وزیر جمیل و قراخاں ترکمان ہمین سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکہتا ہے خلعت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچہواہوں میں سے تہا اور میرا باپ حزد سالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تہا اور فارسی زبان جانتا تہا اوس کا یہہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمین بود کہ کسے ۔۔۔ بنور حضرت خورشید پایہ خود نہد

وہ بہی اس مہم میں شریک کیا گیا۔ غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خان زادے اور راجپوت کار طلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ کہتے ہیں متعین ہوئے +

رانا کی گوشمالی کے لئے پرویز کا لشکر بہیجنا۔

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندون کو اپنے منتہائے مطلب
کامیاب کرے اسلئے اوسنے بخشیون کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی
چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تاکہ تورہ وقانون جہانگیری کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر میں مقرر
ہوا اور تغیر وتبدیل سے ایمن ہو - بادشاہ کے آبا واجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت
کے عنایت کرتے تہے - اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اسسے ہو کہ فرمان پر
شنجرف سے مہر لگائی جائے - جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کی جائے اور مہر مذکور
اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

التمغا کا دینا +

بیرواس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ
میں جو بادشاہ کے ساتہہ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ متعد آمادہ
رکھے - جہوٹی توزک میں لکہا ہے کہ ساٹہہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر
بارود اور بیس گولیان ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے
تیار رہیں اور اس کا خانہ کے خرچ کے لئے پندرہ پرگنے مقرر کئے جنکی آمدنی ایک لاکہہ دانگی
اشرفی تہی - مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا - اوسکو
جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس پرورش
ہوا تہا اسلئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں شمار کرتا تہا - راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لایق
بیٹے بہاؤ سنگہ کو منصب ایک ہزار یا صدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق پر قرار رہا -
زمانہ بیگ پسر غیور بیگ بلی کو کہ خرد سالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شہزادگی
میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابتخانی کا دیکر منصب ہزار و
پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوسکے لئے مقرر ہوئی - راجہ نرسنگ دیو
کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی
میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا - اسکی رعایت
و ترقی کا سبب اسکا ابوالفضل کا قتل کرنا تہا جسکا بیان اوپر ہو چکا -

خطاب و منصب کا ملنا +

میر ضیاء الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیاں کیں پنہزاری کا منصب دیا طویلہ کا مشرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گھوڑے بخشش کے لئے حاضر رکھی مرزا علی اکبر شاہی کو منصب پنہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی امیر الامرا نے ایک دن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیانت وبے دیانتی مخصوص نقد وجنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ اون میں نہ ہو اور اس استعداد کا چھپانا جو بیگانوں میں ہو یہ بھی بے دیانتی ہے یہ بات سچ ہے کہ مقربون کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کی حالت جیسی ہو عرض کرنی چاہیئے۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا اور اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت وبندگی اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقدمے تھے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تھی۔ مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تھا تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو ہندوستان میں پرویز کو چھوڑ کر توفیقات الٰہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان جو عبداللہ خان اور اوسکے بیٹے عبدالمومن کے بعد تخت نشین ہوا تھا مر گیا اور ولی محمد خان اوسکا بھائی اس دیار میں حاکم ہوا تھا۔ ابھی یہاں انتظام نہیں ہوا تھا۔ دوم سرانجام مہم دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ دکن کا فتح و تسخیر ہوا تھا اوسکو خدا کی عنایت سے ایک فرصہ تحت وتصرف میں لاکر ممالک محروسہ میں داخل کروں +

جہوٹی توزک میں یہ لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان ازبک حاکم تھا وہ مر گیا اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے۔ اسکی حکومت کی ابتدا تھی میں نے خیال کیا کہ وہ مجھسے عداوت کے ساتھ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے مقابلہ کے لئے بھیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کروں +

خود ماوراء النہر جاؤں۔ دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تہا کہ اس لشکر کو جو اسپر فتح حاصل کرکے سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنی باپ کے سبب سے پیدا ہوا تہا وہ بہت اس ملک موروثی ماوراء النہر کو فتح کرنا چاہتا تہا مگر میں نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کرکے چلا جاؤں۔ میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے سے لڑنے کے لئے بہیجوں +

۲۷ شعبان کو بسران اکبے راج ولد بہگوانداس عموے راجہ مانسنگہہ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا ان بے سعادتون کا نام ابہے رام ویجے رام دیشام رام تہا یہ نہایت بے اعتدال تہے۔ ابہے رام نے بہت بے اعتدالیان کیں تہیں مگر میں نے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تہا اس تاریخ میں مجہسے عرض کیا گیا کہ ابہے رام یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن بہیجدے اور پہر خود بہاگ کر رانا کی پناہ میں ہے جو میرے خاندان کے نادولتخواہوں میں ہے۔ رام داس اور اور امرائے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم مین سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختون کی جاگیر اور منصب کو برقرار رکہوں اور اونکے گذشتہ کوتکون کو عفو کروں لیکن انکی بدطینتی کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیرالامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا ضامن ہو اونکو حوالات مین رکہے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی کے حوالہ کیا جب اونہون نے چاہا کہ ان جاہلون سے ہتیار لے لین تو وہ اپنے نوکرون کو ساتہہ لیکر جنگ کرنے لگے امیرالامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص و عام کے صحن مین واقع ہوئی اور اس سیاست سے ناعاقبت اندیشون کی تنبیہ ہوگئی ابوالبقا نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر آذربائیجان میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تیس نا سن کیا جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اسی کی میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضائے عدالت بہی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے چہوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

بسران اکبے راج کے لیے اعتذار دیوان خاص و عام کے گستاخی میں +

، شعبان کو رام جی اور بجا رام (بجے رام) اور سیام لسبان بھگوانداس عموے راجہ مانسنگھ کو اونکی بداعمالی کی سزا دی گئی۔ اونکے سر میرے ہاتھیوں کے پاؤن تلے کچلے گئے۔ ان سب میں راجی بڑا شریر تھا ضمیمہ دیکھو۔

بندوتوں کے ساتھ ہوا خرچ +

ایک دن میں نے پنڈتوں سے جو ہندوستان کے دانشمندوں سے عبارت ہے یہ پوچھا کہ اگر تمہارے مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات مقدس نے مختلف پیکروں میں حلول کیا ہے تو وہ ارباب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالیٰ جو تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نور الٰہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں مساوی ہے اور وہ ان دس پیکروں سے مختص نہیں ہے۔ اور اگر صفات الٰہی میں سے کس صفت کا اثبات مراد ہے تو اس صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات موجود ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں بہت سی گفت شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و جون و چگونگی سے منزہ ہے ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکروں کو اپنی شناخت و معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکروں سے معبود تک پہنچنے کا مقصود کب حاصل کر سکتے ہو +

جشن اول نوروز +

شب شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۶ء کو آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا۔ سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تھا اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس کے سالوں کا حساب کرتا ہے۔ بابکے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے اور روز اول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کر کے خانہ شرف میں آئے ہر روز جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ مکیفات و مغرات میں سے جسکا جی چاہے کھائے منع و مانع کوئی نہیں ہے ان سترہ اٹھارہ روز میں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تھی ہر روز

امرائے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات و اقمشہ نفیسہ اور ہاتھی گھوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا۔ بادشاہ کی طبیعت سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسود کی پر مائل تھی اس سال یہ پیشکش معاف ہوئی مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھ لے لیا گیا

گجرات میں مظفرخان کی اولاد کی شورش +

آغاز جلوس میں مظفرخان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے حاکم زادوں میں سے سمجھتا تھا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کیا۔ اور چند شاہی سرداروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور رائے علی بھٹی تھے مار ڈالا بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چھ سات ہزار سواروں کے ساتھ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک مفسدوں کے رفع و دفع سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے۔ اور قلیچ خان جو پہلے اس خدمت پر تعین ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آئے۔ اس فوج کے پہنچتے ہی باغیوں کی جماعتیں پریشان ہوئیں ہر ایک جماعت جنگل میں بھاگ گئی۔ اور اس ملک کا انتظام ہو گیا +

خسرو کی بغاوت اور اسکے ساتھیوں اور مددگاروں کے حالات

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے خیالات فاسد پیدا ہوئے۔ خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تھے اور عفو و اغماض سے مخفی نا امید تھے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بنا کر امور سلطنت کے مختار بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے۔ خالق داد اور اس امر عظیم الشان و رفیع القدر کے لئے جس کسی کو شائستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کے نہایت کو راست سمجھتا ہے اوسکو دیتا ہے + ۵

زوارندہ نتوان ستد بخت را	نشاید خرید افسر و تخت را
سرے را کہ حق تاج پرور نمود	نشاید از و تاج و دولت ربود

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سوا ے ذلت اور پشیمانی کے نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الہٰی کے ساتھ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کرکے اوسکے دل سے دغدغے وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے مشورہ سے شب یکشنبہ ۸۔ ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بناکے قلعہ سے باہر آکر بھاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھہ لے گیا۔ اوسکی روانگی سے تھوڑی دیر بعد کوتوال جرائحی نے جو وزیر الملک کا آشنا تھا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک اسکو امیر الامرا پاس لیگیا اوسنے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا یا کہ مجھے کچھہ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے سان گمان میں بھی نہ تھی میں نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی۔ جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے میں نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے میں خود جاؤں یا خرم کو بھیجوں۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اوسنے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے اور بھاگتا چلا جائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو جو کچھہ تیرے ہاتھہ سے ہوسکے اس میں تقصیر نہ کرنا سلطنت میں خویشی و برادری نہیں ہوتی کہ۔ بادشاہ خویشی نہ دارد کسے۔ باتیں اور بعض اور مقدمات کہہ کر میں نے اوسے رخصت کیا میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت و منزلت حاصل ہے اوسسے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات وہ کرے اور اوسکو ضایع کردے۔ مغر الملک کو میں نے حکم دیا کہ جاکر اوسکو اگتالے آئے شیخ فرید بخشی بگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ پہرہ پر ہیں میری ہمراہی پر متوجہ ہوں۔ اہتمام خان کوتوال کو قراولی و خبر گیری کے لئے مقرر کیا

اور یہ سیر پایا کہ جب دن ہو تو مین خود جاؤن - مغرالملک امیرالامرا کو سے آیا - میرے پاس خبر آئی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے - میرے دل مین آیا کہ مبادا وہ راہ مین چپ
زدگی کرے یعنے جائے اور طرف اور دکھلائے اور طرف - راجہ مانسنگہ اسکا ماموں ہنگالہ
مین موجود تہا اسلیے اکثر بندہاے درگاہ کی رائے یہ تھی کہ خسرو وہان جائیگا - ہر طرف آدمی
بہیجکر یہ تحقیق ہوگیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے - اس اثنا مین صبح ہوئی عنایت الہی پر بہروسہ
کرکے عزیمت درست کی - ساتہہ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور جلد

بلے آن را کہ اندوہ ست در پے	تنے داند کہ رہ چوں میکند طے
ہمیدا ند کہ آفت پیش و را ند	نداند تا کہ آید یا کہ ماند

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روحانیت
سے استمداد ہمت کی - اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا بگڑا ہوا آیا - جب یہ بات مین نے اوسے یوہی تو وہ انکار نہیں کرسکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتہہ باندہ کر فیل پر سوار کرین - یہ اول شگون تہا کہ حضرت والا کی روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا - دوپہر کو خوب لوئین چلین تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ جب میرا باوجود امنیت خاطر کے
یہ حال ہو کہ سعتا دا فیون جو اول روز مین مجہے کہانی چاہی اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بہی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے
مجہے تکلیف اس سبب سے تہی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم و غنیم ہوگیا اگر اوسکے پکڑنے مین
سعی نہیں کرتا تو مفسد اور فتنہ اندیشون کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر پکڑے ہوئے
اوزبک یا قزلباشون پاس جائیگا جسکے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا - کچہہ آرام لیکر پرگنہ متہرا سے کہ آگرہ سے بیس کوس
پر واقع ہے دو تین کوس چلا اور اس پرگنہ کے ایک موضع مین اترا جہان تالاب بہی تہا
خسرو جب متہرہ مین آیا تو حسین بیگ بخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت یا فتون مین تہا ملازمت

کے قصد سے کابل سے آیا تھا کہ وہ خسرو سے ملا - بدبختیوں کی طبع فتنہ و آشوب سے پیراستہ ہوتی ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تھا - دوستیں یا رفاقت بدخشان - اوسکے ہمراہ تھے وہ خسرو کا راہ بر اور سپہ سالار بنا - راہ میں جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا - گھوڑا اور اسباب اوسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافروں کا اسباب ان بچوں کا مال تھا - جہاں وہ جاتے وہاں عورتوں اور بچوں کو ستاتے خسرو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ باپ دادا کے ملک موروثی پر کیا ستم ٹوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکھ کر ایک حسرت مین ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا - مگر ان کتوں سے مراد سوا اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہتا تھا - اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے دغدغہ خاطر میری ملازمت مین آتا عالم السرایزد دانا ہے کہ مین اوسکی تقصیرات سے بالکل درگذر کرتا اور اوسپر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل میں بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہیں رہتی حضرت جنت آشیانی کے واقعہ مین بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل میں جو ارادے پیدا ہوئے تھے وہ جانتا تھا کہ مجھے وہ معلوم ہیں اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہیں کرتا تھا - میری شاہزادگی میں خسرو کی ماں نے اوسی کے اطوار اور اوضاع کی ناخوشی سے اور چھوٹے بھائی مادھوسنگھ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کھاکر اپنے تئیں ہلاک کیا اوسکی خوبیوں اور نیکی ذاتیوں کا کیا بیان کروں عقل اوسکی کامل تھی اخلاص اس کا میرے ساتھ اس درجہ پر تھا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تھی - بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوسنے دیکھا کہ اوسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور انجام اسکا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبھی کبھی اوسکا مزاج شورش میں آیا تھا - یہ شورش موروثی تھی کہ اوسکے بھائیون اور باپ دادا میں بھی دیوانگی میں ظاہر ہوتی تھی اور ایک مدت کے بعد علاج پذیر ہوئی تھی - جن دنون میں کہ میں شکار پر متوجہ تھا ۳۶ - دیکھ ۱۰۱۳ھ میں عین شورش دماغ مین بہت سی افیون کھائی اور تھوڑی دیر میں مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تھا پہلے سے دیکھہ لیا تھا اول میری شادی اوس سے ہوئی تھی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب پا گیا۔ وہ یہ نہیں دیکھہ سکتی تھی کہ اوسکے بھائی اور بیٹے میرے ساتھہ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگانی کا مزہ کچھہ نہ رہا کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ جب والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور مرحمت سے اس فدوی خاص پاس بھیجا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بھیجے اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پر پانی ڈالا اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوسسے زیادہ کیا بے سعادتی ہوسکتی ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے ماں کی خودکشی کا سبب ہو اور اپنے باپ سے بغیر کسی سبب و باعث کے محض تصورات و خیالات فاسد سے بغاوت و عناد اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے۔ منتقم جبار نے ہر کردار کے لئے اوسکی سزا برابر رکھی ہے اسلئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان دائمی میں گرفتار ہوا۔

راہ چو مستانہ زدو ہوشمند پائے بدام آرد و سر در کمند

روز سہ شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں کی جماعت کے ساتھہ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بھیجا۔ دوست محمد خان کہ میرے ہمرکاب تھا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی مخزنوں کی محافظت کے لئے بھیجا جب آگرہ سے میں آیا تھا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی حراست سپرد کی تھی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بھیجدینا اور حکیم مرزا کے بیٹوں کو قید کر کے محبوس کر دینا اسلئے کہ میرے فرزند صلبی نے یہ معاملہ کیا ہے تو برادر زادہ

اور عموں زادہ سے کیا توقع ہوسکتی ہے دوست محمد کے جانے کے بعد مغرالملک بخشی ہوا اسے
پلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳ - روز جمعہ کو دہلی میں آیا - دادا کی قبر کی زیارت کو گیا - اینجا تہہ
روپیہ تقسیم کیا - یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا - اور فقیروں اور
درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا - ۱۴ - کو سرائے نرملہ میں گیا جسکو خسرو نے جلادیا تھا - آقا ملائی میری
خدمت بہت کرتا تھا بیزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب کیا تین سو سوار اوسکو دئے
ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلئے کہ بہادا اونکی
خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلان تروں کو دو ہزار روپئے دئے کہ اپنے آدمیوں
میں تقسیم کردیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں - ۱۶ - کو پانی پت میں آیا - یہ منزل
میرے آباے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی - اس شہر میں دو
فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں موجود ہے
دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں ہو کر پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا - تو
بجہت اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا - وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ الیغار
کرکے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے - انہیں دنوں میں لاہور سے ایسی
مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا - دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہو کر میرا منتظر رہے - وہ گرانبار
ترسندہ تھا - اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے
خطاب ملک الورا کا پایا - اور نبرد میں صاحب اختیار ہوا - دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا
اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اگر وریون اور سوداگروں وغیرہ
کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی - بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ
ہوجاؤ - اوسکے بعد دست اندازوں اور ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا ایمن ہوئے
غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت
کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

ہو جاتی اور حسرو ہاتھ میں آجاتا مگر اونکی ہمت نے یاوری نہ کی۔ شانی الحال ہر ایک نے کسی نہ کسی سے اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کرکے حسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور ایسی خدمت نمایان کی کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ حسرو میں تردد ات مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہوگا۔ ۱۷ ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر مقام کیا۔ ۱۹ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر پڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل خوش ہوا۔ منزل الوہ میں الوانی اوزبک کو ستاون منصبداروں کے ساتھہ شیخ فرید کی کمک کے لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔ کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۲۴۔ ماہ مذکور کو حسرو کے پانچ آدمی پکڑے آئے جنمیں سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔ ۱۲۔ فروری سنہ مرزا حسین و نورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۱۴۔ فروری کو دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ حسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تھوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ کو استحکام کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست سخت تھی اوسکی مرمت کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھہ مدد اور معاونت کی۔ دو رونے کے بعد کرنی الجملہ سر انجام ہوا۔ تہانہ حسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اُترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرکے لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگادی جائے اور اپنے نوکروں کو اوسنے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کرلی - ان دنوں میں کشمیر کے
تعینا تیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ
ہوا - جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا
ہوں - اہل قلعہ بیس کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے
قلعہ کے نوروز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں
تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سواد ہائے اعظم میں سے
لاہور ہے چھ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہوگئے
اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے
سرائے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے
کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دو پہر تک سلطان پور
میں رہا بحسب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع
ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک
لقمہ شگون کے لئے کھا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال
کچھ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا چلتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی
نے لاکر نہیں دیا ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کچھ اور میرے پاس نہ تھا - خدا کے
بھروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتھ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ
ہوگی - گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو کے بھلے سوار میرے ساتھ ہوگئے - پل سے
گذرتا تھا کہ سمتسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلد و منیر
خوشخبر خاں کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بھیجا تھا
ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ اوس سے
میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح کو
کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ جس لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پاسکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا سنگھاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانوں میں سر کہا اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ وفدویانہ سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کارنمایاں دکھاتے تھے ہراول بنے تھے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود تردد ات مردانہ کرتا تھا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مرگیا سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے - اونہوں نے پان ہزار سوار بدخشی سواروں کو زخم لگاکے پارہ پارہ کردیا سید کمال کہ اپنے بھائیوں کی کمک کو گیا تھا - ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پامال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکھتا تھا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا +

کہ دانست کہ این کودک خرد سال	شود یا بزرگان چنیں بدسگال
باول قوج دردے آرد بہ پیش	گداز د شکوہ من و شرم خویش
بسوزاند او رنگ خورشید را	تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخالفت پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے - ناقص عقلوں کی مشورہ سے میں ہیچا نہیں ہوا عقل و دانش کے ساتھہ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت درست کی برکت سے جو مجھے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بھاگا میں نے راجہ مانسنگھ کو جو کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھہ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اوسے پیچھے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف نہ کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جائے تو کابل میں مہابت خاں کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بابدولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر قلعہ قندھار کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خان کو بیس ہزار روپیہ حیدر کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں۔ ۲۷ کو لاہور سے ۸ کوس پر منزل جیپیاں میں لشکر آیا خسرو دریائے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی رایوں میں اختلاف ہوا۔ افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پھیلائے حسین بیگ کہ جسکے اہل وعیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تھا۔ خسرو نے حسین بیگ کی رائے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اُسسے جدا ہو گئے دریائے چناب سے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ روانہ ہوا۔ یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے بھری اوسکے آدمی لائے خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار و ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہو گئے تھے حسین بیگ نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس اور لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں اس اثنا میں کمال چودھری سودہرہ کا داماد یہاں آیا۔ اوسنے دیکھا کہ ایک جماعت رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اوسنے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اس شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہو گئے۔ کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے کشتی چلانے کی بلی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اوسکو یہ خبر پہنچی

رات کو ایک جماعت آب چناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی - چار کوس تک کشتی خود چڑھاؤ پر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کھسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تھا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تھا - ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سراولی کے لئے بھیجا تھا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تھا - وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا - اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تھا صبح روز ریک شنبہ ۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا - اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیرالامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بھیجا - امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں - اور ون کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسّے دین و دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا - دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا - روز پنجشنبہ محرم ۱۰۱۵ھ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پابزنجیر طرف چپ کے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کھڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کھڑا لرزتا اور روتا تھا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تھا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کر کے دراز گوش پر الٹا بٹھلا کے
شہر میں پھرایا - گائے کا پوست بہ نسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گھٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خزہ کے پوست میں تھا خارج سے بھی اوسکو رطوبت پہنچتی تھی وہ زندہ رہا +

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تھی مینے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامراں کے باغ میں توقف کیا۔ بہروال جہاں جنگ ہوئی تھی وہ شیخ فرید کو مین نے عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب والا دیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دوردیہ داریں کھڑی کیں اور ایساق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹھایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکھے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے اوسپر یہ حاشیہ بھی چڑھایا کہ خسرو کو یوں چڑہایا کہ چوبدار سے یہ کہلوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تھی اونکو ریاست و چودراہٹ جناب بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تھا تو ایک گھوڑا پاس رکھتا تھا مگر فتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہوگیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکھہ روپیہ میر محمد باقی کے گھر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکھا ہوگا اور اپنے ساتھہ لیا ہوگا وہ ابھی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کہ پوست خزہ میں بند کیا گیا تھا اور شہر میں پہرایا گیا تھا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تھا اور کوچہ و بازار قسم خیار سے اور مرطوب چیزوں سے جو کچھہ اوسکو ہاتھہ لگتا وہ کہاتا۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا۔

چھوٹی توزک میں لکھا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سپہ آرا مایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہیے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر یا رہ ہزار سپاہ سے شب خون مارین +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب اور عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گوبند بہت برس ہاتھیوں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریا کو گوبند دال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا تیار ہو کر آیا اور میں اوپر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھہ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گوبند دال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بھیجا کہ اوسکو یہ نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ برملا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھہ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کریگا تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوسنے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جاؤں

جہانگیر نے توزک میں خسرو کی بغاوت کا بیان لکھا ہے +

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سواء کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہے۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجدیا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خان اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوتر کر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹھا تھا کہ اسطرح کے ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خان نے اسے پہچانکر گھیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بہانے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کہائی +

جمال الدین میں گوبند وال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے میر مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید انکو مغلوب کر سکے اوسکی سپاہ اور بہادر خان اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمیل الدین نے گھوڑے سے اتر کر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تھا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے - دونو شیخ فرید اور ابو قاسم اوزبک (بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکھائی تھی اسلئے دونو کو میں نے پنجہزاری منصب دیا اور اوسکے ساتھہ نقارہ و علم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنایت کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا - شیخ فرید پہلے دوہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر کر دیا - سیف خان پسر سید محمود عمدہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخمون سے کم اوسکے نہیں لگے تھے اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہ کر مر گیا -

خسرو کے دو سپہ سالار سید حمل بلوچ اور اوسکا بھائی نقارہ شاہی کی دھوں دھوں سنتے ہی لڑائی کے ابتدا میں بھاگے چار سو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو آدمی قید ہو کر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتھہ میں آ گیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تھے اس پنجشنبہ کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلئے بنایا تھا کہ ہاتھیوں کی کشتی کا تماشا دیکھا کرے - یہاں بیٹھہ کر میں نے حکم دیا کہ تیرہ چوپیں دریائے راوی میں گاڑی جائیں ان سات سو مفسدوں کو جو خسرو کے ساتھہ بغاوت کی سازش میں شریک ہوئے تھے زندہ کہال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لئے نہیں ہے کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں اسے ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں - میرا خسرو نہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی ابتدا سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۶ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا - کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کھایا نہ پیا اور روتا رہا - غم و غصہ بھوک و پیاس میں گھلتا رہا اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ رہنے کے لئے کچھہ کھانا ضرور ہے - اگر وہ نہ کھاتا تو تین رات دن تک کھانے سے چوتھے روز وہ

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھیو
بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں
صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگر جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ قندہار کی طرف فرلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندہار پر چڑہ آئے اور اوس کا محاصرہ کرلیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جماکے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹہا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکہتے تہے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندہی -
سروپا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکہا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بہیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر فرلباش نے اوس کا تین
طرف سے محاصرہ کر رکہا تہا ـــــ جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی پنجہزاری بہیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصب دار اور امیر روانہ کئے
اوسکے ہمراہی بقراخان کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیچ بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے عطا - اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاے بیاہ کے کنارہ پر مصرا رجن رہتا تہا - اوسنے خسرو کے ہاتہی
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے خسرو جب لاہور میں تہا تو
راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تہی راجو کو دار پر کہینچا اور ابنا سے ایک لاکہ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بہاگا تہا تو میں نے یہ قرار دیا تہا کہ
جب تک خسرو کو نہیں پکڑ لونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تہا کہ خسرو ہندوستان

فرلباش کا حاکم ہرات کی حمایت +

خسرو کے مدد گار تنبیہ سزا +

جانب اپنا رخ پھیریگا۔ ایسی حالت میں دارالخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تہا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سراپردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تہا اسلئے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکہا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بہاگا اور سعادت تیرے پاس آئی۔ میں نے اوسکے تعاقب میں ایلغار کیا ہے مہمات رانا کو مقتضائے واصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا۔ پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسسے کہ پرویز پاس حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر اصفخان پاس آدمی بہیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہوں۔ امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہو شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرلو کہ میں اپنے بیٹے باکھہ کو اس پاس بہیجدوں۔ پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بہیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باکھہ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت میں باکھہ آیا پرویز راجہ جگناتھہ اور امراء تعینات کو لشکر میں چہوڑکر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اور باکھہ کو درگاوالا میں بہیجا جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ۔ وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

پرویز ورانا +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں بیٹوں کے نام طہمورث۔ بالسنقر ہوشنگ تہے میں نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان ہی نہ تہا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھہ رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں +

دانیال کی اولاد +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کرکے مقرر کرتا تہا اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کو غفلت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات مین بندگان خدا معطل نہ رہیں۔ میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کہنڈ مین امچند رسیسر نند کوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کرکے گرفتار کیا اور کالپی میں لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا میں نے اوسپر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تہا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سوارون کی جمعیت رکہتا تہا اوسنے بڑا فساد مچایا تہا۔ جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد راے رائسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبدالرحمن بن شیخ ابوالفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا +

بست دوم ذیقعدہ ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۶ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجہے معلوم ہوا کہ لشکر بسرکردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۲ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۶ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کرکے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہہ متفق کرکے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جما بہیجی اِن سب نے متفق ہوکر چڑہائی کی۔ یہان کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سردار دا گر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہہ سے جائیگا قلعگی جنگ سے بہتر جانا اور قلعہ داری کی ٹہہرائی اور تیز رو قاصد میرے پاس بہیجے میں لاہور میں تہا اس خبر کے

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا اور منصب داروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسسے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نامناسب سمجھ کر حسن بیگ
کے ہاتھ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑ کر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے۔ یہ جماعت پہلے
اسسے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے
تھے۔ حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو۔ اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خاں
کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا
کہ اپنے آباو اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراء النہر کو فتح کروں اس لئے میں یہ
چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و بمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں اور
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثنا میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں
نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بہلی طور پر دفع ہوئی تو دلمیں آیا
کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں
آئے اور اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے ۔

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آفروز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا۔
اور چار روز یہان توقف کیا۔ ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس
باغ مین بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسن بیگ
فرستادہ دارائے ایران کو عنایت کئے قلیچ خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی
کو لاہور مین متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں۔
دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے
سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہون میں ہے اوسکے حوالی
میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام مہس راج تھا مزار بنایا گیا ہے۔ یہ آہو آہوان
جنگ میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا۔ اور اس مینا ترملا محمد حسین کشمیری نے
کہ خوش نویسون میں سرآمد تھا یہ شعر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دلکش
آہوئے بدام جہانمدار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ آمدہ درعرض یک ماہ از وحشت صحرائیت
برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنابرندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس فقند آہوان این صحرا
نکند و گوشت آنہا بر ہندو مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر
اورا بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار
تھا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے۔ پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چندالہ مین منزل
ہوئی۔ روز شنبہ ۱۶ کو یک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی
کہ میر قوام الدین نے وہان کے کروری سے بنوائی تھیں۔ دو کوچ میں دریائے چناب کے
کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۱۷ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کرکے پرگنہ گجرات کے
حوالی میں گیا یہان منزل ہوئی۔ جب الدماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ
قلعہ تعمیر کیا تھا۔ گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں دزدی اور راہزنی کرتا تھا اُس کو
اس قلعہ میں لاکر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکھہ کر
علیحدہ پرگنہ مقرر کیا۔ گوجروں کی قوم کشت و کار کمتر کرتی ہے اور شیر و جنگلات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص لوگی رہ میں منزل ہوئی اسکو خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تھا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پہر اولے مرغی کے انڈے کی برابر پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور مقربوں کے ساتھ کشتی میں عبور کیا کشتیان کم تھیں۔ میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں لاکر از سر نو پل باندھیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے تریاک اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں تریاک سانپ کو کہتے ہیں۔ ظاہرا اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تھا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا ہے تخمیناً بیس گز سے نیس گز ہوگا۔ اس نواح میں بت پرست مندوں کی عبادت گاہ کے آثار سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے تک دکھائی دیگا۔ میں نے سنا تھا کہ یہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلئے میں نے رسی میں پتھر باندھ کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑھ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد ازاں جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ کو پتھر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغ لگائے۔ جوے کو اوسکی جدول بنایا اور دور چشمہ پر ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے کہتے ہیں کہ ایسی جگہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پام پور میں چشمہ کا پانی ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہ یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پالسو من زعفران پیدا ہوتا ہے میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے پھولوں میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پھول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل معصفر اسکے اندر ہوتے ہیں اور درمیان میں ایک پور کی برابر
زعفران بھی ہوتا ہے۔ وہ خشک نہیں میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا۔ ڈھیلیوں میں پیدا
ہوتا ہے۔ بعض زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں۔ اوسکی بو کی تیزی سے میرے مقربوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تھا اور شراب کا پیالہ پیتا تھا مجھے بھی درد سر ہوا۔ حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تھے میں نے پوچھا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
درد سر اونکے تصور میں بھی نہیں آیا۔ اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیری بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے۔ عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کھاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے نکلی
اور دنتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں رود خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے اور یہ موضع
بھی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریا بھت کے قریب ہے۔ یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دئے ہوئے کھڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گھیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ و سبزہ ہے اوسکے
اوپر فرش بچھانا بیدردی اور بے سلیقگی ہے۔ اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بارہ شاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں۔ اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں۔
کشمیر میں اوسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض و طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا (یا زین

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی مہ عمیق ہے اول
اس میں کشتیوں میں بھر بھر کر ڈالے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا پھر کئی ہزار کشتیاں پتھروں سے
بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت وجانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک صفہ بنایا
اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں۔ ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش
کے واسطے ترتیب دیا۔ اکثر اوقات کشتی میں بیٹھہ کر وہ یہاں آتا اور بہت سے چلے کھینچتا۔ ایک دن
ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجھہ کر شمشیر کشیدہ آیا۔ مگر جب باپ
پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری وشکوہ صلاح سے سراسیمہ ومضطرب ہو کر الٹا پھر العبد ایک
لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اسی بیٹے کے ساتھہ کشتی میں بیٹھہ کر شہر کو روانہ ہوا
اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بھول آیا ہوں کشتی پھر
سوار ہو کر میری تسبیح لے آ۔ بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹے نے دیکھا یہ بے سعادت
از روے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اسطرح
کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تھا
اب ان جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے چونکہ وہ اپنے بیٹوں
کے اوضاع واطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت وریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں
تو اوسنے اونسے کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے
بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی۔ اور تھوڑے دنوں
میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچو گے یہ بات کہہ کر اوسنے کہانا اپنا چھوڑا اور ایک
چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے
ساتھہ عبادت الٰہی میں مشغول ہوا۔ اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کر کے
جوار حق سے پیوستہ ہوا۔ اوسکے تین بیٹے آدم خان۔ حاجی خاں۔ بہرام خاں السپیر
لڑے اور سب غارت ہوئے۔ اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتھہ لگی جو اس ملک کے
عوام الناس ہیں ہے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین صنعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی
عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچی تھی کشمیر کی خزان و بہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں
میں نے فصل خزان دیکھی اوسکا حال جو سنا تھا اوسسے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں
دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک روز درمیان قلعہ رہتاس
میں آیا جسکو شیر خان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ
اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین گکھروں کی ولایت کے قریب ہے
اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے
بنایا گیا ہے کچھ بنا تھا کہ شیر خان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا
بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے تیہروں پر قلعہ کی تعمیر کی کا خرچ کندہ
کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکھ دام کسر سے رائیگہ اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان
کے حساب سے چالیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ ۴ کوچ پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکھروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے
ہیں۔ اور وہاں سے بھکرا کی دہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک بوٹی ہے
جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بھکرا تک تمام راہ میں دو خانہ کے درمیان
آیا اوسمیں پانی رواں تھا اور کنیر کے پھول کہ شگوفہ شقائق کی کلیوں کا عالم دکھاتے
تھے نہایت رنگین و شگفتہ تھے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پھول ہمیشہ شگفتہ و پربار
رہتا ہے اس دو خانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تھے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے
میرے ہمراہ ہیں اس پھول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پھول نہ
ہوں اوسکی دستار اتاری جائے یوں مجھے ایک عجیب گلزار ہاتھ لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو
سہامیں میں نے منزل کی یہاں گل پلاس ہیسوم شگفتہ تھے۔ یہ پھول بھی ہندوستان
کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جڑاؤ سکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سرخ کے بوٹہ کی برابر الیسا دکھائی دیتا ہے کہ اوسپر نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تھا اور پھوار پڑتی تھی تو میں نے شراب بی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھہ راہ طے کی۔ اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھڑ ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو مارگلہ سے ہتیا تک پونھوار (پنجوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔ رہتاس سے ہتیا تک بوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ مال گکھڑوں کے ساتھہ خویش و ہم جد ہے روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کرکے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ اسمیں اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے۔ یہ بڑے پرگرد و تنگ منزل تھی راہ کے ناخوش ہونے کے سبب بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے۔ اس جگہ زبوح (کھٹا ساگ) کابل سے لاتے تھے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑھے چار کوچ کرکے موضع کورہیں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھڑوں کی زبان میں کھر جراوٹ کو کہتے ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے گذر کر منزل نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تھا اور یہاں کی زبان میں پنڈی دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب دہ کے درمیان پانی کی رودباری تھی۔ اس کے آگے تال تھا جسمیں رود کا پانی آکر جمع ہوتا تھا سر منزل صفائی سے خالی نہ تھا میں اس جگہ اترا اور گکھڑوں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو انہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی جرأت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چھوڑی جائے وہ تمام حوض میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بھی تیر کر سالم نکلا اس سے معلوم ہوا کہ گکھڑوں نے جو کہا اوسکی کچھہ اصل نہ تھی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع حزیوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھڑوں نے ایک

گنبد بنایا تہا۔ اور وہاں آنے جانے والون سے باج لیتے تہے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ سے مشابہت کہتا تہا اسلئے اوسکا نام بہی مشہور ہوگیا۔ سہ شنبہ یازدہم کوچ کالا پانی میں آیا اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے۔ ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے گکھروں کی ولایت یہان تک ہے۔ یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے ہرچند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچھہ فائدہ نہیں ہوا۔

جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے) روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رو یہ ایک کوس پر آبشار ہے جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آب گیر منبع ہے اسکے درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی۔ اس آب گیر میں آدہ اور یا دگز لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربون کے ساتہہ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بھنور جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پھر اونکی ناک میں موتی ڈال کر چہوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچھہ نہ معلوم ہوا۔ جسنے پوچھا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا۔ یہان سب سے زیادہ مشہور جگہ وہ ہے جہان دامن کوہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی رکھتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

ورتہ آبش از صفا ریگ خزد کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خانی نے جو والد بزرگوار کا وزیر بدتون تک ہا ہے ایک صفہ بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تھا مگر
بحسب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب نہ ہوئی۔ حکم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بھائی حکیم ہمام
میرے باپ کے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امروہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجب سبزہ زار یکدستی دیکھا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانہ ور کھاتر اور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکون
کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتروں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریائے نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار یا پصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تھا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تھی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریائے
نیلاب طغیانی پر تھا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیر الامرا اسیا
ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اوسکو چھوڑا اور بخشیون کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہو کر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تھا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
ابباسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمستا کے
ہندو سندہ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریائے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریائے کابل سے
دریا کو نیر ملتا ہے) کونیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جس کے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

اوسکو اب اکثر لنڈی کہتے ہیں۔ پنجکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں بکر پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے۔ جلال آباد سے پیشاور تک اوسکو کامہ کہتے ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے تربیت دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بھری ہوئی مشکیں باندھتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں میں پتھر ہوتے انمیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دئے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور عبدالرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفر خان کے ساتھہ چھوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کریں۔ یہاں سے ایک منزل درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی۔ سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تہا کہ وہ یوسف زئی افغانوں کے استیصال کے واسطے گیا تہا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تہا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوا تھا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایوں نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کہیلا تہا اور میں نے اپنے باپ سے سنا کہ اوسنے اپنے باپ کے ساتھہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا۔ روز پنجشنبہ بست و پنجم سرائے دولت آباد مین فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکون کو ساتھہ لیکر میری ملازمت میں آیا۔ احمد بیگ کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیر خان افغان کو یہ ولایت عنایت کی چہارشنبہ بست و ششم باغ سردار خان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس نواح میں جوگیوں کے مشہور معبد گورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہوں مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکہتا ہے۔ ایک کلبہ بیگی بے معرفت نظر آیا جسکے دیکہنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ بست و ہفتم کو حمرود میں نزول ہوا۔ روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد مین منزل ہوئی۔ شنبہ بست و نہم کو کوتل باریچ سے گذر کر غریب خانہ میں اترا۔ سہ شنبہ دوم صفر

لیسا دل میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ
اصلا درخت وسبزہ وہان نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد نے سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے امیر الامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تھیں اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت مقرر میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بھول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تھا وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تھا میں نے حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع جو تاریخ ہجری کے موافق ہے نقش کیا جائے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۰ صفر کو کلیان لیسر راجہ بکرماجیت گجرات سے آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر میں نے سنے تھے۔ ایک دن میں سے یہ تھا کہ کسی مسلمانی لوی عورت کو اوسنے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت نہو اسکے ماں باپوں کو مار کر اونکو اپنے گھر میں گور میں دفن کر دیا تھا اول اوسکو قید کیا اور تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس رہے۔ اور سنگبانون اور حلال خوروں کے ساتھہ کھانا کھلایا جائے۔ پھر سرخاب میں بعد اسکے جگدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں چوب بلوط دیکھی جیسے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پھر بعد یورت بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پھر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش پر ان کو ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجھے دکھایا گیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گھر میں یہ جانور ہوتا ہے اوسکے پاس چوہا نہیں پھٹکتا اسلئے اسکو میر موشاں کہتے ہیں میں نے اب تک اپنی عمر میں اوسے دیکھا نہ تھا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کھینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اوسکی صورت بلی سے مشابہت رکھتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لئے تعین کیا اور عبد الرزاق معموری کو جو اٹک میں تھا حکم دیا کہ دھنداس لیسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکھہ روپیہ ہمراہ کرے کہ لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بھی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے

امیر الامرا +

فیل سنگی +

موش بزان +

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور
افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا اور قلعہ بشین بلاغ
کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا - اور دلاور خان افغان کو
سرکار خانہ پور مرحمت ہوئی شنبہ بیست و ہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں
میر الشکر اترا دو روپیہ فقرا اور محتاجون پر روپئے انہیان جو نیان کہیرے گئے اوہیں باغ مذکور میں
داخل ہوا - اس باغ کے درمیان ایک چارگز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے
ہم سالون اور ہم سنون سے کہا کہ اس ندی پر سے پہلانگیں اکثر نہ پہلانگ سکے اوس کے
اندر یا کنارہ پر گر پڑے ہیں بھی پہلانگا - مگر جس چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں
اپنے باپ کے سامنے پہلانگا تھا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پہلانگ سکا - اسی دن کابل
کے سات باغون میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا - ایک قطعہ زمین اوس کے مالکون سے
خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک
میں کابل میں رہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ
کہ کنار جوے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرخ بخش اور دوسرے کو سایہ بخش
کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور یون گز عرض میں ہو نصب کریں
اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ
کہ زکات و خراجات کابل مدا بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف ایں عمل نماید
بغضب و سخط الٰہی گرفتار آید - میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تھے ہر سال
اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت
رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی
اور غرجستان کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دل خواہ
برآمد ہوئے - میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ بیست و ہم صفر کندہ کیا جائے
کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب و یہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر
بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھہ کر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ
میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہہ
عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان
خلد اللہ ملکہ فی ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ
اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھہ
کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بھر دیا اور جتنے ملازم میرے
ساتھہ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ بلاد ہفت اقلیم اسکو
بھی کندہ کرانے کا حکم دیا +

واقعات بابری +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لئے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ
سارے سوا سارے چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی سو میں نے اپنے ہاتھہ سے ان
چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاے کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جسسے معلوم ہو کہ
میں نے یہ اجزا لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان کے
پڑھنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے
گھوڑ دوڑ کرائی۔ اسکے نگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بھیجا تھا وہ سب گھوڑوں پر
سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں۔
راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادر زادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تھا پکڑ لیا
اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۲ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اوسکے پانوں سے بیڑیاں اتروائیں اور شہر آرا باغ کی
سیر کی اجازت دی مہر بیدی نے نہ مانا کہ میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے
اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تھے اور ہزار طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تھا۔ مگر مہر بیدی نے

واقعات بابری +

اجازت نہیں دی کہ میں اسکی جانکا قصد کروں باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور عاقبت نا پسندیدہ ہے اسکی تقصیرات سے چشم پوشی کی اور اسکو نہایت آسودگی اور فراغت میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ کسی بعض ناعاقبت اندیشونکی باتوں میں آکر مجھے اور انکو فساد کی اور میرے مارنیکی ترغیب دی اور وعدون کا امیدوار کیا ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکر نے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور اوسکی اطراف میں شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ بادشاہون کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جسدن کہ میں سرخاب میں میں اُترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سرکہولے ہوئے خواجہ ولیسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اونسے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان دشریف پسر اعتمادالدولہ پانسو آدمیوں کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت طلب وقابو جو میں خواجہ ولیسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس دوڑا آیا اور یہ ماجرا سُنایا میں نے خرم کو دعاے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون پھر میرے دل میں آیا کہ میں برسر سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم خوردگی ہوگی اسلئے میں نے فساد وفتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خان کا خط ملفوف تہا - اوسمیں لکہا تہا کہ سلیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی مذکور شاہ اسماعیل ثانی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

+ یہ افضل خان صدر الصدور جہانگیر کا مرثیہ

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخاناں سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخاناں نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں۔ خانخاناں نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوسسے ہوگیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو صوبہ بنگال میں جاگیر دی۔ جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بناکے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خان کے طرز سلوک اور معاش سے بدمطنہ ہوا ہر چند اوسکو بلایا مگر وہ نہ آیا دراز کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو گرفتار کرنا ہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ الیغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز تو زک اور سلوک کی ہے قطب خاں نے آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے پہلے کہ کوئی اسپر وار کرے قطب خاں کی پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دو تو

ہاتھون سے پیٹ پکڑ کر چلا یا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ بیر خان کشمیری نے کہ اوس کے علامون میں تھا اور شجاعت وجلاوت رکھتا تھا گھوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسے اوسکا کام تمام ہوا پھر قطب الدین خان کے آدمیون نے گھیر کر اوسکو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال لکھا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکھینگے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے +

۴۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکتہ مین مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ برسر راہ واقع تھا مینے یہ خیال کر کے کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہون تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تھا۔ اسلئے مینے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہان سے زیارت کی نیت کر کے پیادہ پا مقبرہ پر آؤن جو شہر سے ڈہائی کوس ہے +

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرا مین کہ قلعہ کے اندر تھی داخل ہوا راہ میں پانچہزار روپیہ اُن فقیرون میں تقسیم کیا جو راہ میں دو رویہ کہڑے تھے۔ اس دن راجہ نرسنگھہ دیو نے ایک سفید جیتہ لاکر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طرلقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اوسکی سفیدی بدن ہی کچھہ نلاہٹ رکھتی تھی +

۸۔ محرم ۱۰۱۷ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکھتا اور مردانگی سے خالی نہ تھا چند معرکون میں بڑے کام دکھا چکا تھا مگر جنطہ سے خالی نہ تھا پچاس یا ساٹھ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کر کے اوسکو کہلایا کرتی تھی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو حد سے زیادہ بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھہ

+ نوروز سوم جلوس
+ سفید چیتہ
+ جلال الدین مسعود کو ماں کا محبت سے افیون دینا

سننے مین نہیں آئی ہندؤں مین رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتین ستی ہوتی ہیں
وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشون کی شرم کے سبب سے اپنے تئین
جلاتی ہیں مگر مسلمانون اور ہندؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور مین نہیں آتے ۔ یازدہم
ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑون مین اچھا تھا ازروے عنایت راجہ مان سنگھہ کو
بادشاہ نے مرحمت کیا ۔ وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک
مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا ۔ شانزدہم کو راجہ مانسنگھہ کے پسر کلان جگت سنگھہ کی
بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تہی اوسکی ساچق مین اسّی ہزار روپیہ بھیجا ۔ مقرب خان نے
بندر کھنبایت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اتک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصوروں کا
کام نہیں دیکھا تہا ۔ چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھہ داخل محل ہوئی اور حضرت
مریم زمانی کے محل مین مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھہ نے ساتھہ زنجیر فیل جہیز
مین سوا اور چیزون کے دئے چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تہا
اوسنے مہابت خان کو بھیجا ۔ بارہ ہزار سوار مکمل کاردیدہ افسرون کے ساتھہ اوسکے ہمراہ
کئے سوا اونکے بالسنو نفراحدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمین ستر
توپ گج نال و شتر نال و ساٹھہ زنجیر فیل تہے اس خدمت کے لئے مقرر کئے اور خزانہ
سے بیس لاکھہ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہے +

خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تہا وہ یہ نہیں جانتا کہ پانوں آیا ہون یا سر کے
بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدمون مین گرا ۔ بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر سے
اٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا ۔ اوسنے دو
تسبیحین موتیون کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش مین گذرانے جو اہر مذکور کی
قیمت تین لاکھہ روپیہ تہی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع مین سے بہت کچھہ اوسنے
نذر مین دیا ۔ باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہون نے بیس ہزار روپے اور
خان خانان نے نوّے ہاتہی پیشکش مین دئے ۔ بست و دوم کو آصفخان نے ایک لعل جو

آصف خاں ۔ آہو شیر دار ۔ راجہ مانسنگھ و خانخانان ۔ خواجہ سرا بانے کے قاعدہ کی بندی ۔

سات ٹانک کا وزن میں تہا بادشاہ کی نذر میں دیا اسکے بہائی ابوالقاسم خان نے بچہتر ہزار روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹھہ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک بادہ آہو شیر دار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبہی دیکہی تہی نہ سنی تھی ۔ ہرنی کے دودہ کے اور گائے میش کے دودہ کے مزوں میں کچہہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے ۔ راجہ مانسنگہہ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دلائت نظام الملکیہ کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردونگا اور لکہہ دیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دوں تو مجرم نہیروں مگر شرط یہ ہے کہ سوا اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے ۔

ہندوستان میں خصوصاً ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی ہے کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹوں کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض میں حکام کو دیتے تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی ہے ہر سال بہت سے لڑکے ضایع اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا ۔ ان دنوں میں بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے ۔ خرد سال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کی جائے ۔ اسلام خاں اور دیگر حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرا خرد سال ہو اوسکو چہین لیں ابتک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گئی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا ۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں میں یہ مرود و رسم برطرف ہو جائیگی ۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونسے جلس فرمایا

کی سزادی

کشن سنگھ کو مہابت خان کے ساتھ مقرر کیا تھا وہ شاہزادہ خرم کا مامون تھا اوسنے خدمات پسندیدہ کیں تھیں اناکی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچھہ کا زخم لگا تھا اُس نے تین نامی آدمی قتل کئے تھے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی افسری سے سرافراز ہوا +

کشن سنگھ کی ترقی +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکھا ہے کہ اگر ہوسکتا تو میں بلکوں سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا - میرے باپ نے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک ایک سو بیس کوس ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی مزار کی زیارت کے لئے پیادہ پا سفر کیا اگر میں سر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہی میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا - مقبرہ کی عمارت جو تیار ہوئی تھی وہ میری خاطر خواہ نہ تھی مجھے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تھا کہ عالم کی سیر کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تھی تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجھے لاہور جانا پڑا - بدستور معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا - آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر میں صرف ہوئے - میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب قوت اتفاق کرکے بعض جگہوں کو اس نوع پر کہ قرار پائی تھی گرا دیں فتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پزیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا - دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکھ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گھر میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں بنایا گیا تھا - حوض چوبچہ گز سے چہ گز تھا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تھا جو بہت روشن تھا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تھی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں جاتا تھا - دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹھ سکتے تھے نقد و جنس جو کچھ حکیم علی پاس موجود تھا بادشاہ کو پیش کش میں دیا - اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

بادشاہ کا باپ کی قبر پر پیادہ پا جانا اور فتحپور سے اجمیر تک پیادہ پا سفر کرنا +

حکیم علی کے گھر پر بادشاہ کا تشریف لیجانا +

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں تیمور صاحبقران کی شبیہ تھی جسوقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھ گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے وہدئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی کا اظہار کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی کچھ اصل ہوتی تو کوئی چیز اسے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور فرزندوں میں سے کسی کی صورت وحلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس کی سچی تصویر ہونے پر میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

چہاردہم ذی الحجہ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۰۶ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا۔

مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ نے اپنے پاس اسکو بلالیا اور اوسکے بجائے عبداللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شاہزادہ پرویز کو صوبہ دکن بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھ روپیہ ساتھ کیا اور آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیر الامرا اور سران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لئے مقرر ہوئے۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھ جو سپاہ گئی تھی اس مہم دکن کا کام اجھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دیناداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور استکبار کا دم بھرتے ہیں بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک مدد کے لئے خانخاناں خانجہاں کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہ وحاجی بیگ اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبداللہ خان کے ساتھ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں انمیں سے چار ہزار سوار دن کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہان پاس پہنچادے اور خود واپس چلا آئے +

عبداللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلعہ چاؤنڈ میں رانا کا قتال کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچاکر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۸ء کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور برگنہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی غرائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہرکن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب چہشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تھی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی قبلہ گاہی من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہی

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تھا - بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے - اوسنے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا گوشہ سر پر کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے شیخ نے انسے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑھا کہ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہی ہے امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑھا کہ - من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہی ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا - اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر رکھنا چاہتا ہے بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی امور تجسس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تھی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ - ماہ اردی بہشت سنہ جلوس مطابق ۲۴ صفر ۱۰۱۸ھ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا - یہاں کا حاکم صوبہ افضل خاں گدر کہہ پور

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر خوب ظہور مین آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ اٹھائی۔ یہان لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اسکے اہل کو قلعہ دولت آباد مین لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو پادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا جب لشکر شاہی کھرکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ گئی اور لشکر شاہی... کھرکی مین تین روز مقیم ہوا اُس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چندا ول کے مقابل آیا۔ داراب خان و راجہ نرسنگھ بندیلہ و راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد مین تھے۔ وہان جانا لشکر شاہی نے مصلحت نہ جانا۔ اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمد نگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا۔ جنجر خان نے قلعہ داری شائستگی کے ساتھ کی۔ اب ذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے ۲۹ ردی بہشت کو اس طرف کوچ کیا۔ جب جنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قوی دل ہوا اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا۔ اور دو سو آدمیون کو قتل کیا۔ جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہے۔ بمقتضای احتیاط و حزم ہر فوج مین سے ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سنکر کہ دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصے کئے داراب خان و راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخرکار دکنیون کا لشکر بھاگا ہوا دوسری فوج شاہی بسرکردگی عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن

وراجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاور خان جادون رائے
و آتش خان تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اول راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لے کر
ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی۔ باربرداری کے چارپای ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ
بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی
بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا
اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا
دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر دستگیر
کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالاگھاٹ
مین آئے۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رائے کو آٹھ
ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو
سوارون کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب
گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا۔

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہوتی ہین تو اُس نے چند مردم معاملہ
فہم کاردان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ
شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان کی
خدمت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا
اور شاہجہان نے اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ پردازی اور بدوضع مصلحت آمیز
کو صحیح جان کر اسکا اعتبار بڑھایا۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جسوقت کہ
اسکو فرصت ملا سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بندے غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات
کا پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے
مؤکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت ... نہ چھوڑونگا اور محال جو بادشاہ سے تعلق

رکھتے ہین انکو چھوڑ دونگا اور دم نقد گرانمنہ پیش کش خود اور اور تمام دنیا داران دکن کی
طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال درخور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا
راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و
تزویر نہین کرتا تو اسکی تمام درخواستین شاہ کشور کشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق
قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمد نگر کے احاطہ سے ہاتھ اٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ
اور ضروریات قلعہ کو لے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے
ظہور مین آئینگے تو اسکی درخواستین شاہجہان کے روبرو پیش ہونگین وکلا عنبر ان باتون کو
خدا سے چاہتے تھے انہون نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اس نے بے توقف اپنے آدمیون
کو دور قلعہ سے اٹھا لیا اس سے اونیا ے بادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ
مدد خرچ کے لئے اور ایک ہزار تفنگچی حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بے مزاحمت قلعہ مین پہنچ
گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوگئین اس نے اپنی نیک نہادی کے
باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و قہر افروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف
کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم
بڑھنے کی متواتر خبرین آرہی تھین یہ دل نگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہد نامہ
یہ ٹھیرین۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات
بادشاہی تصرف مین تھے اور جو ضمن صلح مین اول دفعہ پر سبیل اشتراک سرکار بادشاہی
سے تعلق رکھتے تھے اور جن مین سے بعض مواضع و قریہ جنہین وہ خود دخل رکھتا تہا دوآبہ کے حکام
شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ۲۵ لاکھ روپیہ
تھی اور یہ وقت مصالحہ سے اب تک اس کے تحت تصرف مین تھی اس سے ہاتھ اٹھائے
اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیش کش و جرمانہ بی ادبی خود و نظام الملک عادل خان
و قطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر سے
اطمینان ہوا تو کھرکی کی طرف شاہجہان نے سفر کیا۔ قلعہ احمد نگر سرحد

پر تھا شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط مین ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔
اور امرائے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے
ساتھ ظفر نگر مین عبداللہ خان کی مقام آرہ مین کہ ظفر نگر سے چھ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ
ابوالحسن موضع بیلی مین آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور لودی گام
مین جون نزدیک روہن گڑھ کے اور خنجر خان کی تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر مین اور بلند خان کی تین
ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور مین اور جان نثار خان کی تین ہزار سوار کے ساتھ بنیر مین یعقوب خان
بدخشی کھونگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکنی ناہور و برہان پور مین مقرر کیا دیوی گام تک جا بجا
تھانے مقرر کرکے راہ گیرون کو مخالفون کی مزاحمت و معالغت سے فارغ کیا۔

عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول
کیا جاے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے
۱۸ لاکھ۔ حکیم عبداللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہر داس برادر راجہ نظام الملک
وعنبر پاس اور عبدالعزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوے
راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ عنبر اور راجہ گوندوانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ
کرے۔ ملک عنبر کے قسط وقطاول کو عادل خان نہین دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال
مین اور محال کے تسلیم کرنے مین تعلل و تہاون کرکے دفع الوقت کرتا تھا افضل خان جو
عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اس نے عادل خان کو سمجھایا اس نے پیشکش
مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶۰ ہاتھی سامان کرکے افضل خان و
حکیم عبداللہ خان کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجی اور افضل خان کو دو لاکھ روپیے دیے
اور قاضی عبدالعزیز بھی سو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ
روپیہ ... قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش
نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشین اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب
وزیر خان بخشی اری ذات وسوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئین جہانگیر نے شاہجہان کے

پیشکشون کا وصول ہونا۔

جواب مین ایک نوشتہ استحسان و تحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔

خسرو کی وفات۔

سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہین اسسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہین اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت و ناگزیر کار مطلق شرکار دولت کا اہتمام خیر اندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہین۔ دین و دولت کے صواب گویون کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔ جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری مین خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کر دیا تھا گفتگوئے مردم رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ اسکی نعش کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج مین اسکو مدفون کیا۔ اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحہ ناگزیر نے مدتون تک دور و نزدیک کو رنج و الم مین رکھا اور جب تک وہ شہر مین مدفون رہا شب جمعہ کو ایک عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد مین منتقل ہوئی ہر منزل اسی بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسون تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرداگرد سے جمع ہوکر رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر خیرات کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہوگیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام مین مطلقاً مصدر نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نورجہان کی رائے سے وابستہ تھین وہ اپنی خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دور بینی و عاقبت اندیشی پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہوگئے تھے۔ جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑا اور بہبود شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اُس سے بڑے فساد اٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار مین ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جسطرح ہوسکے شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی پابندی پر اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائین —

سلطان خسرو کا بہ سبب ورغلانے شاہجہان کے

شاہجہان نے محض صلاح وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اول معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار میں لانا چاہئے تاکہ رعیت و سپاہ کی حال پر توجہ کیجائے حقیقت میں رعیت بے سر و رکے رمہ بے شبان و گنج بے پاسبان ہی اور اپنے اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجے اور برادروں کی گروہ فتنہ دور کیجے۔ اس نے ارباب نفاق سے موافقت کی اپنے دور ہونے کے سبب سے جو فساد متحمل تھا اسکو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ پیرو وزیر و شہریار کی بنا ر کار ابھی پائدار نہیں ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہیں پایا ان دونوں کے معدوم کرنے کے لئے سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام میں مصروف ہوا اور محفل کشائش کی آراستگی میں اور لشکر کے اجتماع میں مشغول ہوا اول خسرو کو آنجہانی بنایا! اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس میں طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہان برہان پور سے دارالخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنوں میں اس گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیا داران دکن سے سب ابواب میں خاطر جمع ہی اور اس قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ برہان پور سے مندو یا اجمیر میں آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو مقاموں میں سے کسی مقام میں گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک میں سفر کا موسم ہی ساری کو یکبون کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق شرف آفتاب کے روز برہانپور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں افضل خان و حکیم عبداللہ و قاضی عبدالعزیز دکنی تینہاس مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادلخان کی افواج کی تنبیہ اور بالاگھاٹ میں تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل کرکے اور راجہ بھیم چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد اور

فرمان جہانگیر مورخہ ۱۷ شاہجہان در باب مہم قندھار۔

پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے پہنچکر زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہی کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس روز شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور اردی بہشت سنہ جلوس قلعہ مذکور مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین مین مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے۔ حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھکر یہان توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا انصرام اس کشور کی طرح نہین ہوسکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کی قریب فاصلہ ہی اور اس سرزمین کی منزلون مین جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو اس لشکر گران کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہ بادشاہ سپاہی منش و مصاف دیدہ ہے بکمر روم اور اوزبک کے روبرو ہوکر غالب رہا ہے۔ ناچار آذوقہ کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جوئی جاگیر مین مقرر ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی ہوسکین اور خزانہ پر زر بہت سا سرانجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرے اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے ہمیشہ امید مدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش کی مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو لشکیان لشکر کا سرشتہ میرے اختیار مین دیا جائے یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کے ساتھ دلخواہ سرانجام پائے۔

جب یہ مضمون حضرت جہانگیر پر واضح ہوا تو نور جہان بیگم اسپر مطلع ہوئی ان ملتمات مین سے ہر ایک کو نامناسب وقتون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی

اور حصار و میان دواب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ
مین مقرر کی اور شدید سزا اول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ
و احمد آباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سے جہان چاہے
اپنا محل و اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے
ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ سے
باہر نہ جاے۔

نور جہان بیگم رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے مرغ سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہ جہان بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر
جسے اسکی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب مراتب سے آنکھین
بند کرکے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اسکی طرف سے بھڑکاتی
رہی۔ مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتماد الدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب
مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور
اسکے توابع مین حکومت کرچکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار
کا اتالیق مقرر کیا۔ بادشاہ سے بیغرضانہ تقریر دلپذیر کرکے شاہجہان کے گماشتون
کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کرکے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرایا۔ اور اس باب
مین دو تنخواہون کی گفتگو کو بند کرایا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کا وکیل
میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کردی اور اسکو شاہجہان پاس جانے کی اجازت
دیدی غرض ایک دفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اوٹھادی کہ کسی طرح الفت و
موانست و صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون اور سردارون کو
شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہجہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

شاہجہان اور جہانگیر کے درمیان محاربہ کی نوبت کا پہنچنا۔

حال تہا محل میں ایک شاہزادی سے اُسکا بہنا پا ہوگیا۔ اوسکی لڑکی جسکا نام مہرالنسا (نورجہاں بیگم) سیانی ہوگئی تھی۔ اوہر حسن خداداد قیامت کا پہر اسپر ادا و انداز غضب کا۔ سب محل کی عورتیں دیکھہ کر کہتی تہیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا تہا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں مینا بازار میں اِدہر سے جاتا تہا اُودہر سے مہرالنسا (نورجہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتھہ میں دو کبوتر تہے اوسنے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لیں پہول توڑونگا اوسنے کبوتر ہاتھہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پھڑک کر ہاتھہ سے اوڑ گیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا۔ اوسنے پوچھا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا کہ صاحب عالم کبوتر اوڑ گیا۔ شاہزادہ نے کہا کہ کس طرح اوڑا۔ اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہایا کہ اس طرح۔ اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چھڑکا۔ جب ان کو ان چھیڑ چہاڑوں کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا بہوڑ دیا۔ اور جس بیگم سے بہنا پا تہا شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی۔ بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت سمجہایا کہ شہزادوں کو پہلے مالنوں کی بہو بیٹیوں سے چھیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے اور مہرالنسا کے ولیوں کو کہلا بہیجا یا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردیں اور شاہزادہ سے اُسکو الگ تھلگ رکہیں مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندوں کو خانہ زادوں کے باب میں کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ شاہ ایران کا داروغہ۔ وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان میں خانخانان کی خدمت میں آیا وہ جہان سپاہی کا طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا۔ اوسنے خانخانان کے ساتہہ ٹھٹہ کی لڑائی میں کارہا نمایاں کئے۔ خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو کیا۔ بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا۔ اور مہرالنسا کی شادی

اوسے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرازون کی جھوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگاری پر خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت چند روز علی قلی بیگ رہا اور پھر اپنی جاگیر میں چلا گیا جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پھر عشق کا زخم ہرا ہوا علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بھیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یون کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بھگا دیا۔ پھر ایک شیر سے تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وہ وارنہ چلے تو ایک رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری اور جاگیر کو بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان مین جا بیٹھا۔ خافی خان لکھتا ہے۔ بادشاہ نے اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بھائی سے زیادہ عزیز جانتا تھا بنگالہ کا صوبہ مقرر رخصت کیے وقت شیر افگن خان کے باب مین چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے نوشتے سے از روے قیاس کہ بوے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی اسی دن سے غیرت کے مارنے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہون اور بحسب ظاہر ہر یراق باندھنا بھی چھوڑ دیا جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں مکرر آدمی اور نوشتے بھیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بھیجا شیر افگن جریدہ نامہ شیر کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کر کے چند معدود آدمیون کے ساتھ قطب الدین خان کے نزدیک آیا ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تھے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوے پھر گفت شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتون کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے جان لیا کہ سوا لڑنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے بیچہ کہ زیر آستین

حامل تہا کہینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انڑیان گہوڑے سے نیچے گرین چاہتا تہا
کہ وہ باہر بہاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کہاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکہتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہون نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - ایک روایت یہ بہی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخمہاے کاری جان ستان لگے تہے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گہوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گہر کے دروازہ تک نہ پہنچا
مہر النسا کی مان عاقل و ہوشیار تہی اوسنے یہ دیکہہ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کر دیا اور دہڑا دہڑ روئی
پیٹی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری - اب شیر افگن خان کے
گہر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخمون کا علاج کرنا چاہئے - شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا - اگر یہ روایت سچ ہو تو چاہیے یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تہا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تہا - اب اس سے بڑہکر یہ ہوا کہ اوسنے
بادشاہ کے اس لڑکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تہا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹہیرا - سارا
گہر با ضبط ہوا - مہر النسا بہی قید ہو کر بادشاہ پاس بہیجی گئی - اب تو حجاب بہی درمیان نہ رہا
اور کہلم کہلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکہون میں آنسو بہر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکہا تہا سو ہو گذرا - اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے - اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے - اس جواب کو سن کر بادشاہ کا
دل بہی اوس سے اچاٹ ہو گیا - غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مفضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا - ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی و
ناکامی میں گذرے - پہر عشق کی دبی آگ سلگی - مہر النسا بہی آخر کو پسیج گئی - اور سمجہہ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالون (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب اونکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نورمحل کا اور پھر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تھیں مگر نورجہان کے آگے سب کا چراغ گل تھا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتھ اور اختیار میں آگئی خلوت و جلوت میں وہی کا جلوہ تھا امورات سلطنت میں جو اختیارات اُسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور　　بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کھدا +

در جہان گشت بفضل اللہ　　ہمدم و ہم راز جہانگیر شاہ

خطبہ میں اوسکا نام نہیں پڑھا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا سارے کاروبار امور ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہ وہ کارفرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لمحہ و دم اوسکو جدا نہ کرتا تھا جب وقت دربار میں بیٹھتا تو پردہ کے پیچھے بادشاہ کی بیٹھہ پر ہاتھ رکھہ کر ملکہ بیٹھتی جب ہاتھی پر بادشاہ سوار ہوتا تو بس پردہ وہ بھی سوار ہوتی۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تھی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تھی۔ اوس نے چند روز میں بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا کہ میں سلطنت کو نورجہان کے ہاتھہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہوں اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امرا مغلیہ میں ابتک رواج رکھتے ہیں زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بدنما تھے متروک ہوگئے مگر بعض ملاد و دوست میں شیخ زادون اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر میں عجب فرش عیب پوش نامردون کے گھر کا اور فرش گرد پوش دولتمندوں کا ہی اور چاندنی راتون میں ایک خاص نمود رکھتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ زیور و پوشاک بناؤ سنگھار۔ گھر کی آرائشون میں نئی نئی ایجاد کرگئی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیرا ستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر عطر جہانگیری

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نور جہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا ہے۔ بہاری باغ کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ باندہ کر جیسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہو جاتے ہیں اوسنے اپنی دانائی سے اپنے نام پر نور محلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو بشاہ و گدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے اندازہ کو اوسنے موجود ہی ہے۔ اسقدر فیض رسان تہی کہ ہر سال بے سروسامان مغلون کی جماعت کثیر کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں روپے بھیجتی تہی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اور خرچ اپنی سرکار سے دیتی تہی اور کد خدا کرتی تہی۔ اوسکو گہر کے کامون میں ایسا سلیقہ تہا کہ عرائض کے تر لفت کے خریطے جو آتے تہے اونکو جوڑ کر ہاتہیوں کی جھولیں بناتی۔ گہوڑے پر سوار خوب ہوتی تہی۔ شکار ایسا کہیلتی تہی کہ ایک دفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نور جہاں گرچہ بظاہر زن است　　در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تہی اور مخفی تخلص کرتی تہی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزار داستان تہی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہا۔ شرفا کی مجلسون میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک دن بادشاہ نے چاند دیکہا اور نور جہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑہا ع ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد + تو نور جہان نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑہا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعرون کی قدر شناس تہی ایک دن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تہا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے کچہہ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکہا نہ ہو اوسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوس کے جواب میں یہ شعر پڑہے ؎

بلبل از چمن بگذرد و گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہاں شدم چوں بوئے گل در برگ گل　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر — شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بھی بیگم کی تصنیف ہیں +

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم — بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما — ہول ہجراں اگذراندیم قیامت معلوم

اس نورجہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ طبیبا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خدا پرستی خدا ناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ رلیاں کرتا تھا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نورجہان گو علامہ زماں گذری ہے۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تھا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تھا جو رنوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جسے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی بڑہتی کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس درہم اندازی میں اوسنے مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سلطنت در ملک مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوتے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع کہتا تھا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر سنہ کو سردار اعداد نے سنا کہ خانہ دوراں خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب اقتدار وہاں نہیں اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

نورجہاں بیگم کے سردار اعداد کا فساد +

کے اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون و سکنہ شہر نے خصوصاً کل قزلباشون کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گھرون کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانون نے اپنے کوٹھون اور گھرون پر سے تیر و تفنگ چلاکر روشنائیون کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جوانکا معتبر سردار تھا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب سے آدمی جمع ہوکر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کرین وہ پریشان و ہراساں ہوکر باہر چلے گئے۔ قریب اسّی نفر کے انمیں مارے گئے۔ دوسو گھوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر شہر میں سہ پہر کو آگیا۔ اور دشمنون کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہوگیا تھا اسلئے کچھہ کام نہ کرسکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب سے اور معزالملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیچ خان کابل بھیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع کرے +

+ یکشنبہ ۱۲ ماہ

نوروز مقتم ۱۰ محرم ۱۰۲۱ھ (۱۴۔ مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

جنگ بنگالہ

۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کروں خصوصیات بنگالہ کی چند سطریں لکھتا ہون اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر چاٹگام سے گڈہی تک چار سو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کوہ ہمالہ شمالی سے سرکار مدارن تک دو سو بتیس کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹھہ کرور دام (ڈیڑھ کرور روپیہ) ہے یہان کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور ایک ہزار ہاتھی اور چار پانچ ہزار کشتیان نوارہ جنگی وغیرہ کی رکھتے تھے۔ یہ ملک میرے باپکے عہد میں فتح ہوگیا تھا جب میں بادشاہ ہوا تو سال اول میں میں نے راجہ مان سنگھہ کو جو اس ملک میں حکومت و داوری کہتا تھا اپنے پاس بلالیا اور اوس کی جگہ اپنے کو کہ قطب الدین خان کو بھیجدیا جسکو ابتدای میں شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کہ بہادر کا صاحب صوبہ جاگیردار تھا

بہ سبب قرب و جوار کے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب دیکر بھیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف
ہو اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ اگرہ میں تہا فرمان بھیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہو اور
اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجھے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تھی پہلے
رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خاں کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے
خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ اعتراض
کرتے تہے کہ وہ خرد سال اور کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی
منظور نظر حق بیں تہی اسکو میں نے اس خدمت کے لئے اختیار کیا بحسب اتفاق اس ولایت
کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تہا ابتک کسی کو اسطرح
کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کارہا نمایاں میں ایک کام عثمان افغان کا
رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور وہ دفع نہ ہوا تہا
ان دنوں میں اسلام خان نے دہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں
کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سر پر فوج کو بھیجنا
چاہیئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے
طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر بنیست و نابود کرے۔ انہی ایام میں اسلام خان پاس
شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان و سید آدم بارہ
و شیخ اچھے برادر زادہ مقرب خاں و معتمد خان و پسران معظم خان و اہتمام خان اور امیروں
کو اوسکے ہمراہ کیا اور اکیسا اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو
روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی
رہنمونی کے لئے ساتہہ کئے جب یہ لشکر عثمان کے قلعہ و زمین کے حوالی کے نزدیک
آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کے لئے بہیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرے
سیلغے طغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام
ملک کی تسخیر کا داعیہ کہتا تہا اوسنے اصلا ان باتوں کو نہ سنا جدال و قتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل و چہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی۔ روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجون کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجدیا کہ آمادہ جنگ رہیں۔ عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا۔ مگر جب اسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت لڑائی ہوئی۔ عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع ہوئے تو انکے دل مین آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا۔ اگر ہم شکستہ و ریختہ اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا۔ اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں۔ آدہی رات گئے عثمان مرگیا۔ تیسری پہر رات کو اوسکی جسم بے جان کو اٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھہ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ مین چلے گئے۔ شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی۔ صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے اور دشمنون میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مگر سپاہیون کی ماندگی اور مردون کے کفن و دفن اور مجروحون اور زخمیون کی عجوزی کے سبب سے آگے جانے یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے۔ اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو توپچی لے کر آگیا۔ اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک فوج تازہ زور کے ساتھہ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت باقی تھی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کرین۔ شجاعت خان نے بمقتضائے وقت و مصلحت دولت قول دیا۔ دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بھائی اور خویش سب شجاعت خان پاس آئے اور وہ ہاتھی پیش کئے۔ شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو اسلام خان پاس لایا۔ اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرافراز ہوا۔ اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا۔

۱۶۔ ماہ فروزدی کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تھا بندر کھمبایت سے چند عجیب و غریب جانور لایا کہ بادشاہ نے اب تک نہ دیکھے تھے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانورون کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصورون کو حکم نہیں دیا کہ اونکی صورت کی تصویر کھینچین۔ یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بھی لکھا اور جہانگیر نامہ میں اونکی تصویریں بھی مصورون سے کھنچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو۔ دلیپ کا باپ رائے سنگھ مرگیا تھا اوس کے ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی۔ لکھی چندراجہ کمایوں کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے اسپان کوٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جسمیں نافہ بند تھا اور کھانڈے اور کتارس نذر میں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

۱۷۔ سنہ ۱۲ میں عنبر کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ مرخاتمہ پر پہنچا اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے یہ قرار دیا تھا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہوکر دکن پر حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سردارون کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اونکی مکافات ہوجائے۔ اوسنے یہ تجویز کی تھی کہ عبداللہ خان حاکم گجرات ناسک اور ترنبک کی راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتھ معین کئے گئے ہیں وانہ ہوا اور بیجاپور فوج سرداران معتبر و امراء کارطلب بمتل راجہ رامداس و خانعالم و سیف خان و علی مردان بہادر و ظفر خان سے آراستہ تھی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر جو دہ ہزار ہوگئی تھی اور جانب برار سے یہ مقرر تھا کہ راجہ مانسنگھ و خانجہان و امیرالامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہون اور یہ دونو فوجین اپنے کوچ و مقام سے ایکدوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں دامنگیر نہ ہوتیں تو

کھمبایت سے جانور لایا +

راجہ کمایون +

دکن میں فوج کشی کی تجویز +

ظن غالب تہا کہ فتح ہوتی عبداللہ خان جب گھاٹیوں سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا مقید نہ ہوا کہ قاصدوں کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرار داد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا۔ بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں اوسکے ہی نام پر فتح ہوا اوسنے بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سرداروں اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی خبر بھیجی۔ یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو۔ گیارہ ہزار سوار جنمیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تہا اوس کے پاس تھے۔ وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا سلک عنبر کو عبداللہ خان کی خبر پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بیجاپور بھیجدیا۔ اور توپخانہ عظیم اوسکے ساتھہ کیا۔ اس دیار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان فرنگ کے قرب و جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تہا۔ اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تہا اور کئی ہزار ربان آتش فشان عبداللہ خان کے مقابلہ میں تعین کئے۔ قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑہے اور اوسکے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبداللہ خان کی فوج کے اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوئے۔ اور دکنیوں کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنے بائیں طرف بے خبر آنکر دست نمایان کرتے چار پائے کبھی جہان ہاتھہ لگتے چھین کرلے جاتے اور بہت آدمی قتل کرجاتے اور کوچ کے وقت شتر بار بقطار قطار اونکے ہاتھہ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹ کرلے جاتے۔ روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے۔ یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبداللہ خاں کا نصف لشکر تلف ہوگیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی۔ زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا۔ کوئی دن نہ ہوتا تہا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو عبداللہ خان نے عاجز ہوکر ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی
ہواخواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر مستعد
اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھہ آئین اور تلافی کریں۔ اسلئے ناچار فراجعت
کو قرار دیا۔ اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تہا وہ پہر آیا۔ دکنیون کے
تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تہا اسلئے علی مردان کہ مشہور صف ارا تہا شاہ
فوج کے ساتھہ چندا ول بنایا گیا۔ دہنی سمت سے فوج فوج آنکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان
خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پہر بے خبر دوسری طرف نمودار ہوتے
اور گاہ وبیگاہ غافل وناگاہ پہیر پر تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ
کرتے۔ اور اندہیری راتون میں ایدہر ادہر سے بے شمار بان مارتے۔ آخر کار دس بارہ
ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان
کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا۔ مرہٹے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک
عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جو زر اوسکے علاقہ سے واسطے معین کیے
مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح
آسمانی ہے تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی ہے مگر میدان [illegible] مخالفون
نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت شتر جنان کے [illegible] اگرچہ بموجب
حکم کے سرداران برہان پور عبداللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر پاکر سیدہ دولت آباد کے
عازم ہوئے تہے مگر حسد کے مارے وہ بہی عبداللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تہے اور عبداللہ
خان نے بہی اونکو خبر نہ کی تہی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلے آتے تہے اونہون نے
یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور [illegible] شاہزادہ دیدہ [illegible] چلے گئے عبداللہ خان گجرات چلا گیا
بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف کے سردار اتفاق بے نفاق
کو کار فرما ہوتے تو اغلب تہا کہ کام دلخواہ ہوجاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق سے
نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر اگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم اس ارادہ کے مانع ہوئے اور ابوالحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا اوسکو بھیجنا چاہیئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہی رائے دی۔ غرض خانخانان کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا۔ دکھنیوں نے امراء دولتخواہ سے صلح کی باتیں کرنی شروع کیں۔ عادل خان والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلادوں۔ جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کردیا۔

آٹھواں نوروز ۲۶ محرم ۱۰۲۲ھ مطابق ۸ مارچ ۱۶۱۳ء کو واقع ہوا جشن بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی اور رانا امرسنگھ کو رفع دفع کروں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا تمام رہی تھی اب پھر میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود پر متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقررہ میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دھرہ میں آیا۔ دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر میری نظر سے گذرے۔ پانچویں شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر میں داخل ہوکر روضہ کی زیارت کی۔ میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے باباخرم کو آگے مہم رانا کے لئے بھیجوں۔ خردی کو اوسکو رخصت کیا۔ خان اعظم کو اوسکے ساتھ تعین کیا۔ بارہ سو سوار اوسکے ہمراہ کئے۔ فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھ اوسنے موافقت کی شیوہ ناستودہ پر عمل کیا جب یہ مقدمہ میں نے سنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

نوروز ہشتم جلوس سالہ بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی سرکوبی کے لئے شاہزادہ خرم کا تعین ہونا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام لکھوے کہ جسوقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو میں کرکے اس خدمت کے لئے مجھسے التماس کرتا تہا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجلس و محافل مین مذکور کرتا تہا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا تو غازی کہلاؤنگا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو بیجا نہ کی جو مدد اور کمک چاہی تہی اوسکا سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤن گا اس مہم کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے عرایض مین معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی غرض تمام مقدمات تیری راے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنی پانوں کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے۔ اس مدت میں باباخرم کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاردانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہئے کہ نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل نہ ہووے۔ اگر ان باتون کے خلاف عمل کریگا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں۔ مگر اسکا نتیجہ اصلا کچھہ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا۔ جب باباخرم نے دیکھا کہ اسکا یہان ہونا کام میں مخل ہوتا ہے۔ اوسکی نگاہداشت کرکے عرضداشت کی کہ یہان اسکا ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ جسرو سے نسبت و رشتہ رکھتا ہے کارشکنی مین کوشش کرتا ہے۔ میں نے مہابت خان کو بھیجا کہ جاکر اوس کو اودیپور سے لے آئے۔ محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ سندسور میں جاکر اوس کے فرزندون اور متعلقین کو اجمیر میں بھیجا دے۔ ۱۶۔ کو فرزند باباخرم کی عرضداشت آئی کہ قبل عالم کمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلون کے ساتھہ ہمارے ہاتھہ آیا ہے اور عنقریب انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

۹ صفر ۱۰۲۳ھ کو نوروز ہوا اور حسب رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۵ کو

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبداللہ خان کو لینے گیا تہا اونکو لایا خانِ اعظم کو آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار مین نگاہ رکھے۔ اس قلعہ مین بھیجنے سے غرض یہ تھی کہ مبادا مہم رانا مین بسبب خسرو کے رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ مین بطریق بندیون کے نہ رکہین بلکہ اسباب و رخت و آسودگی اور کہانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رہین بہمن کے مہینے مین خوشخبریان متواتر آئین اول خبر یہ تہی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ کی کیفیت یہ ہے کہ عبداللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے تئین شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکہن کے بعض کومکیون کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے ساتہہ شاہزادہ کے لشکر سے ملین کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوے۔ شاہزادہ خرم جب انکے تعلقہ مین داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچہزار سواروں کے ساتہہ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ و معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بت خانون کو جہان پائے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبون کے استیصال مین کوشش کرے اونکی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑو نیز جو مخالفون کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے رانا کی جاے حاکم نشین اودے پور تہا۔ اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہ نے ایک قلب مکان مین آباد کیا تہا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تہے اور دو تالاب اوس کے متصل بنائے تہے اور جب سے چیتور کو چہوڑا تہا ابتک رانا یہین سکونت رکھتا تہا۔ اب وہ اسے چہوڑکر دشوار گذار پہاڑ کہستان مین بطریق فرار چلا گیا تہا۔ شہزادہ خود اودے پور مین آیا اور اطراف ملک مین چار فوجین متعین کین اور ملک کے بندوبست و رسد کے بہیجنے کے لئے چہ تہانے مقرر کئے۔ رانا کے سردارون کے ساتہہ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار ہوئی خصوصًا تنخانون کے مسمار کرنے مین جنکی حفاظت مین راجپوت ایسے جان توڑکر لڑے کہ دونو طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایک رات کو فوج کوہ نورد

نہین نوروز اور رانا کی اطاعت +

ساتھ لے کر بڑول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے ہمراہیوں نے راجپوتونکا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہو گئے۔ اسی ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور دلاور خان کا کر کو لیکر احمد آباد بھی پہنچ گئے اور لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب و ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور نامی نوکر تلف و بیمار ہو گئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کاربرداروں اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوپ کرن اپنے خانوکو بھیجکر شفیع جرایم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا و اجداد کے طریقہ کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی پیشکش کے ساتھ نذر دئے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس گھوڑے اوسکو دئے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیون کو عنایت کئے اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا۔ پھر رانا نے اپنے بیٹے رانا کرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب دوازدہ ہزاری پنجاہ ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن کو کہ وحشی طبیعت و محلس نادیدہ تھا کوہستان مین اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی بھڑائی مین دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلئے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس سے چلا آیا تھا۔ اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب رانا اطاعت کے لئے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے [illegible] پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔

سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں (پرتگیزون) نے بے قولی کرکے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تھا اوسکو تدارک اور تلافی کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (دآزری) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچا تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کی درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر مین انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزون کے اکثر جہاز جلادئے۔ ناچار تاب مقاومت نہ لاکے اور گریزان ہوئے۔ اور شاہ گجرات کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کہڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چندرا بھیوتون نے عنبر کے مارنیکا قصد کیا تھا وہ گھات لگاکے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکی ناقص زخم لگایا عنبر نے گرکے آدمیون نے اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گھر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ نہ رہا تھا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال مین درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تھا۔ نور جہان بیگم نے مسیحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد اور حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تھا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تھا ایسے ہی ظاہر میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص نے بھی اوسکی تقلید کی اونکو ۳۷ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے واقعات سے شاہزادہ خرم کے خانگوشن سنگھ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سورج سنگھ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بہ سبب نزاع زنیوی مار ڈالا کشن سنگھ برادر زادہ اوسکا چاہتا تھا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے وکیل سورج سنگھ

متفرقات

+ اس سال کے واقعات سے شاہزادہ خرم کے خانگوشن سنگھ کا مارا جانا ہے۔

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگھ مع اپنے برادر زادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہ سورج سنگھ کی پناہ میں رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگھ تھا کہ وہ اس غلبۂ ہجوم میں غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگھ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگھ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگھ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب اجہ سورج سنگھ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جھروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر سنہ ۱۴ جلوس حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تھا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہو چکی تھیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجھکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن کے دنوں میں وایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بوعلی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوسنے یہ رباعی لکھی ہے

مرد دشمن مست دوست ہشیار است	اندک تریاق و بیش زہر مار است
در بسیارش مفرت اندک نیست	در اندک او منفعت بسیار است

جشن نوروز و جشن وزن شمسی شاہزادہ خرم کو شراب پلانا اور جہانگیر کی نوشی کا بیان +

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی میں نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤں نے اور اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب آب میں ملاکر کھانسی کے
دور کرنے کے لئے مجھے پلایا تھا۔ ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لئے گیا تھا۔ توقلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں بھی
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو اوستاد شاہ قلی تونچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہاں وہ شرابدار و پیشخدمت تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمایئے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہوجائے گی چونکہ ایام جوانی تھی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جاکر شربت کیف ناک لائے۔ حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشہ میں بھیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑھائی یہاں تک کہ پہر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا جو دہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک نان و قرب کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا۔ یہاں تک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجھے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ اوسکو پلاتے تھے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اونے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے محابا
کہا کہ صاحب عالم اگر اس کوش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہوجائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا۔ اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجھ میں اثر کیا اور مہینے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا ہر روز کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوئے کہ چھ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہوں اوسے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہوں۔ روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شبہا متبرک سے ہے اور روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونوں کا لحاظ کرکے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذارون اور منعم حقیقی کے شکر میں تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یک شنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن اور روز یک شنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا اور اوسکو عزیز رکھتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر چہیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور ۴۳ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھ رتی افیون پانچ گھڑی دن چڑھے اور چھ رتی پہر رات گئے کھاتا ہوں +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا دوسرا سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا۔ اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا۔ اوسکے اطراف کو ماندوراں خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کیں جب اس کے پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی میں چراتا تھا اور جلد ہی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کریں ماندوراں خان کو یہ خبر پہونچی تو سو اردنگی ایک جماعت کو اور سنجر یہ کا آدمیون کو ایک معین شب معین کیا کہ حوالی چرخی میں جاکر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جاکر رات کو نیاہ گاہون میں پنہان ہوئی

احداد کی فتح +

اوردن کو خاندوراخان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے
اور احداد اپنی جماعت کے ساتھہ کمین گاہون سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر
ہوئی جب اوسکی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خاندوراخان ہے تو اوسنے متلاشی و
مضطرب ہوکر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی کہ یہان احداد ہے
تو خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ میں تھے اونکو بھی سر راہ لیکر حملہ آور
ہوا۔ دو پہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ اخرالامر
افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑون میں وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام آئے
مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا میں نہ جاسکا بالضرورت
قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون میں جاکر اونکو
جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کاکریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان میں رہتا تھا۔ طائفہ ہنود کے مرتاضون
میں سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات
کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی
و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف
ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھہ کھینچ لیا ہے
اس سنیاسی سے بہتر کوئی اب تک اس طائفہ میں میں نے نہیں دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ میں تجھے دونگا اوسنے
قران کی قسم دی کہ تو مجھہ سے مانگ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت
کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھہ کا لکھا ہوا
جو نفائس نگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ
فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قران مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو سلیس
عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں قران کا لفظ بلفظ فارسی میں ترجمہ

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و بسط و شان نزول کا مقید نہ ہو اور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

شہنواز خان کی فتح ملک عنبر پر

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور برار میں سردار فوج تھا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور چادورائے اور بابو کانٹیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہ نواز خان پاس آئے شہ نواز خان اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لئے اور دو روز دیکھ کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اونسے شادیانے بجوانے کا حکم دیا عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا محمل داد خان و یاقوت خان و آتش خان و دلاور خان کو امرائے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھ اور خانہ زادان رزم افروز اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو محالات میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی دکنی سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سُننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی آگ روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبہ سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہ نواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھ کروہ کا فاصلہ تھا اور ایک نالہ اونکے درمیان حائل تھا۔ دکھنیوں کے پیگار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تھا اوسنے پیش آہنگی کر کے میدان جنگ کی جائے سراہ نالہ پُر گل اور لائے کم عرض کی قرار دی اور پر قنداز و تیر انداز و بہادر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب میں جابجا فوج کو رکابی کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہائے آتش فشان اور شمشیرہائے جان ستان سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکھنیوں نے بھی

دو روز میں اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست و جوانان جنگ پرست کو آراستہ کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمۂ بان اور تیر سے دکھنیون کے بہت سے سر و پا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل پر کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے جو پانی میں پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا۔ جو گھوڑا دلدل میں پھنستا تھا اسکا راکب خلاصی کو عطیۂ الہی جانتا تھا۔ جو تیر کبھی اور تازی گھوڑون کے لگتا تھا وہ چکر کھا کر چار پا ہوتا تھا اور اپنے سوار دو پا کو نیچے ملتا تھا جو فوج دکھنیون کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کر کے پھر جاتی تھی سپاہ بادشاہی فوج مردون و نیم جان زخمون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاورون کو لیکر بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایک دفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان شکست سے بجائے۔ مگر شہ نواز خان اور یاقوت خان سیل وان کی طرح عنبر کے مقابلہ میں آئے۔ وہ رستمانہ کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار و دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور تین سو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جواب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا تین روز تک اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت کی شہ نواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے

تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی یہ مہم خان کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار و مدینہ کے توابع سے ہے اس میں ایک رودخانہ جاری ہے جسمیں سے ایک روش خاص سے الماس نکالتے ہیں اور نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے

تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دنون میں گورابون و آب کندون میں پانی کم ہوتا ہے تو

جس گوراب میں الماس ہوتا ہی اُسپر بہت ریزہ پرند جانور لپشہ کی قسم کے جسکو ہندی میں جھینگا کہتے ہیں ڈھیرون جمع ہوجاتے ہیں رود خانہ کے طول میں جہانتک جاسکتے ہیں یکبہ بھال کر وہ لوگ گورابوں (جن سوراخون میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہیں) کہتے ہیں پھر بیل (گدال) اور کلندان (بچاوڑے) سے گورآبون کو گرد ڈیڑہ گز نیچے لے جاکر اونکے گرد کھودتے ہیں جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہیں دنمیں تلاش کرکے چھوٹے بڑے الماس نکالتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یارچہ الماس ایسا ہاتھ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ اوسکی قیمت ہوتی ہے۔ اس ولایت اور اس رود خانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف تہا۔ ہرچند صوبہ بہار کے حکام اُسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب اہون کے احکام اور جنگلون کی کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے اور اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تھے جب صوبہ مذکور میں مظفر خان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے ابراہیم خان بمجرد اس ولایت میں آنے کے جمعیت کے ساتھہ زمینداروں کے سر پر چڑہا سا دہنون نے بدستور سابق آدمی بہیجکر چند الماس کے دانون اور چند ہاتھیون کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور اُسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسنے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بے خبر کوہ درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور درجن سال کے نقص میں آدمیون کو بہیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتون کے ساتھہ پایا جنمین سے ایک اوسکی مان تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تھی اُنکو اوسکے بھائیوں میں سے ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تہے لے لئے اور تیئیس ہاتھی بھی ہاتھہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خاں کا منصب چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانے سے یہ ملک اور رود خانہ بادشاہی تصرف میں ہے اور اس رود خانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بہیجدیتے ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اس سے احتمال ہوتا ہے

کہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے ۔

گیارہوان نوروز اول ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء حسب معمول جشن ہوا ۔

بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبداللہ خان صوبہ دار نے روبداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جاکر عبداللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کرکے لائے عبداللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا خود روانہ ہوا ۔ دیانت خان رستہ میں ملا وہ بھی اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا ۔ بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خرم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا ۔

یازدھیں نوروز جلوس ۱۰۲۵ھ

وبا

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی پہ گنات پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی ۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب میں دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی ۔ بہت سے دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا ۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا ۔ وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مر جاتا ۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے ۔ اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا ۔ اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا ۔ لاہور کے گھروں میں دس دس بیس بیس آدمی مر جاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے گھر کے گھر میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے ۔ جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا ۔ کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی ۔ کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مر گیا تھا اوس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا ۔ دوسرے روز درویش مر گیا جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گئے تھے

کھایا وہ مرگئی اور جن کتوں نے اس گائے کا گوشت کھایا وہ وہیں ہیر رہے۔ غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں ہا جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں اپنا رخ نہیں دکھایا۔ اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ

تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را +

کوتوالی کے چبوترہ کی حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس مین سے چوروں نے روپیہ چرایا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے۔ ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا۔ اور کچھ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری مین بڑی دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہیئے۔ ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے پانون تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین فیل سے جنگ کرون بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا ایک فیل بدمست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا چند مرتبہ فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس متہور بیباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقون کی سیاست دیکھ چکا اپنے پانون جماکر سونڈ مین ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوسپر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنون بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔

یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی سعدی نے یہ سچ کہا ہے کہ ؎

۱۱	عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھ میں سوار ہو کر نکلا جسمین چار گھوڑے جتے ہوے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہون۔ شام کو موضع دبولرائی میں پونے دو کوس چل کر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری کے

+ بادشاہ کا انگلستان کی تعریف میں اور اہل انگلستان کی بہادری کی تعریف میں اور اپنے سوار ہونے کی کیفیت بیان کرنا +

قصد سے شرق کو جائیں تو فیل دندان دار پر سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ پر۔ اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگھاسن مین۔ اور اگر جانب جنوب مین تو رتھ مین سوار ہون۔ جہانگیر دن کم تین سال اجمیر مین رہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے ہوا اسکی قریب اعتدال ہے۔ مشرق مین دار الخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب مین صوبہ گجرات۔ مغرب مین صوبہ ملتان و دیبال پور۔ یہ ولایت ساری ریگستان ہے اس زمین مین بدشواری پانی نکلتا ہے۔ کشت کار کا مدار بارش اور تری مین پر ہے۔ اوس کے زمستان مین اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے۔ اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار اور تین لاکھ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا۔ راہ مین شکار کھیلتا۔ کشتیان اوس کے ساتھ چھکڑون مین لدکر چلتی تھین جہان کہین تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھکر آبی جانورون کا شکار کھیلتا جب آمین وہ اودے پور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملازمت مین آیا۔ نذر دی خلعت پایا۔ قلعہ چتوڑ مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تھے رہا کیا۔ بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی ولا کرنہ کی انتہا سے ولایت بالسوالہ تک ۴۵۰ کوس اور عرض اسکا برگنہ چندیری سے برگنہ مندر بار تک ۳۰۰ کوس اور اسکے مشرق مین ولایت مانڈو و شمال مین قلعہ تروج جنوب مین ولایت بکلانہ غرب مین صوبہ گجرات و اجمیر۔ یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے پانچ دریا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمین جاری ہیں۔ دریا یہ ہیں۔ گوداوری بھیما۔ کالی سندھ۔ نیرا۔ نربدا۔ ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے۔ اس ولایت کی زمین اپنی اطراف کی نسبت بلند ہے۔ قصبہ دہار مین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دو فصل انگور لگتے ہیں اسکی کشادہ زردی محتاج بے سلاح نہین رہتے۔ اس ولایت کی جمع ۴۰ کروڑ دمڑی لاکھہ دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو پیادے ایک سو زنجیر فیل کے ساتھہ نکلتے ہیں +

جہانگیر نے جو مالوہ کا حال لکھا ہے +

اجمیر سے مانڈو ۹۰ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۶۴ کوچ اور ۷۸ مقام۔ ان چھیالیس کوچون میں بسبب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوئین جو تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان مین درخت سبزہ کثرت سے ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا مجھ کو اس سفر مین ذرا گمان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تہا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ مین گیا۔ مانڈو کا حال بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون مین مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کروڑ اسی لاکھ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتین برپا و ہر جا ہین اون مین ابتک کچھ نقصان نہین ہوا۔ ۴۴ کوس مین ان عمارتون کی سیر کو گیا اول جامع مسجد مین گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی سال گذر گئے ہین لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہین۔ یہ عمارت بڑی عالیشان ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے۔ پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روبیاہ ابدوازل نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھ سے باپ کو دیا اور کہا کہ اس کو آپ پیجئے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھ یہ زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو مین نے دولت و عشرت و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسین کارنامہ ہے امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر پر حساب کرکے اسکی بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان کو جان سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا باوجود

حیوان طبعی کے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیر کی قبر پر لکڑیان ماریں
میں بھی حسب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر ماریں اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ
بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
اوسکی قبر کو پہاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین لیکن بہر حال مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو
انوار الٰہی مین سے ایک نور ہے حیف ہی کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھ آلودہ ہو۔
مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ
استخوان کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہا دین۔ ایام حیات مین طبیعت میں
حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی مین پڑا رہتا تھا۔ اب ایک مہینہ برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
اوس کے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی۔ قراول احاطہ بارہ مین ایک بڑا
قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا بندوق
خاصہ فتیلہ روشن کے ساتھ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی۔ وہ محل مع دو تین خواص کے برسم
پرستاران کے بادشاہ کے اطراف مین بیٹھی ہوئی تھیں اس اثنا مین بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان
اس فن سے عاری تھی۔ جونہین شیر دور سے محل کلان کی نظر مین آیا تو اوس نے بندوق جھکا
شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ
شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی
خوشی بندوق ہاتھ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے
کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
تشنیع کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تھی
اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مع قضی علی کا قول ہے کہ

شکارگاہ بیان اور بادشاہ کے شکار کو جانے کا اور نورمحل کا ہمراہ ہونے کا اور شیر مارنے کا

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردوں کے لئے ننگ شمار کی جاتی ہیں اور اونمین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنتے ہین یہ صفات شجاعت وسخاوت کی ہیں غرض بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہاں پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نورجہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تھوڑے دنوں میں اوسکی مشق کرلی۔ آگے اسکے غیر افگنی کا بیان آئے گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتدا سن تمیز سے ابتک جو شکار کئے ہیں اون کا شمار کیا جائے اسلئے واقعہ نویسون و مشرفان شکار و قراولان عملہ و فعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکی مجموعہ کا حال مجھے سُنائین تو اونہون نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تھی اس سال ۱۰۲۷ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے ہاتھ سے ۲۸۵۴۳ شکار ہوئے ہیں اور اُن مین سے ۱۶۷۱۷ شکار خود بندوق وغیرہ سے مین نے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے +

شیر	۸۶	ریچھہ چیتہ - لومڑی - اودبلاؤ کفتار	۸۸۹
مہاگوزن	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ چیتل - بزکوہی وغیرہ	۱۶۷۰
نیل گائے	۹	قوچ و آہوے سرخہ	۳۱۵
بھیڑئے	۶۴	گاؤمیش صحرائی	۳۶
سور	۹۰	زنگ	۳۶
قوچ کوہی	۲۲	ارغلی	۳۲
گورخر	۶	خرگوش	۳۳
	۳۱۳		۲۸۹۱

کل میزان چوپایون کے شکار کی ۳۲۰۳

کبوتر	۱۰۳۴۸	لگڑ ۳	جگڑ ۴	غلیواز چند قوطان موش جوز	۷۹
ابابیل	۴۱	کنجشک ۲۵/۴۸	الو ۳۰/۲۲	مرغابی	۱۵۰/۴۲۹
زاغ	۳۷۶/۱۳۶۶۵	میزانکل ۱۳۹۵۴	گرمچیہ ۱۰	میزان کل ۲۸۹۱/۲۸۹۱	

جہانگیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کھیلا نہ اوسکو آپی جانورون کے مارنے کا شوق ہوا۔
جب بادشاہ کے حسب دلخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ کیا
شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر
بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان وراجہ بکرماجیت
کو نظام الملکی و عادل خانی وکلاء کے ساتھ جو اُس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس
بطریق سفارت بھیجا اور اونکو فرمان لکھا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کئے اور یہ اشعار لکھے کہ

دو شعلہ زیک شمع دارم بچنگ	یکے نور صلح و یکے نار جنگ
بود نور صبح شبستاں فروز	ولے نار خشکم بود خانہ سوز

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائین عادل خان نے جبکہ وہ آئے اطاعت قبول کی
اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازمون نے جھین لئے تھے واپس حوالہ
کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کے باب میں جیسا کہ لکھنا چاہئے تھا اوسنے
اسی سال میں یہ خبر بھی آئی تھی کہ قدم بیگا نہ نیگانہ افریدی افغان جو دولت خواہ
دفرمانبردار تھا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکھتی تھی تھوڑے توہم سے اوسنے
اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور سرتھانے میں اپنی
جماعت کو بھیجا۔ جہان وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہان کے آدمیون کو غفلت کے
سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضایع کیا۔ اس بےعقل افغان کے سبب سے
کوہستان افغان کے درمیان ایک دنگا مچ گیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونو
بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار مین محبوس کیا اور افغانان بیگانہ نیگانہ
نے عبدالسبحان برادر خان عالم کو ایک تہانہ مین مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے
چکانے کا حکم ہوا۔

۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۷ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ
خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر معاف کی جائے۔ اسلئے

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تھا اسلئے مین نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بھائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تھا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تھا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون اک دم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھا ؎

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو　　من از شمع و فا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھہ کر بھیجا +

من بیچارہ حاجز بودم از اظہار تنباکو　　ز لطف شاہ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان میں امریکہ سے تنباکو آیا تھا۔ اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص و تجویز کرکے اوسکی دود کشی بطور معہود بعض امراض کے لئے مناسب جانی۔ رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اوسکی حاصلات کو اور اخباس پر تفوق ہوا۔ عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا۔ اسکی دود کشی کے آرزومند بہت نکلے۔ اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا۔ اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کھانے کو ترک کردے مگر تنباکو چھوڑنا اس کو بہت دشوار ہو۔ جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں گوارا تر ہو اور نرخ اوسکا گران تر ہو ؎

بسیار کسیکہ خواہدش از دل جان　　کمیاب کسے بود کہ او را کم خواہد

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے۔ سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر کا ہونٹ کٹتا تھا

یا کچھ اور سزا دیتا۔

قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تھا۔ میں اپنے محل کے ساتھ شکار پر متوجہ ہوا جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے ماروں میں نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو تیر مار کر نیچے گرایا۔ ایک پلک مارنے میں ان چارون شیروں کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے جہاں تیر پھینکے جنمیں سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور بولنے کی فرصت نہ دی۔ اس کماندازی کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی بہنچی الماس قیمتی ایک لاکھ روپیہ کی نورجہان کو مرحمت کی +

نورجہان کا شیر دو شکار کرنا +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی خدمت میں آیا اوسمیں لکھا تھا کہ عادل خان وغیرہ اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمدنگر اور اور قلعون کی کنجیان جنمیں عنبر متصرف تھا ملازمان شاہی کو حوالہ کیین۔ اور جو ولایت کہ ہاتھ تلے سے نکل گئی تھی وہ اولیائے دولت کے تصرف میں آئی مفسد جو استکبار کا دم بھرتے تھے عجز و نیاز سے انکسار اظہار کرکے باج سپاہ اور خراج گزار ہوئے۔ جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا اور شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادہ کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تھا ؎

دکن کے باپیون کو شہزادہ خرم و عادل خان کا حکم بجالانا +

شدی از التماس شاہ خرم بفرزندی جا مشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتھہ ڈیڑھ لاکھ مُن اور دو لاکھ روپیہ کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھ روپیہ کی پیش کش بھیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکھ روپئے دئے۔ قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیش کش بھیجی غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیش کشین آئیں کہ کبھی پہلے اتنک کسی بادشاہ پاس نہیں آئی تھیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی - اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھہ ولایت مفوضہ بالا گھاٹ نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لئے مقرر ہوا - اور ہر جا دہ محل مین جاگیر یر معتبر آدمی مقرر کئے گئے غرض جہانگیر کا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا - جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوسمین سے بتیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا ۱۱ رشوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا - آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھہ کر اوس کو گلے لگایا - جسقدر ادب اور فروتنی مین زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تھا - باپنے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا - شہزادہ نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا - چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش و بروکرتا - قطر فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر مین گذرانا - بعد اسکے بخشیونکو حکم ہوا کہ امراجو شاہزادہ کے ساتھہ آئے ہین بہ ترتیب منصب ملازمت مین آئین - اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرفرازی پائی اوس کو بادشاہ نے اوپر بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا - ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش مین دیا - اسکی پیشکش سے بادشاہ نے بنیتالیس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزین پسند کین - بعد ازان عبداللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دین پھر مہابت خان زمین بوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا - اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش مین

جس کی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی
اجمیر میں بیچنے لایا تھا دو لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تہا۔ اور جوہری اوسکی اسّی ہزار قیمت آپ
تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا۔ اولٹا لے گیا جب وہ برہان پور میں آیا تو مہابت خان نے
اوسے ایک لاکھ روپیہ کو خریدا۔ بعد ازاں راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و
سردار خان برادر عبداللہ خان و شجاعت خان عرب و دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان
بخشی و داورام کہ نظام الملکی سرداروں میں معتمد تھا اور شاہزادہ حزم کے قول پر آیا تھا
اور دولت خواہوں کی سلک میں منتظم ہوا تھا اور اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
بعد ازاں عادل خان کے وکلا زمیں بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ حزم کو فتح رانا کی
جلد دیں منصب بست ہزاری دو ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ
ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا۔ اب اس شائستہ خدمت کے جلد دیں منصب
سی ہزاری و بیست ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا۔ اور حکم ہوا کہ تخت کے
نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹھا کرے۔ اسی شہزادہ کے حال پر
یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی۔ اور پچاس ہزار
کا خلعت عنایت ہوا۔ نورجہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ
خرچ کیا۔ شاہجہان نے دو لاکھ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نورجہان کو دی اور ساٹھ ہزار
روپیہ اور ماؤن لو نذر کیا اور اوسکی نذروں میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول
ہوئیں غرض بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا۔

جہانگیر نے سنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوتروں کو نامہ بری سکھاتے تھے بادشاہ
نے بھی کبوتر بازوں کو حکم دیا کہ کبوتروں کو یہ کام سکھائیں ان کبوتر بازوں نے چند جوڑے
ایسے آموختہ کئے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
دو پہر میں اور نہیں ڈیڑھ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

امراء دکن کا ملک عنبر سے ملنا +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کا نبیٹہ دا دا رام اور چنا اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آئے تھے عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملامتوں سے اور ملک عنبر کے فریب سے انہوں نے بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھا کر اوس کو دھوکہ دیا اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا - اور پھر مار ڈالا - بابو رائے کا نبیٹہ اور اودا رام عادل خان کی سرحد میں گئے - عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی چند روز بعد بابو رائے کا نبیٹہ کو ایک دوست نے فریب دیکر مار ڈالا عنبر نے اودا رام کو ترغیب دیکر لشکر بھیجا اودا رام اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا - بڑا منصب پایا +

جہانگیر کا سفر گجرات +

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تھا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکھنے اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولون نے جاکر فیلہائے صحرائی کو دیکھکر شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکھئے اور مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا اس شکار کو کرکے دار الخلافہ میں آئے - وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا - منزل بہ منزل طے کرکے یکم دی تال جہسود (جھنود) مین پہنچا - اس منزل مین رائے مان سردار پیادہائے خدمتی روہی مچھلی کا شکار کرکے لایا - بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً روہو مچھلی کا کہ ہندوستان میں سب قسم کی مچھلیون میں بہتر ہے اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے اوسکو یہ مچھلی ہاتھ نہ آئی تھی اوسے کھاکر وہ بہت خوش ہوا - اور رائے مان کو ایک گھوڑا انعام دیا اگرچہ گجرات کی حدود ابادہ (داہاد) اصل میں دو حد ہیں وہاں سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون مین صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور زمین اور ——— آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانین ہی کچھ اور ہیں جو راہ مین جنگل نظر آتے ہین انمین درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمر ہندی کے لگے ہین

کھنبایت کی وجہ تسمیہ

زراعت کی محافظت کا مدار زر قوم کی خارلبت پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں یہ سارا ملک بیگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت سے اسقدر گرد و غبار اُڑتا ہے کہ آدمی کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب سے گرد آباد رکھنا چاہیئے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال سکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا اس میں راجہ تربنگ کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا لکھا نتے ہین وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑوتے راجہ ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور آدمیون کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ معہ اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا اتفاقاً جہاز ہی طوفان بلا سے شکستہ ہوا مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت کے لئے اور آدمیون کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و استنبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تخصیص نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ نے نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہون۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہوگیا۔

ہندوستان کے بڑے بندرون میں سے وہ ہے اور دریائے عمان کے جوروں میں سے ایک جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً ہے جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر کے قریب ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہان سے اسباب کو عرابون میں بہر کر بندر کھنبایت

لاتے ہین اور اس طرح جہازون میں اسباب لادنے کے لئے غرابون میں اسباب لیجاتے ہین
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت میں آئے تھے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو راستہ کرکے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھکر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تھا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تھا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین مسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تھے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے اور
مراجعت کرتے تھے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتھائی لیتے تھے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہیے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ سے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدہا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سکہ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ مین ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان مین لفظ جہانگیر شاہی
سکہ اور دور پر یہ مصرع - بزر این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو - اور دوسرے رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ جلوس اور دور مین مصرع دوم - پس از فتح دکن آمد
چو در گجرات از مانڈو + کسی عہد مین ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا - طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا - اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ مین
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیوارین بنا دیتے ہین کہ بوجھ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہین تو اسیر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہین اور اوٹھا لیتے ہین
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا - اوس نے سارے بڑے

بڑے شہرون میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ امیر سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو سلونکو گاڑکر ایک بڑی سل رکھدیتے ہین بادشاہ مانڈو سے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۴۴ کوس تھی ۴۸ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور اور کھنبایت بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمدآباد ۱۱ کوس ہے پانچ کوچ و مقام میں طے کئے مجملاً اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمدآباد تک ۱۵۴ کوس دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۴۴ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمدآباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانین وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائین عمارتیں اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانون کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات شاہی خراب و ویران۔

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ ارڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو فتح کیا اور وہان کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادون میں مکرم خان لائق تر تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و صعت سے سرافراز ہوا ولایت اڑیسہ درگولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ دوم راجہ مہندرہ۔ و لایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازمون کے تصرف مین آئی امید ہے کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی مین آجائے۔

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند مین ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہان سودے کی خرید و فروخت کا مدار بنیون پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں اسلئے یہان سیوڑے بہت رہتے ہیں بنجانون کے سوار بنیون نے مکان اونکے رہنے اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت مین دار الفساد ہیں سیوڑون کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلا حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ اطراف میں فرمان بھیجدے کہ جہان اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردین +

+ لکھ روپے کی فتح

+ سیوڑہ کا اخراج

جب دریاے ہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جسا تہا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤن میں سے ہے اسکا ملک دریاے شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے - اوسکی ولایت مین گھوڑے اچھے ہوتے ہین اسپ کچھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے - بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تہا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جاے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو -

جام گجرات

جہانگیر لکھتا ہے کہ انوار کی رات ۲۳ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ کو مطابق ۱۰- مارچ ۱۶۰۸ء کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا - اور نیاز مند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاون سال عمر کا شروع ہوا -

سنہ جلوس اور سنہ عمر کی تعداد کا فرق ۴۰ ہے

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب ارسلطنت ہو گیا تہا - مگر جب اوسکے بعد اسکا برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور پاس گیا تو وہان بھی حسب مراد صحبت گرم نہ ہوئی - ایران چلا گیا - باوجودیکہ جواہر اور اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دئے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا - پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی -

ہاتھی کا شکار

بادشاہ موضع سلجارا مین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیرہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہاے خاص کے ساتھہ شکار فیل پر متوجہ ہوا - ہاتھیون کی چراگاہ گوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں - اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ کے

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لئے نشیمن بنائے۔ دو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آمادہ رکھی گئین اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتھ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے دیکھنے کی لائین کہ وہ شکار کا تماشا دیکھین۔ اتفاق سے جس وقت اطراف سے جنگل مین آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی ہر طرف دوڑے اور اس جانب مین دس بارہ نر و مادہ آئے خوف یہ تھا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائین مانگی ہاتھیون نے آگے جاکر اونکو باندھ لیا مگر بہت ہاتھی ہاتھ نہ آئے۔ صرف دو نفسین ہاتھی بندی مین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جس کو وہ مین ہاتھی رہتے تھے اوسکو رکشس پہاڑی یعنی دیو کہتے ہین اس سبب سے ان ہاتھیون کے نام بادشاہ نے راون سر و باون سر رکھے جو دیوون کے نام ہین

احمد آباد مین بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد

بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد مین پہنچا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسنے بہت تکلیف اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے مین بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی۔ اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما مین آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد مین آیا۔ یہان ان دنون مین گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر مین بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا مین مبتلا نہ ہوے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا مین درد ہوتا تھا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تھا۔ مگر جانون کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب و ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا اسلئے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تھا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت مین ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض مین دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا۔ ہوا اسکی

مسموم زمین اوسکی کم آب ـ ریگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جکا بیان پہلے ہوا ـ پانی نہا
ناگوار ـ رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے ـ
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ سواد شہر مین جو تالاب ہیں وہ دھوبیون کے صابن سے چھاچھ
بنے ہوئے ہیں ـ جو لوگ صاحب مقدور ہیں ـ اونہون نے گھرون مین برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بھرتے ہیں اور اسکو سال بھر تک پیتے ہیں ـ ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے ـ شہر کے باہر نہ جائے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع نہیں
اے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا ـ اب مین
جانتا کہ ہمستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد ـ اس مین یہ سب
صفات ہین ـ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا مین ایک پل توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا مین اڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا ـ
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا کہیں
اہل اردو تعدی و ستم کرکے خانہ ملکی مین اتر پڑین اور فقرا اور مساکین کے احوال کے
مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نکی رودیدگی کے سبب سے مداہنت کرین اور ان
ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکہہ سکین جس روز سے اس شہر مین بادشاہ آیا باوجود حدت
و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہوکر جھروکہ مین کہ دریا کی طرف
ہے دو تین گھنٹہ بیٹھتا ـ اسکے سامنے کوئی در و دیوار و پردہ دل و چوبدار حائل
و مانع نہ تھا ـ وہ بمقتضائے عدالت داد خواہون کی فریاد سنتا ستم پیشون کو
جرایم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور
جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا ـ

بہر نگہبانی خلق خدا	شب نکنم دیدہ بخواب آشنا		
از پے آسودگی جملہ تن	ہیچ نپسندم بہ تن خویشتن		

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹہ سے زیادہ
میرے وقت کو خواب ناراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو۔ دوم بیداردلی یاد حق میں ہو حیف ہے کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمین بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لحہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باش بیدار کہ خواب عجیبے درپیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اور تنہائی
اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد مین بادشاہ بیمار ہوا۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں وہ
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً و فوراً رزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم بہوپہنچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان سے
یہان کے انواع اقسام امتعۂ نفیسہ و تحفۂ غریبہ فخر کہتے ہیں۔ یہان ہر سال تجار لاکہون
روپیون کی ہر ایک جنس اعلیٰ و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور سفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں۔ یہان جزبوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تعہد کیا تھا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کرونگا۔ یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کا کرکو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھدیا کہ دو سال مین تبت و کشتوار
فتح کردونگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکون مین ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف تکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا۔ ان دنون میں مجھکو یہ سوجھی کہ بجائے سنہ جلوس
تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلاً ماہ فروردین

بیمج سکہ تیار ہوا وسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اُردی بہشت میں تیار ہوا وسپر فور کی شکل اور اسطرح جس ماہین جو سکہ تیار ہوا اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم طالع ہو۔

بادشاہ کی علالت۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا۔ اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدھی رات کو خمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر روز میں تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی اصبح پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور میں نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے ایسے شوربے پیئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو کہا نا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی محلاتین رفرد و شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک رات دن آئی نہی مگر ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش تھا اشتہا اسطرح نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تھی۔

شاعری۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مضمون مصرع پر غزل کہی۔ بہر یک کل رحمت صفدر می بارید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بہیر کہا ؎

ساغرے بر رخ گلزارے باید کشید ابر بسیار ست مے بسیارے باید کشید

مصوری۔

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلائق ہے۔ ابوالحسن مصور نے جسکا خطاب نادر الزمان تھا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہی کہ ذوق تصویر و مہارت میرا اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصوروں کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا تھا کہ یہ کام فلان مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

کان الماس

خانخانان نے ایک فوج لشکر کردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ خاندیس کے زمیندار پلچو پاس جو ایک کان الماس ہے اوسپر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی دار وغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت ونفاست میں ساری قسم کے الماسون میں امتیاز رکھتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نیک اندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے کہ وہان ندی مین سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمیندارون کے تصرف مین ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو مین نے کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد مین کرکے نسخہا متعدد ترتیب دہ کہ بندہاء خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد مین بھیجون کہ ارباب دولت واصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہوا کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا۔ مین اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون میں مقدم جانتا تہا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید کہ اوسکے مطالب کو دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضا جوئی خلایق اور دعا گوئی خلق اوسکو نصیب ہو جیو۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے انمیں سے ایک ارالملکی اعتماد خان کو اور دوسرا صفخان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول بسرداری جمال بلوچ کا تہا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولون مین تہا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہوگیا اوسنے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہوگیا اوس نے

اس نمک حرام کو محبوس و مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اس کے رشتہ دار بہت سے نوکر تھے اونکی سفارش سے اور یلوخ خان قراول کی ضمانت سے وہ قراولون میں بھرتی ہوگیا۔ مگر وہ بے سبب بھاگ گیا۔ بری شکل سے وہ مقید و سلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اونسے اوس کے حکم کا قتل دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تھا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچھہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تھا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تھا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جائے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور مارو نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

بازار کا ترتیب پانا

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تھا اسکا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ مین شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تھے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ اور اقسام متعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تھا بادشاہ کے روبرو لاتے تھے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکھی جایا کرین جس سے خوب عور ہو اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے۔ یہ بھی جہانگیر کا ایجاد تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۱۸ھ کو احمد آباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز بخشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پھول نثار کئے۔ روز جمعہ ۱۲ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس وتیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہوکر زبان حال سے میں یہ کہتا تھا۔

روزہ افطاری

خداوندگارا تو نگر توئی	توانا و درویش پرور توئی

نہ کشور کشائم نہ فرمان دہم	یکے از گدایان این درگہم
تو برخیز و نیکی دہم دسترس	وگرنہ چہ چیز آید از من بکس
منہم بندگان را خداوندگار	خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر نہیں آئے تھے وہ مدد معاش کے خواستگار تھے مین نے اونکے استحقاق کے موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

ترک شراب

جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناسازگار تھی حکما نے یہ صلاح بتلائی کہ معتاد پیالہ میں کچھ کم کرنا چاہئے اونکی صوابدید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چھ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑھے سات تولہ شراب ہوتی تھی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تھی۔ اب چھ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چھ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب ساڑھے سینتیس ۳۷ تولہ ہوئی۔

ترک شکار سے توبہ کرنی۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ بدایع وقایع میں ہے اب سے سولہ سترہ برس پہلے الہ آباد میں مین نے اپنا خدا سے عہد کیا تھا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہوگی تو مین شکار اور تیر و بندوق کو ترک کرکے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرون گا۔ مقرب خان جو میرا منظور نظر تھا اس میری نیت پر آگاہ تھا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر سن مذکور مین پہنچی۔ پچاسوین سال کا آغاز ہے۔ ایکدن کثرت ورود نجار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تھا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تصمیم پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال و رہبت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالی کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اوسکی باطن قدسی سے استمداد ہمت کرکے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزردگی جو تھی رفع ہوئی اپنے تئین خوشوقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت ہست فردوسی پاک زاد	کہ رحمت برآن تربت پاک باد

میازار موری کہ دانہ کش است کہ جاندار و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکھا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو مینے اوسکی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤنگا تو شجاع اچھا ہوگیا۔ عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتھہ مشارٌ الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک اور قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف میں آئی وہ اوسکو انعام دی جاے اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بھیجے پہلے زمانہ میں نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنوں میں عادل خان خدمات شائستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دسری دیگئی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکھی۔

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما آسودہ نشین بسایۂ دولت ما

سوے تو شبیہ خویش کردیم روان تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریاے مہی پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بہیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

۱۷ ذیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی۔ اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرہ ہوا میں وہ بخار رود خانی عمود کی شکل میں پیدا ہوا۔ ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دو فوسرے باریک تہے اور کسرا اوسکی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب و روے بسوے شمال اور پہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا۔ فلکی ہیئت مجموں اور اختر شناسوں نے اسکا قدر و ثابت اسطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آنہا ہر درجہ

دریاے مہی پر پل ۔ دمدار ستارہ ۔

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہی اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت مین کہتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تہا پہر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون مین اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکہا ہی اور لکہا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب و استیلاء دشمنان ملوک
عرب پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تہا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم مین اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تہی
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ لکہا ہی کہ یہ اوسکی نحوست تہی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تہی۔ ہندؤن کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تہی اور آٹھہ برس تک ملک مین
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تہا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک اتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ مین
بہادر خان حاکم قندہار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندہار اور اوسکی نواح مین چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سردرختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتہائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزون اور باغات
کا نشان نہیں چہوڑا چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شائستہ
ملکون مین ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکہتا ہی کہ اثنا راہ مین حوالی کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تنہ مین ایک
خوشہ لگا ہوا تہا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تہے کہ اس
حال مین مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین مین سے ایک گرم ہوا
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہان ایک بڈھا باغبان دیکہا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ مین انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ اب انار

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت وحسن سیرت رکھتی تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتوں کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادا ے ملیح سے معروض کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دئے تاکہ آپ آہستگی سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوس کے دل مین آیا کہ اپنے محل کے خادمون مین داخل کردون پھر اوس نے باغبان سے پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سردختی کا محصول کچھ نہیں لیتا ہی بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل مین آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا اب مین حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جاے۔ پھر اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی سلطان نے کہا کہ اُس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی اِس دفعہ بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف ہوتی ہے مین ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہین جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا تو آپ کی نیت کچھ اور ہوگئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور اپنے فکر کو دل سے نکالڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جلدی سے قدح لبالب بھر لے آئی۔ اور خندان وشادان بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے

باغبان کی درخواست پر صورت حال بیان کر کے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی
یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور عدالت
کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جس وقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت
آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور
مستبعد نہیں ہے للہ الحمد کہ میرے زمانہ میں سرد رحمتی کا محصول ایک حبہ و ایک دام خزانہ
عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی
میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جائے۔ خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

جو نیت بخیر است و خیرم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بداندیشی و فتنہ جوئی کے
سبب سے باپ اسکو ہمیشہ مغبوض رکھتا تھا اسلئے مادر اصل و آزردہ خاطر ہی وہ مرگیا۔ جہانگیر نے
راجہ باسو کی خدمات پر نظر کر کے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے
سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب ہزاری سے سرافراز کر کے باپ کی جگہہ مقرر کر دیا۔
جب سنہ جلوس میں مرتضیٰ خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو راجہ سورج مل جو اس
کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و
دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضیٰ خان نے محاصرہ کر کے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورج مل
نے صورت حال دریافت کر کے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خان کے آدمیوں
سے اوسنے بگاڑ کی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا مرتضیٰ خان
نے اوسکی شکایت کی عرضیان بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع
کی کہ مرتضیٰ خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان
اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب و رجیات کا باعث ہو جیئے اور اپنے پاس بلا لیجئے
شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضیٰ خان کو بلا لیا۔ انہیں دنوں میں مرتضیٰ
خان مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جائے۔ سورج مل کو بلا کر

راجہ سورج مل کی ولایت اور قلعہ کانگڑہ پر تعلقہ

شاہجہان کی خدمت مین دکن بہیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
باقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوس نے
باقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتیں
بھیجیں اور صاف لکھدیا کہ میری اسکے ساتھ نہیں بھیگی۔ اور اس خدمت کا اوسے نصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جائے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہوجائے۔ باقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا۔
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے اپنی
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دولتخواہون کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور بڑے آدمی جب تنہا رہ
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے۔ صفی خان بارہ اپنے بھائیون سمیت اسسے لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے بکڑ کر اپنے گھر لے گیا
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے برگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچھہ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بھولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مروا کے آوارہ ہوگیا اور قلعہ ہوا ور شہر جو اوسکے اعتضاد قوی تھے بے محنت و تعب مفتوح
ہوگئے اور اسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بہیجا
کہ قلعہ و عمارت جو اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر جلا دیں
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بھائی جگت سنگھ کو جو بنگال مین ادنی

خدمت پر تنہا بالاکر سوج مل کی جگہہ مقرر کردیا

دوشنبہ ۳ روی کو بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی سیر کو گیا۔ دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور۔ تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ان دونون اسمون کو ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے قلعہ فتح ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا۔ اس حصار مین ہندوؤن کی روش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوئے اسلئے اسمین ٹھیرا نہین۔ اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا۔ ہر ایک کی جمعیت حال اور حقیقت احوال دریافت کرکے بمقتضائے عالیت حکم فرمایا کہ سوا خونی قیدیون کے اور ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دیے جائین اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا۔

بادشاہ جب سے کہ اپنی دارالخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لیے گیا تھا پانچ سال اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا۔ اور ۲۰ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل ہونے کے لئے تجویز کی۔

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ مین مرض طاعون شایع ہے۔ چنانچہ ہر روز سو آدمیون سے کچھہ کم و بیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کنش ران مین یا تہ کلا مین دانہ نکلتا ہے۔ اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان مین اوسکا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین کل قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر ظاہر نہین ہوا۔ فتح پور سے آمان آباد ڈھائی کوس ہے۔ وہان کے آدمیون نے اس وبا کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہین ناگزیر حزم و احتیاط کی مراعات کو ضروریات سے سمجھہ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت سعود مین مہار کی اور فرخی کے ساتھ

فتحپور مین نزول ہوا و بعد از تخفیف بیماری دارالخلافہ مین بیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبداللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے وہ ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افغان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تہا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑوا کے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چہوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کہولا تو اوسکے تالو اور زبان دونو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز دہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تہی - رنگ اس کا
متغیر ہوا - زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے - اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا - محض آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس مین یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو سہم انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودہوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰- مارچ سنہ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا - اور ایک لاکھ روپے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیش کش مین دئے - ان دنون مین شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی - داراب خان
اسکا بہائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہین - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خانخانان نے کبر سن کے سبب سے
استعفا دیا - پچہتر ہزار روپیہ کی جاگیر پر گنہ خوشاب اوسکو ملی -

بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریا پر اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

نوروز ہوا روہیں سنہ ۱۰۲۸ھ +

لگوائے تھے اور جنابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنون میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنادیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر ایک کنوان بنائین کہ مسافرونکو آمد و رفت مین آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ پہنچے اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہان محال خالصہ تھے وہان سرائے بنانے کا حکم دیا اور امراکو حکم دیا کہ اونکے تعلقہ محال جاگیر مین مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہان سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافرون اور سپاہیون کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیردارون نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنادی۔ دیکھو کہ اس زمانہ مین بسبب انتظام امور اخروی کے اجرائین متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہوگیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے مین اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے مین ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہاے الہی کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور محتاجون کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کے باغات اور راہ کے سایہ افگن درختون کو جو پہلے نیک فرجام آدمیون نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دہات اور آبادیون کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بدعاقبت کے ظلم کی شر سے اور لشکریون کے ارہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیون کے کام مین آگئے اکثر راہ کے اطراف پر ان درختون کا نشان نہین ہا ایسی ہی سرا و مقبرون و مساجد کو جو مرمت طلب تھین اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید مین جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال مین بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناے راہ مین متھرا مین آیا۔ یہان جاکر بندرابن کے بت خانون کی سیر کی۔ انکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد مین اجپوت امیرونے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

سڑکون پر درخت لگانا اور سراؤن کا بنوانا

سلیم گڑھ کی تعمیر ۹۷۰ھ

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایک دم نجات نہیں ہوتی ۵

از برون چون گور کافر پر خلل در درون قہر خدائے عزوجل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤن گا۔ نورجہان بیگم سے کہا کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا۔ مگر بیگم نے ایک ہی تیر میں شیر کا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین میں گیا تھا تو وہ گسائین جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سُنا تھا کہ ایک سیناسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون سے شہر اجین کے نزدیک گوشۂ صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ ومشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُتر کر یون کوس بیاوہ اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض ساڑھے تین گز تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین وہ جا سکتا تھا اسکا طول وعرض اتنا ہی تھا جسمین یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ فرش کا ہی تھا اس سوراخ تنگ وتیرہ مین گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہوائے سرد مین باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا جیساکہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوششش بار روز تاب آفتاب شب نہالی ولحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین مین ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے اور اونکی درویشی وقناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونمیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ اونکے گھرون مین کوئی آفت وولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائض ہوتی کھانے کے

نورجہان کا شیر کا شکار کرنا

گسائین جدروپ

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھکر کر نگل جاتا چباتا نہیں تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہاں نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ علم بید انت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھ گھڑی اوسکی صحبت میں رہا خوب باتیں کیں۔ گسائیں جدروپ یہاں تہرا میں آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ میں بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان میں آئیں۔ حق جل و علے نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھہ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے۔ عالم پر اور رمافیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید میں مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے۔ زمستان اور تابستان و برسات میں عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ میں رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو بیتیں ہیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

داشت لقمان بلے کہ بیخے تنگ	چون گلوگاہ نامے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے	چیست ایجا بہ شش بدست دو پے
با دم گرم و چشم گریاں پیر	گفت ہذا لمن یموت کثیر

گسائیں جدروپ کے دیدار و ملاقات

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی

وزن سیر

حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تہا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائیں جدروپ نے کسی تقریب میں مجھسے کہا کہ کتاب بید میں جسمیں سارے احکام دین تحریر ہیں۔ سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن کو ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے میں نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ میں سیر کا وزن

۴۰ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھوں میں سلائی بابنے پھیرائی تھی مگر پھر لطف پدری سے کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھوں کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ مین کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو قفانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھوں نشان کٹوریوں کے لگنے کے لوگون کو دکھاے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلیے بابنے اوس کو محبوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرایم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندون اور محلون کو لے کر حضرت ہمایوں کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈہ میں اپنے دولتخانہ میں گیا۔ پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۳۲۶ ہرن شکار کئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو چیتے کے مُنہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب نے خم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغائی آغایان ۳۴ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے میں اُسے تکلیف ہوتی تھی اسلیے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہان ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہان شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت مین سے تھے بادشاہ کی خدمت مین آئے ایک کتاب اونہون نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشایخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھے دکھائی سنّت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے مینے اُنپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔

دہلی سے پرگنہ کرانہ میں میں گیا یہان مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پستہ کا

خسرو +

بادشاہ کا دہلی میں آنا +

شیخ عبدالحق دہلوی +

رخصت +

سفر کرانہ +

سبز تھا۔ یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا۔ اور درخت گرم سیر اور سرد سیری تھے۔ اور تین سو سرو کے درخت تھے۔ پنجمردی کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور تک پرگنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۳ کروہ براہ دریا کہ ۱۹ کروہ براہ خشکی ہے ۴۳ کوچ اور ۷ مقام میں طے کئے اور سکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دو بارہ روز حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۷۰ روز ہوئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب اوسکے نزدیک آنے کی خبر آئی تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا۔ اور یہ مطلع لکھا ؎

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش کہ آرم ترا زود تر سوئے خویش

باغ کلانور مین خان عالم آیا۔ وہ نفائس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور تقیش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد اور امراء عظام کی تصویریں تھیں حواس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمین دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہ رخی لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے۔

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب الا کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و جنسوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے مین نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو ملازم ہمرکاب ہین وہ اپنے آدمیوں کا سامان کرین اور چند ضروری آدمیون کو ہمراہ لے چلین اور باقی کو اپنی جاگیرون مین رخصت کرین اور ایسے ہی چوپایون اور شاگرد پیشہ کی تخفیف کے لئے تاکید کی شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا۔ طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا اوس کے سخن کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا۔

مین نے سنا کہ لاہور مین میان شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل ہین بغایت فاضل و

مرتاض ومبارک نفس وصاحب حال گوشۂ عزلت وتوکل میں مسند دی ہیں فقر سے غنی اور دنیا سے مستغنی میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا - یہ عزیز باوجود کبر سن اور ضعف اعضا کے بقصد یعہ کرکے تشریف لایا مین نے بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتیں کین نتیجہ یہ ہے وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد میں نہایت غنیمت ہے - اونسے حقایق ومعارف کی باتین بہت سی سنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا - اگر کچھ اور دیتا تو نہیں لیتے -

الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطا مین اعتماد الدولہ کی سفارش سے معاف ہوئی - نورالدین قلی کی عرضداشت آئی کہ بیس بے گریوران کو حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تھا مگر چند شب وروز یہان ایسی بارندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر برف جمع ہوگئی اور راہ بند ہوگئی اسلئے اسفندیار کو دریا بھت سے عبور کیا - اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تھا کہ آدمیونکو اترنے مین تکلیف ہوتی تھی اسلئے دوسو ہاتھیون کو گھاٹو پر مقرر کیا کہ اوسکے اسباب اتار دین اور آدمی جو ضعیف وڈرپوک ہون اون کو بھی سوار کرلین تاکہ کسی قسم کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے - منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندیار کو حسن ابدال مین پہنچا - اکبر پور سے مین کشتی سے اترا تھا وہان سے حسن ابدال تک ۱۷۸ کروہ مسافت ہے اوس کو ۹ دن مین ۸۴ کوچون اور ۴ مقامون مین طے کیا - اس منزل مین چشمۂ آب اور ایک آبشار وحوض نہایت لطافت رکھتا ہے - دن کو یہان مقام کیا - ۱۶ روز پنجشنبہ کو جشن وزن قمری ہوا - میرا باون سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس منزل سے آگے پہاڑ وکوتل ونشیب وفراز بہت تھے ایک قوم بادشاہ کے سارے لشکر کا گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگمون کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کرین اور آسودگی کے ساتھ تشریف لائین مدارالملک اعتماد الدولہ الخاقانی وصادق خان بخشی و ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات وکارخانجات کی دفعہ مین عبور کرین رستم میرزا صفوی وخان اعظم اور ایک اور نوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پوہچ سے آئین

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خاص متکاروں کے ساتھہ ۱۷ روز جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ
کرکے موضع سلطان پور میں آیا۔ اس تاریخ میں رانا امر سنگھہ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ
اودے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگھہ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا
بادشاہ کی ملازمت میں تھے اونکو خلعت دیا گیا۔ اور حکم ہوا کہ راجہ کشندا اس فرمان
رحمت اقرار انا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور
تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے۔ اس ملک کے آدمیوں کی زبانی سنا کہ عبر ایام برسات
میں کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہیں ہوتا۔ اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی ہے
اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہیں۔ ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے۔
بیس برس ہوئے کہ یہاں قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف
ہوا۔ اب اس قلعہ کو گنڈ گڈھہ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ
کہتے ہیں پہلے اسکو لوگ گنج گڈھہ کہتے تھے۔ ظاہر اج گڈھہ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بر بنگی
کی اور سبزی کے نہ ہونے کے سبب سے رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا گنجا پن مٹانے
کے لئے گنڈ گڈھہ رکھہ دیا۔ گنڈ ساگر کی گھاٹیون میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی
رکھشس غار میں بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی۔ وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے
چھلور میں عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سنیچر ۱۱ کو ساڑھے
چار کوس کوچ کرکے موضع سنجی میں آیا۔ اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارغ میں گذر ہوا
(اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے یہاں میں کوئی مغل نہیں
رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہیں چنانچہ یہاں یہ شعر مشہور ہے
گیہوں ہزارا کنکا بھلیان بھنی کھوب گائیں سور سکیسر تی گھور بھلے شہنور دوآب تی دھانیں
گیہوں ہزارا کا گیہون بھلا ہے دھنی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے (نمکسار) کے گھوڑے بھلے ہیں
اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔
روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع توشہرہ میں منزل ہوئی جو ضلع متورا میں داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل تھل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون مین شگفتہ اور نہایت خوش نظر آتے تھے ۔ روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہتر مین ورود ہوا ۔ یہان نیابت خان نے پیش کش مین جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھ ہزار روپیہ کا دیا ۔ اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تہا اور گل عظمی کی برابر ہوتا ہے تھا ۔ مگر اسے چھوٹے چھوٹے گل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے ۔ دور سے یہ معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا ۔ اس دامن کوہ مین خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ اوسکا بنفشہ سے کمتر تھا ۔ سہ شنبہ بست و یکم تین کوس طی کرکے موضع مال کلی مین آیا ۔ آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور ابت و فیل خاصہ خلعت مع پوستین مرحمت ہوا ۔ آج آخر منزل تک بارش رہی ۔ شب پنجشنبہ کو ۲۲ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اہ مین پھسلن ہوگئی ۔ وبلا چار پایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس گھوڑے تھی سرکار خاصہ کے تصدق ہوے بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا ۔ روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار پنگلی زمین بوس ہوا ۔ یہ جگہہ ملک پنگلی مین داخل ہے ۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ جب والد ماجد کابہان گذر ہوا تہا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہیں پڑی تھی بلکہ مینہ بھی کم برسا تھا ۔ روز جمعہ بست و چہارم چار کوس طی کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا اس راہ مین چمپہ بہت تھا ۔ بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفہ لگے ہوئے تھے صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے ۔ اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس کے قریب چلکر پنگلی کے باہر لشکر نے آرامگی پائی ۔ روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار کے لئے سوار ہوا ۔ آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا ۔ اور اقبال و امیرون مین اسکا درجہ بڑہایا ۔ والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے ۔ گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش مین دئے ۔ سب و خنجر تو اسی کو دیدیئے ۔ باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان بانده کے میر بروالا مین سرکار پنگلی ۳۵ کوس طول مین ۱۵ کوس عرض مین ہے ۔ شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب کی

سمت مین اٹک بنارس ہے (یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے)
جانب شمال میں گنور جانب جنوب مین گھروا قع ہے جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو
فتح کرکے ملک توران کو گیا تہا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو مرحمت کیا
تھا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارنع ہے لیکن وہ مشخص نہیں جانتے کہ اسوقت مین اونکے
بڑے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا۔ بالفعل وہ لاہوری محض ہین اور انھین کی زبان بولتے
ہیں۔ دھنتر کے آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے۔ والد ماجد کے عہد مین دھنتر کا زمیندار
شاہرخ تھا۔ اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے۔ اگرچہ سب آبسین خویشی و پیوند کی نسبت
رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرتا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے دربار
رہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت مین میری
ملازمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
میں اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب و طاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان و برنج
سے بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے۔ یہان کے آدمیون
کی خوراک کا مدار سیر پر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مشکون مین سیر کو بھرتے
ہیں اور اون کا منہ خوب محکم باندہ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم کے
زلال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین۔ اچھی دہ سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
پہلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان
اوسکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین نے بھی
امتحانا اوسے پیا اسکا تشہ مشتہی ہے مگر کرختی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس مین
تھوڑی سی بنگ بھی لوگ ملاتے ہین اوسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
مگر بالضرور شراب کا بدل ہوسکتی ہے۔ یہان میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
خود رو ہوتے ہیں۔ یہان کشمیر کی روش پر خانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے
اونٹ گاے بھینس پالتے ہین بزاد رمرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بار گران اوسپر نہیں علا سکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہوا ور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھہ ہون باقی آدمی لسبر کردگی خواجا ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنبورفیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے -
بہادر دھنتوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یک شنبہ بست و نہم سوا پانچ کوس چلکر
تین سکہ کے رودخانہ سے عبور کرکے منزل ہوئی تین سکہہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ وارو کے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان و تبت کی درمیان ہے
یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک، اگر دوسرا جو دہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑ اور تار وہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانو نسے باندہ کر استحکام دیتے ہیں اور اوپر لکڑیون
کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہین تھوڑی مدت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیون کو پایاب و تارا اور سوار و پیادے پل پر سے اُترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام تین سکہہ بغیر راحت چشم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کو سارے
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ مین ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سرنشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو ہیم درنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان مین روئی کو ہیم کہتے ہیں - حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تہا کہ روئی پر تمغا (محصول) لے یہان تمغا لینے مین درنگ ہوتی تھی اسلئے اُس کا نام
ہیم درنگ مشہور ہو گیا - پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
مین نے لب آب و سایہ درخت مین پیالے معتاد پیئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادون کا گذر ہوسکتا تھا

اِس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا ۳۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں پانی عمیق اور تند تھا۔ ہاتھیوں کو نگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سواروں کو پل پر سے میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم بنائی گئی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریا بہت سمت شرق سے آتا ہے اور کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

الہ داد کا باغی ہونا۔

اِس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان کو بنگش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اِن کافر نعمتوں حق ناشناسوں کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے حضور میں رہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے کے واسطے ترحم اور نوازش اونپر کی گئیں لیکن

کلیم بخت کسے را کہ یافتند سیاہ ۔۔۔ بآب زمزم و کوثر سفید نہ تواں کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے ظاہر ہوئی مہابت خان نے نظام کار کے لئے سرشتہ مدار کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک فوج اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانوں کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اِس لشکر نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے باز پرس کرکے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ (آزرم) کو اوٹھا کر

بغاوت وحرام نمکی جو اتبک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں - ایک سال بعد الہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا - بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا اور بدستور سابق دو ہزار پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا - بادشاہ نے سنا کہ سہرند (سرہند) مین شیخ احمد ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدونکو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھکر بھیجا ہے اور اپنے مریدون و معتقدون کے لئے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں مہملات اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ لکھتا ہے کہ اثنا سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا - اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی - اور وہان سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچا اور اوسکے ثنا خوانی کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ عدالت مین وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو - پھر بادشاہ نے اوسکو ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی - امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی فوج کو شکست دی اور بہت افغانون کو مار ڈالا - بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

شیخ احمد سرہندی مدعی (سرہند) میں فریب ہوا

اسلام خان حاکم بنگالہ کا کرامت +

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھ تکسر و ضعف ہوا تو اسسے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ مین پہنچی - ایک دن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے اوسکو چھوڑ کر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہو گیا وہ مرض سے آناً فاناً میں مرگیا +

جشن معمولی

۱۵ ربیع الاول ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا ۱۴ سال ۱۰ مہینہ ۱۰ روز

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۰ء روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کرکے موضع ان میں نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ نے اُنسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اوٹھون نے کہا کہ بارہ زبان سنسکرت میں خوک کو اور مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنے جائے بارہ ہندوؤں کے مذہب میں اوتاروں میں خوک بھی داخل ہے - بارہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہو گیا - بادشاہ بھوان پاس سے آگے چلا تھا کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اونکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوس مین مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان کہیں اور رہتا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈھائی کوس مسافت طے کرکے آیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد خیالم نیم شب جان دادم گشتم خجل مخجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھ اوسکی بساط مین تھا بقدر وجبش ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے پیش کیا بادشاہ نے سب اوسکو بخش دیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت میں ہیچ معلوم ہوتی ہے ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہین اس اتفاق کو اصل اخلاص و تائیدات طالع سے سمجھنا چاہئے کہ مجھ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھ شبان روز اوسکے گھر مین رہا و آرام سے رہا - کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلین طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

بیں آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی
جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل آنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس
کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہر پور ۱۰۴۱ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سوارون اور پیادون
کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گردعلی میر بحر کے ساتھ
شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک
وراثتاً کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح مین پڑے بہرتے تھے۔
دلاور خان نے اپنے بھائیون میں سے ہیبت کو دلیسو کے مقام مین کہ کوتل پیر پنجال سے متصل
واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی
راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب وعلی ملک کشمیر ہ اور ایک اور جماعت
بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کار طلب
کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجین دست چپ و دست راست کو مقرر کیں۔
گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔
جوان کمربستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفون سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ
غنیم کی محکم تھی۔ جلال وجمال کی فوجیں مختلف راہون سے آنکر مل گئیں مخالفون میں تاب
مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت تشیب و فراز طے کرکے دریا
مرد تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا اسکے
مرتے سے راجہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ مین توقف کیا۔ اور لشکر
شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنون نے خوب مقابلہ و
مقاتلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے
حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خان سے التماس کی کہ مین اپنے بھائی کو مع
پیشکش کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا
اور بیم و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو مین خود ہی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول مقصد واپس کیا اور دلاوری وشناوری سے دریائے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے سخت جنگ کرکے مخالف پل توڑکر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندہا اور باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریائے چناب تک کہ مخالفون کا اعتضد وقوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا پیادون کی آمد ورفت کے لئے دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلعۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسّون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو رسّے پہلے رسّوں سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے ان چوبون پر پاؤں رکھیں اور دونون ہاتھون کو اوپر کے رسّون کو باندھیں تاکہ دریا سے گذر ہو۔ اسکو کوہستانیون کی اصطلاح مین رم بہ کہتے ہیں جہاں رم بہ باندہنے کا مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع کی۔ دلاور خان جانے بتاکر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھاکے چاہتا تھا کہ دریا سے پار پہونچے لیکن پانی میں ایسی تندی وشورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۱۰ آدمی بحر عدم میں غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا سے پار جاکر مخالفون کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خان چار مہینے دس روز تک بھندر کوٹ مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک بیدار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان مخالفون کو رم بہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو بادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب وبیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کرکے کہا کہ میں راجہ ہون مجھے دلاور خان کے پاس لے چلو اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں جو و عدس و ماش و اڑد بہت ہوتے ہین یہان رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش سہنسی کہ چار روپیہ کی برابر

کشتوار کی فتح

ہوتی ہیں لیتا ہے۔ سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں انکی تنخواہ میں زعفران مقرر کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ پر موقوف ہے۔ ذرا سی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے۔ یہ جہت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ہے کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے ۱۹ کوچ اور ۶ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیس کوس مسافت ایک سو دو کوچ اور ترسٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ کوس ہے۔

حساب مسافت سفر ۲

راجہ کشتوار کا بادشاہ کی ملازمت میں آنا ۲۰

سہ شنبہ دوازدہم کودلا ور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل وجاہت سے خالی نہیں تھی لیکن اسکی روش اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں کے وہ دونو زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار مرحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجالاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت کی مدت چار ہزار سال ہے اُنکا حال اور اسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بتفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک میں نور اسلام سے روشنی پائی ہے۔ ۳۴ مسلمان بادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی ۹۹۴ھ میں والد ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے اب تک ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ہے ملک کشمیر

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہے۔ عرض میں ۲۰ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس کوس سے کم نہیں ہے۔ شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تاکہ قرار واقعی حقیقت لکھی جائے شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۰ کروہ ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوتی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہے کشمیر کی سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں ۲۰ کروہ سے زیادہ فرق نہیں معلوم ہوا۔ اور بابا زمند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار فرع ہے اور ہر فرع دو شرعی ذرع کا ہے اور ہر فرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہان کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر سے دریا بہت گذرتا ہے اور اوس کے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر میں چار پل سنگ و چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو کدل کہتے ہیں۔ شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا۔ ۹۰۹ھ میں ابراہیم ماکری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ عمدہ یادگار یہی مسجد ہے۔ آدمی کی آمد و رفت اور غلہ وہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے شہر و پرگنوں میں ۵۰۷۰ کشتیاں ہیں۔ ۴۰۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار ۳ من ۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

کوس جہانگیری۔

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ و ۶۴ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار دو پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر میں درآمد کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پکلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے دفتر چاہیے اسلئے اُسکے اوضاع اور حضوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ بہار یا قلعہ ہے آنہیں حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشوں کے لئے ایک خلوتکدۂ دلکشا چمن خوش۔ آبشار دل کش۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سُرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اسے زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے الامال در و دیوار اور صحن و بام گھروں کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلکہائے سطح و سہ برگہ کا کیا بیان ہو کشمیر میں لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھوں کو خاک کوٹ کر کے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے نادر العصر اوستاد حضور نے جو پھولوں کی تصویریں بھیجی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں۔

اقبال نامہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے زیادہ تر آدمیوں کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے۔ چنا وہاں اول سال خوب پیدا ہوتا ہے لیکن اگر اوسکو دوسرے سال بوئو تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئو تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاؤمیش کمیاب تھے تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں جو شام کو پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتوں اور مردوں کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو ہے اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہیں اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین۔ پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہیں پڑتا۔ غرض اس کرتہ کو برہمنون کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتین باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہیں جاتے ہون اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی سیر کو جایا کرتا تہا۔ ایک دن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تہا۔ ہاتھی کے دونو طرف کشمیرنین کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکی کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی جسسے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو بادشاہ پر مورچھل جھل رہا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حوورون کی بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی جدت فہم و ذکا و جوہر رشادت سے آراستہ ہین لیکن روز ازل سے اُنکی سرشت کا خمیر شرارت سے مخمر ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و عام ہے۔ جو تاریخ مین اُنکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور اب سین تھا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ مین آتا ہے اور جسکو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت و غیرت کسقدر ہے۔ مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت انمیں بھی کوئی اچھا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے **رباعی**

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند — بسے سال و مہ در سفر بودہ اند

بہ تعریف کشمیر و کشمیریان — بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہین۔ ازار پہننا عیب جانتے ہین کرتہ دراز و فراخ سر سے پا تک پہنتے ہیں اور کمر باندہتے ہیں +

اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد مین کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانہ
مین اسپ کلان کی سواری نے اور بنائے عمارات دل نشین نے اور اکثر وضع معقول نے
شہر مین رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تھا نہ ہندوستان
مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد مین اسکا رواج دیا اول کابل سے
شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا۔ اس زمانہ سے اوسکا
رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی
جاتی ہے لیکن اب تک آب کے درخت مین پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ
نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب تاریخی مین لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے
فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد
نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا
اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا
وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی۔ جو آدمی یہ مذہب رکھتے
وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے
ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدے کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے
ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے ہیں۔ کل
عبادات و معاملات مین اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہوگیا ہے اور اپنے
مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسودے (مرزا حیدر) نے بدخشان مین اوسکے
مشایخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم مین میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت ظاہر
سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت و جماعت کے موافق و متفق تھے چنانچہ
امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین
خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سلطنت کرتے تھے اور اسمیں انہوں نے مساعی محمودہ کیں مثل یوسف و سلیمان و داؤد و موسیٰ و آنحضرت سالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے اور بعض اہل سنت وجماعت کے موافق فقیر نے کتاب حوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہور تھی نہ تھی کے علما پاس بھیجا انہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتوی لکھا +

فتوی علماے ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ کما بعد اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت وجماعت کا مقید نہ تھا اور دعوی ان اللّٰہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ھذہ الامۃ اولا فی الضروع سنن الشریعۃ المحمدیہ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکانتہ اھل العالم بالیقین ۔ کاذب تھا اور زندقہ وسفسطہ کے مذہب کی مائل ۔ اس قسم کی کتاب کا مٹا دینا اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اسپر قادر ہوں موجبات و فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع وقمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عاملوں کا اور اس مذہب کے معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع وقمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقرہوں اور مذہب باطل سے نہ پھریں تو اونکے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست وقتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الہی فرمایا ہے قبول کریں جب یہ نوشتہ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے مین طوعا و کرہا مذہب حق میں اونکو لایا ۔ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ۔ ایک جماعت نے تصوف میں پناہ لی اور اپنا نام صوفی رکھا ۔ لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمیوں

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہیں رکھتے شب بیداری وکم خوری کو تقوی و
طہارت جانتے ہیں۔ جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھاجاتے ہیں اور لے لینے اور شہرہ وحرص
بہت رکھتے ہیں اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہیں اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہیں کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آیندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہیں
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم وبرا جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہیں غرض اس طرح کے ملاحدہ وزندقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہیں آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالی کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ میں مصون ومحفوظ رکھے بحق محمد والہ اسکے
پہلے کشمیر مین کافرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہمارے عقیدت کی صفائی کے سبب سے ہے۔ اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھالے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہیں ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہیں ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کارروا نہیں ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو
ہم کو نہیں دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتا جو چاہیں کریں اوسپر مواخذہ نہیں ہوتا
فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے۔ مردم کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے فقط صاحب گذشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہیں اور یہان کے علماء
اکثر نوربخشی ہیں اور تبت کو چک کے بادشاہ گو کہ کشمیر کے ہمسایہ ہیں ہے کشمیر کے سپاہیون کی
محافظت وآمیزش سے تشیع میں ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی بیگانہ وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا
بھیجے تو شہر مین رہنے دیتے ہیں ——— ایک فقیر ولگا طائفہ ہے اوسکو لیشی کہتے ہیں

اگرچہ علم و معرفت نہیں رکھتے لیکن بے حاشگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ کسی کو
بُرا نہیں کہتے۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہیں گوشت نہیں کھاتے اور عورت
نہیں کرتے اور جنگلوں میں میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہیں کہ آدمی اون سے
بہرہ ور ہون۔ اور خود اسسے متمتع نہیں ہوتے۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنون کی
ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک میں رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون میں
اُنکے اور مسلمانون کے حکم میں تمیز نہیں ہوسکتی لیکن اونکی کتابیں زبان سنسکرت میں ہیں وہ
اونکو پڑھتے ہیں اور جو بت پرستی کی شرائط ہیں اونکو ادا کرتے ہیں۔ بُت خانے جو ظہور اسلام
سے پہلے بنے ہوئے ہیں سب جا ہیں اور اونکی عمارتیں سنگین ہیں بنیاد سے لیکر چھت تک
تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہیں شہر کے متصل ایک کوہ ہے اوس کو
کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہیں سمت شرقی میں کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ
سنگ و آہک کا بنوایا تھا جو اب بن کر تیار ہوگیا ہے۔ میں نے یہان ایک باغ لگایا جس کا
نور افزا نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پلاس و نمدون کے فرش
پڑے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اسکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر پلاس پر لگا
اور پانوں فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے۔ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔
جو تک راجو تشی نے پہلے لکھدیا تھا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہیں وہ کسی مرتفع جا سے
گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی وگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان میں جاکر
افغانون کی زراعت کو کھائیں اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں
جب لشکر شاہی پائے کوتل میں آیا تو سر کوتل پر ہجوم کرکے اوس کو مستحکم کیا۔ جلال خان جو
مرد کار دیدہ و پیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس میں دیکھی کہ دو تین روز
توقف کیا جائے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ بیٹھے پر لاد کے لائے ہیں وہ ختم ہوجائیگا

شاہزادہ شجاع کا گرنا۔

بندوبست کرنا افغانون کی تنبیہ کا خان خانان اور جلال خان کا لشکر لیکر جانا۔

لاچار خود بخود ویران ہوجائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار سے گذر جائینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائینگے تو افغان کچھ نہیں کرسکینگے اور اونکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برسنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا۔ افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے پہاڑون کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مارکر کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے تازہ فوج روانہ کی۔ تھانو نکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس کشتی مین گیا۔ موضع بان پور کے باہر اُترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کرکے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند منصبدارون کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی رائے مین دو خطا ئین کین ایک یہ کہ وہان کے زمیندارون اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔

دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کرین۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی اسلئے جمعیت اسکی کم ہوگئی۔ زمیندار اسسے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون نے اطراف سے ہجوم کرکے پل کو جسپر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلایا اور فتنہ و فساد کی آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہوکر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ اپنا مرنا ٹھان کر وہ مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور راجہ سنگرام زمیندار جمو کو حکم دیا کہ کوہ جمو کی راہ جائے امید ہے کہ دشمنون کو جلد اپنے کام کی سزا ملے۔

فتح کانگڑہ

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار گذاری و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمیندارون کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہین پایا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اس زمانہ سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ مین سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہ ہوا سلطان فیروز شاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتون تک محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہوسکتی۔ باوجود شوکت و شاہد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہوگیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان مین سے ایک یہ بھی تھی اول مینے مرتضے کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مرگیا۔ بعد ازان جوہر مل (جوہر مل) پسر راجہ باسو اس خدمت کا تعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی و بغی و کافرنعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر مین راہ پائی اور تسخیر قلعہ مین توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت مین وہ مرگیا جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے امرائے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں مین سے ایک پر فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سر کوہون پر قبضہ کرے پہاڑون کی تنگ ناؤن مین آنکر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سردارون کی جان گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ھ کو لشکر نے دو قلعہ کو گھیر لیا موچلون کو تمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو بنظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو آدمیون نے اور خشک علے نمک مین

جوش دیکر کھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۳۱ھ مین یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع پنیر (بام توی) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر مین سواء اس گانون کے کہین زعفران نہین ہوتا۔ یہان جہانتک نظر جاتی تھی پھول کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیلی کے برابر ہوتا ہے اسکے درمیان میں تین شاخین زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں ۴۰۰ من یعنے ۳۲۰۰ خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف حصہ رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا ہے یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اسمین سے نکالتے ہیں اس کا وزن پھولونکی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہی ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اُسنے زعفران کے وزن کی برابر نمک لیتے ہیں کاشمیر میں نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہین۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہا کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور اوسکے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں خیمون میں گذارا نہیں ہوسکتا تھا معماران چابک دست اور کارداران باوقوف نے مصالح کی گردآوری اور اونکی تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنون میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا تھا اسمین ایک تصویر خانہ بنوایا جسمین سب سے اوپر شبیہ بادشاہ کے دو اور رباب کی تھی پھر خود شاہ کی اور اوسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد حکیم و شاہ مراد و سلطان ابدال اور دوسرے درجہ میں اور امرا اور بندہائے خاص کی شبیہ اور خانہ

+ کشمیر کی پیداوار +

+ کشمیر مین عمارات کا بنوانا +

کشمیر کی راہ میں +

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجلس شاہان سلیمان عشم تھی ہیرا پور سے کرم کلہ تک راہ دو زمینداروں مہدی نائک و حسین نائک کے قبضہ میں ہے یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت +

پنجشنبہ سفتم کو موضع ٹھٹھہ میں بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان ولباس وحیوانات اور مخصوصات ولایت گرمسیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہاں کے آدمی فارسی اور ہندی دونو زبانیں بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ لی ہے غرض یہاں سے ہند میں داخلہ شروع ہوتا ہے - یہاں کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں پہنتیں - ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجوری میں محل نزول ہوا - پہلے زمانہ میں یہاں کے باشندے ہندو تھے - یہاں کے زمینداروں کو راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجہ ہی کہتے ہیں اور ہندو پنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے کہ ہندوؤں کی عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی تھیں یہاں عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھ قبر میں زندہ دفن ہوتی تھیں سواء اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھوٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندوؤں سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ یہ بیہودہ باتیں نہونی پائیں اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

ملک خیر کا فرار و ملک کن میں +

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہوں کے عرائض سے معلوم ہوا خیر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو بادشاہ سے کئے تھے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخانان نے خزانہ مانگا تھا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدیں اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانون کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور برگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں خیر خان احمد نگر میں متحصن ہوا

معاملات دکن شاہجہان کا دکن بھیجا جانا +

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مار کر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکر گاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلئے وہ گریوہ - دھنگڑہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو ناگزیر بالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ ترسنگہ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر مین سیر و شکار مین مصروف تھا +

مقصد یان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہو گیا ہے - دکن کے دنیادارون نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانون باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ ان دکنیون کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے -

دوسری مرتبہ مین کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لیے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر پر سرافراز کیا تھا جب برہان پور مین وہ آیا تو گریزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سرشت کو لازم ہے اوسکو شفیع بناکے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیش کش مین نقد و جنس بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سررشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دینگے اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعہ شادی آباد منڈو مین بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری پر خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب انہون نے نقض عہد کرکے شہر بشہر کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پہر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پر متعین کیا - لیکن مہم کا نگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت مین بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام مین چند روز التوا ہوا اب ان دنون مین عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہو گیا ہے ساٹھ ہزار سوار اوس پاس جمع ہین زیادہ تر ممالک بادشاہی پر متصرف ہو گیا ہے اور ہر جگہ سے تھانہ کو اوٹھاکر مہکر مین انہم جمع ہوئے ہین تین مہینہ سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر
مین نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی
نہیں رہی۔ چارپائے مرگئے یا دبلے ہوگئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُتر کر بالاپور مین توقف کیا
تو دشمن تعاقب مین اور دلیر ہوکر حوالی بالاپور مین آیا۔ قزاقی اور ربگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی
چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اونکا نبگاہ تاراج ہوا بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب
لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنون نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی
برہانپور آگئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیون کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور مین چار
مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی۔ برہان پور
مین لشکر شاہی آیا لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا اُنہون نے محاصرہ کیا چھ مہینہ تک
برہانپور کو وہ گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول
کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایون مین جان نہ تھی لشکر شاہی
شہر سے باہر نکل کر دشمنون کو تنبیہ نہیں کرسکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور بیدار بڑھتا جاتا
تھا اس حال میں بادشاہ آگرہ مین آگیا اور کانگڑہ فتح ہوگیا۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو
دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کرور دام ولایت مفتوحہ
سے اپنے انعام مین لے کر متصرف ہو۔ ۵۰ منصب دار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز
رومی اور ایک ہزار توپچی یا دے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھتیس ہزار سوارون کے جو اسطرف
تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کرور روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا۔ اس انتظام
میں بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ
آگرہ تک دو ماہ دس روز مین ۹۴ کوچون اور اکہ مقاموں میں ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا۔

روز دوشنبہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۱ ماہ جنوری ۱۶۲۷ء کو نوروز ہوا۔

ایک عجیب واقعہ ہوکہ برگنہ جالندہر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کی جانب میں
ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اٹھا کہ قریب تھا لوگون کی جان نکل جائے اس شور و شغب مین

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگونکا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا اور وہان دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض مین اس قدر جل گئی تہی کہ سبزہ وگیاہ کا نشان باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو زیادہ کہودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن نقشہ نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھہ دیر کے بعد وہ ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۰ تولہ وزن مین ہوا اور استاد داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بناکر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک (ہتوڑے) کے نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس مین اور قسم کا لوہا ملاکر عمل کرے اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیریں اور ایک کارد اور ایک خنجر بناکے لایا شمشیر سلیمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیرون کی برابر کاٹ کرتی تھی شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیون کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے کی یہ چیزین بنادین +

خبر آئی کہ دکنیون کی فوج نے دریاے نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور تاخت وتاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھون نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابوالحسن کو پانچہزار سوارون کے ساتھہ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگے۔ ابوالحسن پاشنہ کوب اونکے تعاقب مین دریاے نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھہ غنیمت اور قیدی زیادہ ہاتھہ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہان کو جو بیس برس کے عمر حسب وزن سالگرہ میں بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ باپ بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی مین شراب اور منہیات سے توبہ کی تھی اسطرح شاہجہان نے اکتیسوین سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا کہ پھر وہ شراب سے آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقون کو دیدیا اور آب چنبل مین جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تہا شراب کو ڈلوادیا +

جلوس

حبذا شاہے کہ در عہد شباب　　شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشہ جوانی و ریاست کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو میں آیا۔ خانخانان اور دراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہیئے لیکن شاہجہان نے کچھ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبد اللہ خان جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھ ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و دراب خان اور امیدیان متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور انھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس پر یہان سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجیں آگئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہوکر اطراف کی فوجون کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چودہ پندرہ کوس ہے چھاونی ڈال کر توقف کرنا چاہیئے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک مین

داخل ہو کر اونکی تنبیہ کرنی چاہیئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جو نیک صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم جس بات کو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اِس کے بعد بخشیون اور دیوانون کو حکم دیا کہ اِن منصب داروں کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ دور دست جاگیر رکھتے ہین از روئے سرشتہ دفتر بغیر اسکے کہ متصدیون کی مطلوبہ اسناد تیار ہون اور اونکی طرف رجوع کی جائے اُنکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و بار بردار و یراق جن کے پاس نہ ہو وہ اس کو خرید کرکے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک سپاہ کی حال کی پرداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین نبسر کردگی عبداللہ خان و دارا بخان و خواجہ ابوالحسن امرائے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین جو سات ہزار سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور پھر سب کو دارا بخان کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چندا ول پر عقب مین ہوتی ہے اسلئے شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایک دن چندا ولی کیا کرے سب سردارون کو سپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوش دل کیا اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ برہان پور سے چار پانچ کوس پر آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چندا ول پر جھکا۔ اُس دن چندا ول مین خواجہ ابوالحسن کی باری تھی۔ دکنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکنیون کا لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکنی مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون کو غنیمت بے شمار ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہندو ردی بیگ کا نام

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس کی دوری پر ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی
لشکر کی بعض بہیڑ راہ میں تھی۔ اور دارا ب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ بے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم اللہ
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیو کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان ولاور خان حبشی و آتش خان وجاد و راؤ اور بینگ راؤ و
ساہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایک فوج کو بادشاہی سرفوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے راجہ
بکرماجیت کی استقامت دیکھ کر سید صلابت خان و سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بخت مل مدد مین ترخانہ نامی کارزار
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اور جب بینگ راؤ جو دکھنی مین بڑا
تہا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جیسا کہ آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے رو بھتیجون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گرے اور اونہون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہوکر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت سے جا ملی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور غنیم خرگاہ بہت سا غارت گیا۔ گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔ یہان تک کہ اواخر اُردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد کہتے ہین چھ کوس پر لشکر شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے صبح کو ہر طرف سے کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کرکے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی سردار بھی ہر جانب مین اُنپر تاخت کرتے تھے اور اونکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا کرتے تھے۔ ملک عنبر سرسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوب تھا اپنے ساتھ لیکر اور کارآمد اسباب و اثقال کو اٹھاکر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور گھاس کو کہین نہ چھوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کرکے اوسکی عمارات حاکم نشین کو جو بیس برس مین بنی تھین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس دن سرداران غنیم سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبداللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔ باوجودیکہ ایام محاصرہ کو امتداد ہوا۔ مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنون مین ذخیرہ کے ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہوگیا تھا اس لئے مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جوہر حبشی داماد عنبر جو احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کرکے اور اس ضلع کے حوالی سے دفع کرکے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کرکے ناسک و سنگمنیر کی طرف جائے۔ یہ ملک سیر حاصل آباد ہے جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچاکر استعداد تمام قلعہ سے نکلکر جوہر حبشی پر تاخت کی اور ڈھائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا۔ افواج بادشاہی نے سونگی پٹن کے نزدیک بان گنگا
کے کنارہ پر نصف راہ مین یہ خبر سُنی۔ اسوقت ضنیم کی سپاہ بھی فراہم ہوگئی تھین
کہ ان مین جوہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے مابین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ
شوخیان کرنے لگا۔ بادشاہی سرداروں نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لئے اتفاق
کرکے تین فوجین بنائین۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ مین چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفون سے لشکر شاہی نے دکنیون پر حملہ کیا۔ دکن کے سردارون نے بھی مردانہ
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب ستیز مرزہ ہوئی
ہر طرف سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکنیون کو
ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ مین آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر مین خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے تردد ات نمایان
ظہور مین آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیون سے زیادہ اونھون نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیون
کے ایک دو سردار فرار ہوگئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجین خاندیس اور برار
کے پرگنون کے منسلک کی واسطے سپہ داری محمد تقی متعین کین۔ انسے بہت سی لڑائیان
دکنیون سے ہوئین مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اونکو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سر نو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستون سے شکستہ دل ہوا
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور ترنبک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہوکر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ ہم دکن مین

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا
تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تہا اور بندہ خاک کو قابل جبہ سائی شکر عنایات
بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تہا کہ اپنے جرائم کا شفیع بناکر عفو و مرحمت
کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے۔ تو میں تعہد
کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پھیرونگا۔ اور جریمۂ گذشتہ اور پیشکش حال اور
آئندہ سال بسال حضور میں بھیجتا رہونگا یہ پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر
کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سوائے ملک مفتوحہ سابق مستقل سرحد شاہی
کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمد آباد مین ذخیرہ بھیجتا
ہون۔ شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی
التماسات کو قبول کرلیا۔ فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر بادشاہ
بھیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکھا ہے
اس کو مختصر کرکے مین لکھتا ہون۔

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا اثر مجھے
محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجرائے
نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا۔ اطبا نے
گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گرداب
سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چند روز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا
کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے
دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تہا
اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی
جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا۔ نالوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی۔
نور جہان بیگم نے جسکا تجربہ ان امراض سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دل سوزی تجربہ و تدبیر

جہانگیر کی علالت۔

اُسکے ساتھ تھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں اگرچہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اُسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی مہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزون اور ناموافق غذاؤں سے پرہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے تین من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہوگیا تھا کہ ۳ من سیر وزن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین اونکے لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از پیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم مین نہایت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

بادشاہ کا کانگڑہ جانا۔

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ لیے تا یانہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ یمین دفعہ بخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمین دیتا مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس مین ساری خوبیان جو عورت مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہین کہ بیٹی نورجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے کہ کمتر ہوتی ہیں +

کانگڑہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

کانگڑہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۳ روز دوشنبہ آبان سنہ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی ناحیہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۴ ماہ صفر سنہ ۳۱ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس دن اس کرہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی سرزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمو کانگڑہ کی طرف ہفت کی۔ ۱۱ ربیع الاول

بہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کے لئے روانہ ہوا - اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہیں چھوڑا - صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال کے لئے اور لشکر کی محارست کے لئے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا - اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نور جہان کے ہنطراب کے سبب سے اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوس کے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر اکیلا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا - سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی - بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھپر جو کچھ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدور نہیں ہے کہ دخل و تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھ سکے - کوئی شخص اپنی غرض مطلب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے آزردہ ہوکر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولت خواہی اور رعایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا اکتالیس آدمی اوسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اوسکے ہمنشینون مین تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اُن کو دلوایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا بجانا نور جہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلین طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ چیتا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کوس ہے - کوہستان مین کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہین ہے - اس ملک مین زمینداروں کی گریزگاہ اوس کا ملک ہے - اس مین دشوار گذار گھاٹیان ہین اب تک وہ کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی ۲۴ ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ مین سر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علماء اسلام ہر کاب ہون

اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل

قلعہ کانگڑہ +

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہوں۔ قلعہ مذکور میں عمل میں آئیں۔ اس قلعہ میں اذان دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتیں ہوئیں جو بناء قلعہ سے ابتک نہ ہوئی تھیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور استحکام و متانت اس حد پر ہے کہ اگر ذوقہ اور لوازم قلعہ داری بر جا رہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سر کوب کھلا ہے اور وہاں توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریوں کو زیان نہیں پہنچا سکتیں وہ نقل مکان دوسری جگہ کر کے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہیں بادشاہ قلعہ کی سیر کر کے درگا کے بتخانہ کی سیر کو گیا جو یہوں مشہور ہے وہاں ہندوؤں کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آ کر نذریں چڑھاتے ہیں بتخانہ کے نزدیک دامن کوہ میں ظاہر آگ گرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوؤں نے اعتقاد درست و راست رکھ کر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے ہنود کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھ کر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا ایک مدت اسپر گذر گئی تو لاش کی ترکیب اگندہ ہو کر گر پڑی۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو کی شرافت و کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام میں گرا تھا اس جگہ کو بہ نسبت اور جگہوں کے ہندو زیادہ تر گرامی رکھتے ہیں۔

خسرو کی فوجداری۔ فوج بندوبست

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے دوقورنچ کے معارضہ میں وداعیت حیات خدا کو سپرد کی۔ عزت خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان کے ساتھ گیا تھا وہاں وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو نزول ہوا۔ آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا۔

+ ۱۶ بیہ ۱۰۳۱ھ

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار کی تسخیر کے قصد سے دارائے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو بسبب سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تھی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی ہون ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان حزم پاس بھیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیون کے جس قدر جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ مچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ بھیجین کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور میں آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا اور چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو لشکر گران نہیں بھیجا جاسکتا اسلئے اوسنے بنجارونکا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے سامان کے واسطے بتارکرین۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ میں نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اور ونکے تصرف میں آگئے تھے لیلئے۔ قندہار آپ کی گل متصوں کے تصرف میں تھا۔ اوسکو میں نے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری کے سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود ہی حوالہ کردین گے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام میں کنایۃً وصراحتاً طلب قندہار ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کرین کہ وہ میرے اولیاے دولت کے تصرف میں آوے تاکہ دشمنون وبدگویون کا رفع طعن اور حاسدون وعیب جوئیون کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا۔ اس مقدمہ کی حقیقت

دوست و دشمن میں مشتہر ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل میں آئی کہ
قندہار میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت میں آئیں میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ میں آیا تو قندہار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں جدائی نہیں ہے اور ہم یہاں سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھوں نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا حوالی قلعہ میں پہنچکر عزت آثار خواجہ ماقی کر کراق کو بلایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس جائے۔ مگر جب
نصایح سود مند نہ ہوئیں اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزل باش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ میں مصروف ہوا اور تھوڑے دنوں میں
برج دوبارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا انھوں نے امان مانگی ہم نے برادر
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب میں
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہیں آیا کہ جسمیں قندہار کی خواہش کا اظہار ہو ہاں
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب میں ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز میں مضائقہ نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد سرانجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی ابھی تم دور سے آئے ہو لاہور میں آرام کرو پھر میں کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء میں خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندہار کی تسخیر کے لئے آئے ہیں مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہیں آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کور دہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود تسخیر ان راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہیں آتا تھا بعد ازاں یہ خبر محقق ہوئی اور
اوسی وقت میں نے عبدالعزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضاء سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سررشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر فرماتے کہ شاید وہ آپ کے مطلب و مدعا میں کامیاب ہوکر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرین گے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب مین اوسنے یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور مین بطریق ایلغار قریب ہزار کروہ کے طے کرکے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ میں طے کیا۔ باوجود کلی جمعیت کے دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف میں لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنون مین مخالفون کے حشر و خاشاک کو جھاڑ کر پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا آپ کی خاطر کی مرضی کے لئے بلا توقف برہانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی ہوا سے یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ کی گل سے ان ایام میں خالی کسالہ سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا انقضاء شدت بارش میں توقف کرونگا اور جب ہنگام آمد ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و دلیر تر مشہور ہے سروکار ہوگا بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور مین آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے نہنگ دریائے جرأت سے جسکے تمام قشون اور خان و رکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سزا انجام شائستہ و استقلال و اختیار مطلوب ہیں امیدوار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سر راہ واقع ہے

شاہجہان کو قندہار کی مہم کے لئے بلانا

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لئے کرہیم روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیو نکا اس صنع ہونا ضرور ہے اسلئے وہ بنا رمند کی جاگیر مین عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر مین مقرر ہون لیکن اس زمانہ مین یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان نے اپنی جاگیر کے لئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پریشانی کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لئے بھیجدیا۔ عرضداشت پہنچنے سے پہلے یہ پرگنہ نور جہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تمول مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو اوسسے چھوٹا بیٹا پرویز تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اُسسے چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نور جہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نور جہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار مین تشریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل و عقد امور خلافت بادشاہ کے حضور مین نور جہان کے اختیار مین تھا

ریاست ہیں مردون کا یاون جگہہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی حیات کے شجر کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نور محل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا جو عورتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نور جہانکی جاگیر مین شاہجہان کا دخل دینا۔

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہون
کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق و معاون کرلیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی
سارا دربار اوسکی مٹھی مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا۔ اعتماد الدولہ نور جہان کا باپ بڑا
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپ کا
سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نور جہان کے لئے نہین رہی۔
وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے
کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطرنشان
کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور روہان سے
بلانا جہان ہمیشہ ضرور مہمیں پیش رہتی ہیں اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا رائے صواب کے
خلاف ہے۔ اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہیئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کام
کے قابل نہیں جانتا۔ اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے
بیگم صاحب کا خزانہ بھی اور اعتماد الدولہ کا مال اوسکو ہاتھ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر و سامان
لوازش کی خرچ کی متکفل ہوئی۔ شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیر حاصل تبدیل ہوا شہریار
کی تنخواہ میں مقرر ہوئیں۔ بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آگے
وہیں توقف کرو اور جو کمکی تمھارے ہمراہ ہیں اونکو جلدی روانہ کردو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے
لئے مقرر ہوئے ہین دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے شہریار کو
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی و رہبری
پر مامور ہوا۔ مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہور مین
آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد انگیز شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ
خاطر ہوا۔ افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ
و مرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندرز لکھ کر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا وحکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض وحسد کا پانون درمیان مین آتا ہی تو مردان افلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرے اور رشک وغرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں —

چراغ کذب را کا فروزش نون　　بجز اشک دروغش نیست روغن

ازان روغن چراغ چون فروزد　　بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصًا مقدمات ملکی ومالی وکلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے ملک دکن کا فتنے سے بھرا ہوا دوبارہ شمشیر سے تسخیر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کرکے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور پھر قدمت واطاعت کے سوا کچھ اور منظور نہیں ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش میں جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تھین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب ہونا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے سود ونقصان مین فرق نہ کرنا اور غور وتامل کو کارفرما نہ ہونا ان سب باتون کو انہی دنون کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کرسکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو بہ وجہ اظہار عقیدت کے پانی سے دھوئے اور پردہ ادب وآرزم درمیان سے نہ اٹھے اور بغی کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بدکار کوتہ اندیش بیگم وشہریار کے متوسل ایسے تھے کہ وہ شہریار کے رتبہ جاہ واعتبار کو بڑھا کر ملال ونزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —

آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے اہل غرض نے بہن بھائیون یعنی نورجہان وآصف خان کے درمیان یہی مادۂ ملال خاطر پیدا کیا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل اور دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگائی تھی اور ہرزہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہرچند سعی کی مگر اسسے کچھ فائدہ نہوا اور بے
نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے
التماس کی کہ ایک دفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون
پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا۔ اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ جس سے
شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطر نشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے
مصلحت کا اسمین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ وصاحب فوج ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کرکے شاہزادہ پرویز کے
ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین
پہنچ گئے۔ مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر عناد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب ہوتا
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے
ہاتھ سے دیا اور سوا دہند مین وہ انتشار و فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں
شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید وساطت میرے ہی استیصال کے لئے ہو
اس مہم دراز عقل کے قبول کرنے مین وہ تعلل کرتا تھا اوسنے جواب میں لکھا کہ اگر شاہجہان سے
سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت دابرو کی برقراری کے لئے حضور کمربستہ ہون
تو چاہئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کردین تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا
اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اور جنس جواہر
کو تفریق کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق بہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو
کابل مین چھوڑکر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا
ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہان کو حکم
بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک میں حضور کے قدم
مبارک مین آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیون نے میری کی ہے نہ دور کرلونگا معاودت نہیں
کرونگا ہنگامہ جو واقعہ طلبون سے نورجہان اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

شاہجہان کے نام حکم دکن مین واپس جانیکا

آصف خان کا جدا ہونا

دبعنی کی دلیل بنا کے عرض کرتی اور بادشاہ کے دل مین ملال پر ملال زیادہ کرتی۔
امیر خان کو مرنا
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ خدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خطوط کتابت رکھتے ہیں اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لئے صلاح بتلائی مگر خدائی خان اور ذوالقدر خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور بادشاہ کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دارالخلافہ کو چلا۔ اور خانجہان اور امرا جا بجا سے بموجب طلب کے حاضر ہوئے۔

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ حزم نے نور جہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے اسکا نوکر دریا افغان شریعت الملک بلا اذن شہریار سے لڑا جو دھول پور اور اوسکی نواح کا فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ ماندو مین توقف سے اور اوسکی نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ عقل اوسکی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ خلل پذیر ہوا اسلئے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرأت و بیباکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرکے جادۂ معقول اور شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلیٰ نے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر بس کرے اور ہرگز ملازمت مین آنے کا ارادہ نہ کرے۔ یورش قندھار کے لئے جو ملازم بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسنے ظہور مین آئے گا تو وہ سزا پائیگا

خرم پر اور اوس کے فرزندون پر مین نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ اوسکو صحت بخشے تو پھر مین بندوق سے شکار نہین کھیلونگا اور کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار نا ملائم سے میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی +

۱۴۲۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لئے بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجائے مین نے اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف سُنہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہئے وہان اپنا محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائے گا تو ندامت اُٹھائیگا +

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا +

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور بے اعتدالیون کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کوکہ بندہ بے اخلاص اور مزاج دان تھا۔ تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے اور سعادت کی رہنمونی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے۔ تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ عمل مین آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہر اخزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار بے تابانہ ہوا کہ شاید اتنا راہ مین خزانہ پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے لانے مین صلاح دولت نہین جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین ہوئے خیر نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ و تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ عزۃ اسفندار کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ و فساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں آکے تو در دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ اوبار ہو کر توقف کیا ۔ خانخانان اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافرنعمت بنے ۔ شاہجہان سے موسوی خان فتحپور میں ملا اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی ۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبدالعزیز اپنے ملازم کو موسوی خان کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اوسنے سند اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان خزائن و دفاین ہین اسپر متصرف ہو ۔ وہ دولت خان کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپیہ لیگیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اور لیاقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر میں اپنا منہ بغی و کافرنعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اور رونا کیا گلہ ہے گویا اسکی سرشت اوسکے بغی و کافرنعمتی پر مجبول تھی ۔ اوسکے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھ یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں مطعون اور مردود ازل و ابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ۔ گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبدالعزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی ملتمسات معقولیت نہیں رکھتی تھیں عبدالعزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابت خان کی حوالات میں سپرد کیا ۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے ۔ مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھ بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانے سے دھو ڈالوں ۔ یہ دہ ادب ارزم کو درمیان سے نہ اٹھاؤن حضرت میری جاگیرون کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچ کر قدمبوسی کرکے عرض حال کرون اور بے تقصیری اپنی دکھاؤن اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہیں ہے

ان میں کوئی ملتمس نامعقول نہیں ہے اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں سہرند سے گذرا تو اطراف وجوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔ جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی جب مین نے سنا کہ بیدولت فتحپور سے نکلا ہے تو مین دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور اور ترتیب فواج مہابت خان کی صوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خان مقرر ہوا چیدہ وگزیدہ جوانوں اور کاردیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا مین نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے اخبار رسانی اور راہون کی نگہبانی کرے مین اسّے غافل تھا کہ وہ اس بے دولت کے ساتھ ہم داستان ہو اور غرض اصلی اس بداصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچا اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبرون کے طومار کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعد میرے فدوی بندونکو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں اور یہان کے دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے مین ازحد رفتہ ہوتا اور اضطراب و بے تابی کرتا تو اس طور کی شورش مین کہ تندباد فتنہ وطوفان بلا آشوب وتلاطم میں تھا بہت سے بندہائے فدوی اوسکی تہمت سے صدمہ ہوتے باوجودیکہ بعض دولت خواہ خلا وملا مین کنایہ وصریح اسکی بداندیشی وناراستی کی سچی باتیں عرض کرتے مگر وقت انکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام پر سے پردہ اٹھا دیا جاتا مین اپنی خشم وزبان کو اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت نہو نگاہداشت کرتا اور پیشتر سے پیشتر اوسپر عنایت اور التفات مین افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل وابد کی سرشت زشت خبث ونفاق پر مجبول تھی جو کچھہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا +

شاہجہان کی سلطنت کا اٹھارہوان سال ۲۰ جمادی الاول ۱۰۳۷ھ سے شروع ہوا اس جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متہرا مین آیا اور ستائیس ہزار سوار اس پاس ہین پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی بھی

اسی سمت میں نہضت کی اور افواج کی تربیت ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور
مناسب ائین سے ہوئی - یہہ خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر پرگنہ
کولکہ میں گیا کہ ۴ کروہ جانب چپ میں واقع ہے اور سندر بہمن (راجہ بکرماجیت) اور دارا
خان پسر خانخانان اور بہت سے امرائے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے - بظاہر تو داراب خان
لشکر کا سردار تھا لیکن سندر پر مدار کار تھا - شاہجہان کا لشکر بلوچ پور میں آیا - اور لشکر شاہی
قبول پور میں - چنداول کا سردار باقر خان تھا اور سپر شاہجہان سے لشکر نے حملہ کیا - اور کچھ
اسباب لوٹ لیا - باقر جا رہا - ابوالحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان
کا لشکر بھاگ گیا - آصف خان و خواجہ ابوالحسن و عبداللہ کی سرداری میں بیس ہزار سوار
جدا کئے گئے - اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجے گئے - آصف خاں کی سپاہ
میں آٹھہ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ میں آٹھہ ہزار اور عبداللہ خان کی سپاہ میں دس ہزار
سوار قلم بند ہوئے - شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لئے متعین
ہوا - جہانگیر نے ترکش خاصہ عبداللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو - جب
طرفین کی فوجیں سرحد مالوہ میں مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صدائے
دار و گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ خان مع اپنے دس ہزار سوارون کے شاہجہان کے
لشکر سے جاملا - بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور
عبداللہ خان کو بجائے خود قائم رکھا کہ شصت غیبی سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا اور اوسکا سر کٹا اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا
سررشتہ انتظام ٹوٹا عبداللہ خان جیسے سردار کے بلجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا
پھر بھی شاہجہان کے سردارون نے اول حملہ میں کارنمایان کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے ذبردست
و شیر حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہہ کی ایک جماعت کو مار رکھا - مگر بعد ازاں آصف خان
نے شاہجہان کے لشکر کو شکست دی کر پرے ہٹا دیا پھر وہ لشکر اپنے اپنے مقامون میں جدا
ہو گئے - مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

مہابت خان کا بھیجنا +

وتزویر کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو لکھوا بھیجا یا تھا کہ مہابت خان نے یہ مقرر کیا ہے کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن میں شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے۔ شاہجہان اصلا فساد پر دل نہاد نہ تھا۔ اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت میں مسافت طے کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبوں کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ ہوا۔ اثنا راہ میں سلطان پرویز اوس کے پاس آیا اور یہ خبر لائیں کہ شاہجہان نے انبیر کے حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اور باشندوں کو بھگا کر لوٹا یا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو کو تعین کیا کہ اپنے وطن میں جاکر پنجاب کے کوہستان میں فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دے کر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو بڑی تیاریوں کے ساتھہ شاہجہان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور مؤتمن الدولہ القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھہ گئے چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔

بادشاہ کا اجمیر جانا +

پرویز کا شاہجہان سے لڑنے کے لئے نامزد ہونا +

۱۴ تیر کو صوبہ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ فتح رانا کی جلد میں شاہجہان کو صوبہ گجرات جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت میں پہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت و حراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول میں مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس لاکھہ اشرفیوں کا اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ میں اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ میں بنا تھا

عبداللہ خان و صفی خان کی گرفتاری +

ساتھہ لائیں۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپ کے لئے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا بھائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع تھی عبداللہ خان نے وفادار نام خواجہ سرا سے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا وہ احمد آباد مین آنکر شہر گجرات پر متصرف ہوا صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا تہا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے میں ہمت صرف کی۔ کنہر داس سے پہلے چند روز پیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہان سے محمود آباد گیا اور ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہان پاس جاتا ہون اور مدبرہ ناہر خان و سید دلیر خان و مالو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھہ جو اپنے محال جاگیر پر تھے مراسلات و مراعات کرکے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا شاہجہان کا ملازم محمد صالح بہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تہا وہ مخواے کار سے سمجھہ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچھہ اور ہے اور کنہر داس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی۔ مگر صفی خان ایک جماعت کو دلاسا دیکر شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست درازی نہیں کرسکتا تہا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کرکے خزانہ پر دست درازی کرے پیش بینی کرکے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھہ روپیہ اشرفی پہنچا دیا۔ کنہر داس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے ساتھہ نہ لے جاسکا صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار نائب عبداللہ خان کو گرفتار کرلیا اور تخت مرصع کو توڑکر اوسکا سونا اور زرخزانہ جو ساتھہ تھا سپاہ میں تقسیم کردیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خان کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو اپنے آگے کچھہ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق الیغار دوڑکر

برڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خار ندامت ہے اور مشہور ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان۔ ناصر خان کو اور اپنے ہمسایہ کے امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے برڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خان کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونوں میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی صفی خان نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کر کے لوٹا عبداللہ خان بحالت تباہ شاہجہان پاس برہان پور میں چلا گیا صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضداشت مین لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور ناہر خان کو نہ صدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیون اور توپخانہ عظیم کو لیکر مانڈو سے رزم کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو راے داود سے رام و آتش خان کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قراقی کرین۔ مہابت خان اپنے لشکر کو شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ساری فوج کو لیکر چلا سوار ہونے مین اور اوترنے مین شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا بڑی دور اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایک دن چندا ولی میں منصور خان فرنگی کی باری تھی۔ اترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج کو بستہ کھڑا کیا تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائین منصور خان نے اثناء راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہوگیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیون اور آدمیون کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہان مانڈو سے گذرا رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سپہ بیگی کے پایہ سے پیشکاری کے منصب پر پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سدراہ ہونے کے لئے متعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان

سلطان پرویز کے لشکر کا بادشاہی لشکر پر قراقی کرنا

فرنگی منصور کا ارجاء +

سازش کرکے اُوس سے مل گیا۔ باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آ گئے۔ شاہجہان نے نربدا کو اکبر پور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کرکے اُنمین کاہ وہیمہ بھر کر چلا دیا اور ملاحون کے سردارونکو پکڑکر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا۔ بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ نربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے برسات کا موسم آگیا تھا۔ اور خود برہان پور کی طرف چلا جب برہان پور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور مفوضہ سلطانی سے تصرف میں لایا۔ راجہ گوپال سنگھ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا۔ اِن دنوں میں خانخانان نے جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر نگاہ میدارندم ۔۔۔ ورنہ بہ پریدمی زبے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی نے پیش کیا۔ اوسکے مطالعہ کے بعد اونے خانخانان کو طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھ مین دیا تو عرق خجالت مین اوسکا چہرہ ڈوب گیا۔ خجالت کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا۔ شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹون کے دولتخانہ مین نظر بند ہو اور موافق اُسکی فال کے کہ مزن فال بد کا آورد حال بد۔ سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہون۔ شاہجہان نے بعض خدمۂ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر مین چھوڑا اور برہان پور کی حوالی و نواح مین دائرہ کیا جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی کو موجود نہ پایا۔ دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے۔ مہابت خان نے بحر فکر و تدبر مین غوطہ لگایا اور ازراہ منصوبہ بازی خانخانان کو با وجود اسکے بدنام اور نظر بند ہونے کی اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے۔ اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی نہ پیدا ہو۔ اس مین یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی مطلب اور سوائے اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے۔ وہ اپنے ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہین وہ اپنے سزاے اعمال کو پہنچینگے۔ مین اگرچہ آنے مین مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک مین جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہوا اپنے اوپر اور سب مسلمانون پر واجب جانتا ہون اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معتمد

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد وعناد کی آگ بجھادی جائے
اور قتال وجدال کا پاؤں باہر کردیا جائے اور بید ولپسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجائے اور نور جہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیر اسی مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر وتزویر کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر خان
کے ادعاے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الہی کو کفیل بناکے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلاکے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاے نربدا کے اس طرف
خانخان پھر بنائے عہد وقرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور انہون نے گذرون کے بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخان آیا اور صلح کے رسل ورسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیون کی اور سوارون کی
ناگاہ مشعل لیکر صدائے تفنگ اور آواز دار وگیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اوس طرف جاکر قتل کرین اور دوسری جانب چار پانچہزار سوار اور دو تین جگہہ سے
جہان کم بانی تحقیق ہوگیا تھا پانی مین اترکر پار آگئے۔ اس عرصہ مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی اپنی جگہہ سے ہلکر مقابل اور سد راہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئین اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہان پور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی ہرچند
کا کھانا جانکر نا خورد وخیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہان پور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا۔ مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے
سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا۔ اس پاس جواد سکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ
مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کرکے
اور کارخانجات کو چھوڑکر بطریق استعجال برہان پور مین آیا اور چند منزل اور رار کی سر
تک شاہجہان کا تعاقب کیا۔ اور پھر یہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہمت
کے سننے سے کچھہ اطمینان خاطر ہوا۔ دارالخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
سے اوسکی خاطر کو نفرت تھی۔ اور آب و ہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی باوجود
تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس زمانہ مین بنگالہ مین
آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہواخواہ تھا اوسکو
اپنے پاس بلا لیا۔ متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و
عبداللہ خان و داراب خان پیروبال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر
اڑیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان
پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سروپا برہنہ جان سے ہاتھہ دھوکر راہ
فرار اختیار کی۔ ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان
مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بھاگ گیا۔ شاہجہان نے سید جعفر اور معتمدون
کی جماعت کو بھیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھہ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لائین
تمام بردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا۔ اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہوکر والدہ اور عیال
اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتھہ آیا اور مردانہ کمانداری
کے لئے کھڑا ہوا۔ ایک ندی اور جھیلہ درمیان مین تھا سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس
جاکر فریب کی باتین بناکر اپنے ہمراہ لیجائے۔ ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین
سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا۔ اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بھی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بھی

جب تک اس میں رمق باقی رہی بہتون کو بے رمق کیا۔ سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے
شاہجہان پاس بھیجدیا جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو میں آیا تھا تو
اوسنے افضل خان کو عادل خان وغیرہ پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا۔ اوسکے ہاتھ
عادل خان کے لیے بازوبند اور عنبر کے لئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی۔ اول وہ
عنبر پاس گیا اور جو چیزیں شاہجہان نے اوسکے لئے بھیجی تھی پیش کیں عنبر نے اون کو
نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دیندارون میں
سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لیگا
تو میں اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لونگا۔ اور اگر وہ نہ
قبول کریگا تو نہیں لونگا۔ عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اس سے بہت بری طرح
پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا۔ اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور طرح طرح کی
خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لئے بھیجا تھا سبکو غائبانہ اس سے
طلب کرلیا۔ افضل خان یہیں تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سنی تو
وہ سوگ مین بیٹھا۔

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن میں آیا۔ جو قطب الملک سے متعلق تھا
اور اوسکی حوالی میں پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا اور انواع و اقسام کی
امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا۔ اپنی سرحد کے
میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور
زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جاہیں
۲۹ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون بیساولون و
بیساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو
جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے
جب بادشاہ کو اڑیسہ مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابت خان

شاہجہان مچھلی پٹن میں ۲

نوروز دوسرا ۱۰۳۳ھ ۲

اورامرا کو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صفو الہ آباد و بہار کو روانہ ہوں۔ اگر بسبب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے اور اوس سے مقاومت نہ کرسکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے عمدۃ السلطنت خانخانان کو دارالخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لئے کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے حکم کے مطابق کاربند ہو جس زمانہ میں شاہجہاں کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا تو شاہ کے حکم سے وہ مہابت خان کی حوالات مین تھا بعد چند روز کے کام و ناکام مہابت خان نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجا دیا دارانِ دکن نے دلی بندگی اور دولت خواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت خان پاس بھیجا۔ اور نوکرون سے بھی زیادہ عرضداشت مین عجز و فروتنی ظاہر کی اور قرار دیا کہ دیوگانون مین آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی سلک مین منتظم کرے۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر کمربستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ اسکا ہے اور محاورات و مراسلات مین اوسکو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہین پانچہزار سوارون کے ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت مین بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو۔ مکرر فرمان صادر ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کی موسم کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر مین توقف کیا لشکر خان وجاد ورائے اور اودے رائے (جو شاہجہان سے جدا ہوکر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیون کو مقرر کیا کہ بالاگھاٹ مین جاکر ظفرنگر مین معسکر بنائین اور جان نثار خان کو بدستور سابق سرکار بیر مین بھیجا اور اسد خان معموری کو بالیچپور مین روانہ کیا منوجہر پسر شاہ نواز خان کو جالنا پور مین یقین کیا۔ رضوی خان کو تھال نیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

حضور عادل خان جانے عبدالعزیز کا آنے کے بعد +

ہر جگہ ایک ملازم کاردان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط ونسق کرے +

شاہجہان کی فتوحات بہار و بنگالہ میں +

ان دنون مین بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی کہ اڈیسہ مین شاہجہان داخل ہوا۔ احمدخان برادرزادہ ابراہیم خان گدھ کے زمیندارون پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہوکر ناگزیر اس مہم سے ہاتھہ اوٹھا کے موضع بلبلی مین کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا لے کر کٹک مین گیا جو بلبلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے مین مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک مین بھی نہ ٹھیرا اور یہان سے بردوان میں گیا۔ اور جعفر بیگ برادرزادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح و صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوسکے کملکی بلاد مین متفرق تھے۔ مگر اوسنے اکبرنگر مین پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے مین اور لشکر وحشم کے دلاسا دینے مین اور اسباب رزم کے ترتیب دینے مین مشغول ہوا۔ اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت خداداد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور مین جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر بہمت مردانہ مین اس ملک کی فسحت و وسعت ایک جولانگاہ ملکہ پرکاہ سے زیادہ نہین ہے۔ مدعا اس سے رفیع تر اور مطلب اس سے عالی تر ہے لیکن اس زمین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہین چاہیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ مین جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانخان سے تعرض نہین ہے بفراغ خاطر درگاہ ہوا و راکر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک مین سے جس جگہ کو پسند کرے اوس کو اختیار کرے اور آسودہ و فرقہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خان نے معروض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے۔ یہ امانت سر اور جان کے ساتھہ ہمراہ رہے گی۔ شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

عبداللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا - خان نے اسکو شاہجہان پاس بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جیت سرا ہ کا سنگ اُٹھ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا - ابراہیم خان نے چاہا کہ قلعہ اگبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تھا اوسکے پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے - اوس کے بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو لوگ کہ تھانوں میں متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا - اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا - اسکے آنیسے دلوں کو تقویت ہوئی - اکثر آدمیوں کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا - وہاں اوسنے لشکر آراستہ کیا - اس خبر وحشت اثر کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھ لیا اور اس طرف سدھا سیمہ گیا اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست و حصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیوں کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے اس سمت میں روانہ کیں کہ دشمن کی فوج کو سر راہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں - مگر اس نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تھا - ابراہیم خان نے اس خبر کو سن کر احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے - وہ وہاں سے بھاگ کر ابراہیم خان سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا - ابراہیم خان نے اسی گہڑی چار دیوار مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کیئے اور وہ اُس سے فوراً آنکر ملے - دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا - نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے دریائے گنگ سے شاہجہاں کا لشکر عبور نہیں کر سکتا تھا - اس اثنا میں راجہ بلبھدر نے آنکر ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے عنایت ہو تو ادہر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیان بہم پہنچا کر لشکر کو پار اُتروا دوں شاہجہان نے عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

اور ایک زمین جسکی ایک طرف دریا تھا۔ اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصہ کارزار آراستہ ہوا۔ ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصہ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا اور نور اللہ سید زادہ جو اس صوبہ کے منصب دار ان نجونیری میں تھا آٹھ سو یا ہزار سواروں کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سواروں کے ساتھ طرح بنایا اور خود ایک ہزار سواروں کے ساتھ قول بنا۔ فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ نور اللہ میں تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا۔ وہ مردانہ زخمی ہوا۔ ابراہیم خان یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو پڑا۔ اس دوڑنے میں فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ اکثر اوسکے رفیق کام سے ہاتھ اٹھا کر بھاگ گئے۔ ابراہیم خان نے چند آدمیوں کے ساتھ پائے غیرت و ہمت کو نہ ہارا۔ ہر چند اوسکے جلو دار آدمیوں نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اوسنے کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ میں اپنے بادشاہ کی خدمت میں جان نثاری کروں۔ ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنوں نے گھیر کر جان بستان زخموں سے اسکا کام تمام کیا۔ سر اسکا کاٹ کر شاہجہان پاس بھیجا حصار مقبرہ میں جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل ہار گئے۔ اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب سے چالیس گز دیوار اڑا دی۔ شاہجہانی کے کارطلب آدمی حصار میں دوڑ گئے اور اس دوڑ میں عابد خان دیوان اور شریف خان بخشی اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ میں تھے وہ ننگے سر و پا دن باہر آئے کچھ دریا میں گر کر مر گئے کچھ کشتی میں ہجوم کر کے بیٹھ کر ڈوبے۔ اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ میں گرفتار تھا اوسنے آنکر ملازمت کی میر بحر جلائر جو اس صوبہ میں سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا۔ ابراہیم خان کے فرزند و اموال و اسباب مع ڈاکہ میں تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہاں گیا۔ احمد بیگ خان برادر زادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈاکہ میں پہنچ گیا تھا۔ اوسکو سوا بندگی اور فرمانبرداری کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی۔ حکم سے وکلاء سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا۔ چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سواء اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ
کے ضبط ہوا میر جلال سرکار سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور اس ملک میں پالنو ہاتھی اور
اور چار سو سپ گوٹ ہاتھ آئے۔ نوازہ اور توپخانہ اسقدر کہ بلوشاہان ذی شوکت کے درخور ہو
ہاتھ لگے۔ عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ
روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ میں سے ہر ایک کو پچاس ہزار
روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان پسر خانخانان مقید تھا اب اسکو قید سے نکال کر اورتھم دیکر بنگالہ
کی حکومت اوسکو سپرد کی۔ اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا
راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہیں اختیار کی تھی اوس کے
ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان
کے پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ پرویز کی جاگیر میں پٹنہ تھا۔ اوس نے مخلص خان اپنے دیوان کو
یہاں کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہاں
فوجدار مقرر کیا تھا۔ راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام
کی توفیق نہ ہوئی۔ الہ آباس کی طرف بھاگے۔ یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا۔ اور اپنی جان کو بچایا۔ راجہ
بھیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا چند روز کے بعد
شاہجہان نے اس مرز بوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار
اوسکی ملازمت میں دوڑے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار نوکر ہو گئے۔ سید مبارک جو قلعہ
رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا۔ اور اجھنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی۔
شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا
اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور و اودہ کی طرف تعین کیا۔ چند روز بعد
بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا
جہانگیر قلی نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس میں رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ خان

گرم وگیرا قصبہ جھونسی مین آیا جو دریاے گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا۔ عبداللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ و تفنگ کی ضرب سے وہ دیا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا۔ جنگ و جدل کے رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا۔

سوانح دکن

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی۔ کہ صوبہ دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے۔ اسکی عادل خان سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا۔ مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی کارروائی مین مشغول ہوا عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر نگران رکھتا تھا ..... مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالگھاٹ مین بغیز کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اُسے پہنچا دے عنبر اس خبر کو سن کر متردد ہوا وہ نظام الملک کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع احمال اور اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ اور کھرکی کو خالی کیا۔ اور مشہور یہ کیا کہ قطب الملک کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا نذر مقررہ اسسے باز یافت کرون جب ملا محمد لاری برہانپور مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سر بلند رائے کو شہر برہانپور کی حکومت و حراست سپرد کی جادو رائے و ادوے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور لسپراولین اور برادر و دین کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے ساتھہ برہانپور مین رہے اور سر بلند رائے کے ساتھہ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور علی الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھہ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

خانزادخان کا پلنگ توش اوزبک پر فتحیاب ہونا

۱۹ خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر میں آیا۔ یہاں آکر اوسنے سُنا کہ پلنگ توش اوزبک سپہسالار نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے۔ خانزادخان بسر مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ میں ہمت کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی میں روانہ کیا کہ حقیقت حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر شخص لائے۔ غازی بیگ کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین میں واقع ہے اور قدیم سے حاکم غزنین کے مال گزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے پلنگ توش نے مضافات غزنین موضع صوارمین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرزادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہاں متعین کیا ہے۔ اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزادخان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم سے حاکم کابل کی رعیت و مالگذار رہے ہیں پلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہیں ورنہ ناگزیر پلنگ توش سے ملتجی ہوکر اپنے تئیں اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچائینگے خانزادخان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ پلنگ توش نے اُنکا مقابلہ کیا اور زد و خورد کے درمیان وہ اوزبکون کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے اوسکے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھ معاودت کی۔ پلنگ توش اس خبر کے سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان والے توران سے التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ ابتدا مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہاے لشکر نے اس جرأت و بے باکی کی تجویز نہین کی لیکن جب پلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و ازبانچی لیکر ان حدود مین آیا۔ خانزادخان نے اس خبر کو سُنکر تھا نجات سے آدمیون کو طلب کیا اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیرگڈہ مین آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے۔ سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا شیر گڈہ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اوزبکون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ حماد تک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگایا۔ تین سو اوزبک مارے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے بادشاہ کے ہاتھ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اسکا
مشہور ہوگیا اکثر اوقات وہ قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور مکرر خراسان مین جا
اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تہین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسسے لیتا تھا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کرکے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تھے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پر چڑھا عادل خان نے اپنے مردمان کارآزمودہ اور
سردار الجندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہان پور بھیجے تھے اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و مناسب وقت محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولت خواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولت خواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے اور
اس فضول غلام کو دور کرکے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان الہ باس گئے ہیں تو سر بلند رائے کو برہانپور میں حکومت و حراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات کلی و جزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت سجد ہوا تو اوس نے
تین لاکھ ھون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ مین
متصدیون کو دئے عادل خان کے نوشتے درباب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر سر بلند رائے نے کچھہ آدمیون کے ساتھہ برہان پور میں توقف کیا
اور لشکر خان و میرزا منوچہر و خنجر خان حاکم احمد نگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امرا اور منصبدار
کہ صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھہ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہون اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہون
کوئی بے ادبی بھی مجھہ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر و گناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق مین نظام الملک سے متعلق تھا۔ اب وہ اسپر متصرف ہی اگر رہ بندون مین سے ہے تو
مین بھی غلامون مین سے ہون۔ اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ مجھسے اور مین اوسے سمجھہ لونگا
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور مین آئے گا۔ ان لوگون نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ پر کوچ کرتے
ہوئے چلے گئے عنبر حتی الجاح و اری کرتا اور سکواد نتا ہی وہ زبون جانتے اور
اوسپر شدت ظاہر کرتے جب فوجین بیجاپور کے نزدیک آئین تو عنبر حوالی بیجاپور سے
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر مین مشغول ہوا۔ لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آکر متواتر عریضے تقصیر کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمدنگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اوسنے صف کا زرار آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایکدوسرے پر ہوے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا وہ گھوڑے سے گیا گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے عنان برعنان راہ فرار اختیار کی اس حال مین ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اوسوا اسکے بادشاہی اور عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوے اور خنجر خان حاکم احمدنگر زخمی ہوکر جان سلامت لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراے مقید مین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین سے تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و چشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پڑے اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائین انمین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا یا نصدی منصب رکھتا تھا جب اسپر کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ اور منصف ہی لیکن یہ غلط تھا۔ یہ کہان شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری دو ہزاری منصب رکھتی ہو اوسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہو اور مین یانصدی ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہو عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ غولالپور کو کہ ابتدا سے نزاع ملکی کا سبب ہا تھا تاراج کرکے اوسکے لشکر (ن) کو زیر تیغ کیا اور اس طرف بندوبست سے خاطر جمعی کرکے ملک

بادشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا بلکہ پورا اور نواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کرکے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظر بند ہونا

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب اے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین و دوی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظر بند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب ادراک اور شجاعت اور رائے صائب اختیار و کاروبار مین خاص و عام مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمر بستہ ہوکر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان کی شکست

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبداللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھونسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر معسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس نے کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دیا خان آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہوا لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا عبداللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے پرگنہ جان حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریا گنگ سے عبور کرکے

ٹیونس ندی پر اقامت کی۔ پرویز مہابت خان گنگ سے پار ہو کر ٹیونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب خانہ دوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد نام
سے لڑا اور شکست پائی۔ اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہئے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اسسے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سروں سے بلند تر ہے۔ اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سرداروں سے مشورہ کیا۔ اکثر دولت خواہوں اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف میں دیکھی۔ مگر عبداللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت میں ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے۔ لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر میں قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے
اور صلاح اسمیں ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین میں چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنو کی راہ سے نواح
دہلی میں چلیں اور جسوقت گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آئے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہوں ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب جسمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اسوقت بمقتضائے وقت عمل ہوگا۔ راجہ بھیم نے جنگ پر
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا متصور نہیں ہے۔ بادشاہ نے کچھ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب سے اور کچھ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف کو
قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار میں مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے
گرما گرم آیا۔ افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بھیم نے مخالفوں کی کثرت
پر ذرا خیال نہ کیا۔ راجپوتوں کے گروہ کے ساتھ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا شمشیر ادبار سے کارزار کی ابدیہ حاجوت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے

گرادیا اور اس شیر بیشہ جرأت و جلادت نے جان نثار راجپوتوں کو ساتھ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت ظاہر کیا۔ یہ اوپر کا بیان تو توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے۔ پرویز کے حکموں سے مہابت خان نے زمینداروں اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے۔ اور مہابت خان ایسی تمہیدات اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا۔ زمیندار جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیوں کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متصدیوں کے قبضہ اقتدار میں آئے تھے اور اونمیں ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونہیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیوں پر سے دریا میں کود کر فرار ہوئے اس ملک میں باشندوں اور لشکر کی زیست کا اور رسد و غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا کہ بغیر اسکے کہ پائے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اٹھ کر چلے گئے۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس میں سے دس ہزار سوار باقی رہے جنمیں سے زیادہ تر فرار کے فکر میں تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار اشجار سے پُر تھا۔ شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے۔ غلہ کے پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی۔ سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی۔ اونسے اطراف کا محاصرہ کیا۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار میں دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے تھے۔ راجہ بھیم و شیر خان تہوری کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ آتشبار کے گرد پروانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان میں نہیں آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیوں کے صف فوج کو پھاڑ کر سلطان پرویز کے

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے۔ مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان نے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کر کے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کر کے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا بے اختیار
دونو لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خان خم و مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ مین آیا۔ باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا تردد بہادرانہ کر کے وہ گھوڑے سے گرا۔ اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا۔ دم واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی شیر خان نے بھی ایک رجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ اری خاصہ میں لگے۔ کل بارہ ہزار سوارون
مین سے عبداللہ خان کے ہمراہی پانچسو سوار اور بعض اور ہواخواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لا کر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبداللہ
خان مانع ہوا شاہجہان نے جب یہ قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبداللہ خان بعض ہواخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ ازرہ درشتی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آبائے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا۔ تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپ خانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کے تصرف میں
آئے۔ اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس مین پہنچایا اور فضل الٰہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو او سنے شاہجہان کے حال پر
بہت افسوس کیا یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے
تو تعاقب کا حکم شہزادہ کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک
برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہیں ہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو
سر بلند رائے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت
میں کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر میں مشغول ہو اور جنگ کی جرات نہ کرے
اس حکم کی نسبت اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت
آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سواروں کے ساتھ بلکاپور میں موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس پر
ہے سر بلند رائے کا ارادہ شہر سے باہر جا کر اس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام
حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے تنہا لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے۔
جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا
بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھ رہتاس میں چھوڑا
اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب میں
آئے ہیں اور وہ ہمارے منتظر ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہوں۔ داراب خان
نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذر ہا نامسموع کر کے بات کو ٹالا اور لکھ بھیجا کہ زمیندارون
نے اتفاق کر کے مجھے گھیر رکھا ہے میں نہیں آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس
راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

داراب خان کا ارجانا

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کر کے شاہجہان کے تعاقب میں گیا۔
داراب خان کی طلب میں نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو
اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت
سے مایوس ہو کر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر یا دیہ عدم کارہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں
لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رکھنا میں

کیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو۔ مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیار مذکور مین کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا۔ نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری سنہ ۱۰۳۴ھ ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ مین منزل بمنزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتین نئی بنوائی تھین اونکے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی۔ فرشہاے ملوکانہ موجود تھے ان مین اترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا بمالاب دل مین کہ کشمیر کے فیض نشان مکانون مین سے ہی بادشاہ پہنچا۔ ایک مرتفع جاے پر ڈیرہ لگایا گیا جہان تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ و صحرا و بام و خانہاے شہر مین طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے۔ بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بھمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما بے ہنگام اور گزند رسان ہواسے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے۔ منزل بھمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہین کہ عین تیز ماہ الٰہی مین زمین اور آسمان دونو تو ہار کی بھٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا استانبستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہین آتی

بادشاہ نے اس سفر مین یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب مین خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی مین جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیون کو کھلایا اونہون نے تبسم بھی نہین کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیون پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہین)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہین کہ جب جہان دکھن مین برار کی سرحد پر آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسرکردگی یاقوت خان کے حوالی برہانپور مین تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ شاہجہان اس طرف چلا اور دیوگانو مین خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب شاہ قلی خان

واقعات دکن در شاہجہان ۲

ایک فوج کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ کرین اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم قلعہ مین تھے - اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کارآگہی کی تقدیم کرکے مخلص ہوے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خان اور دوسری طرف سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبداللہ خان تھا غلیم نے ہجوم کیا اور سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑکر حصار مین آیا - سربلند رائے کارکردہ آدمیونکو عبداللہ خان کے مقابل مین چھوڑکر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا - اکثر زربندی نوکر کوچہ و بازار مین متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے میدان مین دشمن کے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلند رائے نے اسکا محاصرہ کرکے اوسپر کا تنگ کیا - شاہ قلی خان نے مضطر ہوکر قول لیا اور اُس سے ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب یکہ یورش کا حکم دیا - ہرچند مبارز خان و جان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجا لائے مگر کچھہ اثر مرتب نہ ہوا - بارسوم شاہجہان نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا - اطراف سے بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنون پر کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پوست مال ہوا اور وہ مضطرب ہوکر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے ساور بہت سے پیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان و خانخانان سپہ سالار اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا پر آگئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبداللہ خان

جدا ہو گیا اور موضع اندور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور اوس کا نوکر ہو گیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑکر بالا گھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا تو ان ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگی اس ارادہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھکر ارسال کیا حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی اور ملک بالا گھاٹ اسکو مرحمت ہوگا اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھ کمال دل بستگی رکھتا تھا مگر والدماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع پیش کش کے جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام آئے اوسکو قلعہ حوالہ کردو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ ـــ پھر خود ناسک کی طرف کوچ کیا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا دیرتک ناصیہ خجالت کو زمین پر سے نہ اوٹھایا۔ بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین جو کچھ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا۔ اسقدر خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا۔ اور از سر نو اوسکو خانخانان کا خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا تہا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبداللہ خان نے پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

باز آے ہر آنچہ ہستی باز آے — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آے
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آے

اس کا قصور معاف ہوگیا۔

بادشاہ ۱۹ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تہا سو وہ ۳ صفر ۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائین۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ پلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے۔ ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد قابو پاکر پلنگ توش کے اشارہ سے بیراہ مین آیا۔ راہ زنی اور دست اندازی کہ شیوۂ بداس مفسد کا تھا اختیار کیا۔ پلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے۔ اولیاے دولت کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اوسکے سر پر جا چڑھی جب اوسکو پلنگ توش کے بہر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکہی کوہ اوغزین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوس کو

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کر کے اوسکی تسخیر کے لئے آیا۔ جمادی الاول صبح سے سہ پہر تک لڑ کر اس محلہ کو فتح کر لیا اور اعداد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دریا چناب پر جشن نوروزی ہوا۔ اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہو کر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیروں اور صاحب تقصیروں کے ہاتھی اور دولت بہت تصرف میں لایا اور وہاں کے رہنے والوں پر زیادہ ظلم و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانوں اور مقصدیوں کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امراء کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی۔ مہابت خان نے نور جہاں بیگم کی تمہید سے شاہجہان کو صمد پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف میں لایا اور بھیر اس ضلع کے رہنے والوں کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلوموں کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور ستم رسیدوں کی غور میں جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کیں وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابت خان محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیر دستوں پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیوں کے ساتھ لے آئے۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ طلب تھی جس کے دل میں یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت مامورہ کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو ہوا غرض
کی اور بادشاہی ہاتھیون کو عرضداشت عجیب کے ساتھ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت
چاہی۔ آصف خان تو اس مطلب گران کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا
سورتیلا تھا اوسنے سوا سے مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت
نوکر رکھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان پر آن بنے
اور کار دیا شخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے بقدر
امکان دست و پا زنی کرین اور اہل و عیال کے ساتھ جان نثار ہون۔

وقت ضرورت چو نماند گریز　　دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرضداشت عجیب ہاتھیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو
حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی۔ ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ
لشکر کے ساتھ آگیا۔ اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے ہنگالہ کے ستم رسیدون
مین سے ہزارون داد خواہ اور جاگیرداون اور مدارالمہام کے وکلا گروہ گروہ
بادشاہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد
فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے۔ باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے
آیا تھا اوسکی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے۔ مگر آصف خان تہا غافل
ویسے پروا تھا جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ
جب تک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنے
مدعیون کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہے گا۔ اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی
لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت
گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا۔ باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا
تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا۔ مگر جب ستم
رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا۔ اور یکہ

بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمہ مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچھہ نہ سنونگا +

بادشاہ کا مہابت خان کی دخترسے آنا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کر دیا تھا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار کو پکڑکر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندہ ذلت و خواری کے ساتھہ برہنہ زندان مین بھیجا - اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جواہر و فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کر کے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مظلومان مغلوب اور جاگیرداران معذور کے ادلے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین - آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت و خواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تزویر مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہیے نہیں کرتا تھا - اور مطلوب کے جو مصالح ضرور تھی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہیں کرتا تھا - اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہو کر عجائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان مکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے انسان کے سامنے پیش آتے ہین مغلوب و معدوم ہو کر دن رات بسر کرتا تھا - دریا بہت پر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا - بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا و لشکر نے عبور کرنا شروع کیا - کل ارکان دولت اور امرائے فوج الا اقتدار اور نامی منصبدار یہان تک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابو الحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے - اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نور محل اور صاحب

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند اور معدود عہدہ دارون اور خواجہ سرا اون
اور خاصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھ میں
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری باز بچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
گذر کر عالم آپ مین محبوبون کے سانحہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اُسے آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار پانچ ہزار
سوار لے کر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جاعہ داروں کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کمک نہ آنے دین۔ اب خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سیاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص خواجہ سرایان باری وار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تھا
یا نیند دباکر اُٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خواب گاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارونے مہابت کی مخالفت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا۔ سلحدار اور دن کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا۔ اور
اطراف مین متفرق ہو گئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اُٹھا اوسنے
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلاکر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا
اور دستور مقرری کے موافق ثناخوانی اور کورنش کی - مدعیون کے شکوہ کے عذر میں
اور قدمبوسی کی آرزو سے شوق مین زبان کھولی - اور ہمراہ کے آدمیون کو دور تخت کے
روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا
اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے
یقین تہا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہین اور
نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا - از روے اضطرار دلیری و جرأت کرکے
حضور کی پناہ مین آیا ہون - اگر مین مستوجب قتل و سیاست ہون تو مجھے اپنے سامنے
سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنون کو حوالہ نہ کیجیے - جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاکر
چاہا جلاوت و تہور کو کام مین لائے اما اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے - میر منصور
بدبختی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری
و تحمل کے امتحان کا وقت ہرا وسکی تسلی کرنی چاہیئے - بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اٹھالیا
اور بہ تقاضاے وقت مہابت خان کی دلبری کی - اندر اور باہر راجپوت بہر گئے اور
ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے - خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ
کھینچے جاتے تھے - اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کرکے اپنی رسوخیت بڑھاتا
تھا - اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے
لئے لائین اور پوشاک خاص حاضر کرین - بادشاہ نے منہ دھونے کے بعد قصد کیا کہ خراب
کے لباس بدلنے کے لئے نور محل کے پاس جائے - اور تدبیر کارین مشورہ کرے - تو
مہابت خان مانع ہوا - التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلین اور جلدی سوار ہون اور
غلام کو ہمرکاب لیچلین تاکہ واقعہ طلب آدمیون کو کچھ اور گمان نہ ہو - ناچار اسکی جماعت سے
بادشاہ نے لباس اور جواہر پہنا اور سوار ہوا - نور محل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے
چہرہ کا رنگ اڑگیا حواس باختہ ہوکے اور افسوس کرکے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوار اس کے کچھ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت و سواری کرکے خواجہ سرا خان خانہ کے ساتھ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تھا کہ جو اس طرف سے جائے اسے روکو نہیں پس کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بھائی کے گھر جا پہنچی اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکی ہوش و عقل برباد ہو گئے تھے تشنیع و لعنت ملامت کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور تدبیر کار کے فکر میں ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر سوار ہونے کے لئے لایا اسکے آگے فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ داروں نے جا جا کہ پہنچائیں لیکن مہابت خان کے آدمیوں کے ممانعت کے سبب سے نہ پہنچا سکے مہابت خان نے اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اُسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ دیگر کا طلب کیا اور اوسپر سوار ہوا چاروں طرف سے رجپوتوں نے مجرا کرکے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اُسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہو جائے اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے۔ اسوقت داروغہ فیلخانہ نگجیت خان مادہ فیل سرکاری کو لایا اور مڑ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اسپر سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہو کر مگس رانی کے لئے بیٹھا۔ اس کش مکش میں اوسکی پیشانی پر ایک خم لگا جس سے خون جاری تھا۔ خدمت پرست خان خدمت گار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوؤں پر راجپوتوں کے برچھے کے صدمہ اُٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح جا بیٹھا مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھ بادشاہ کو اسپر اُتارا اور اپنے بیٹوں کو نذر و نثار کے ساتھ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ پھرایا۔ اب اوسکو نور جہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیو کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست میں جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلیئے وہ بتقضائے مصلحت وسر انجامی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہون اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تھا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ ادمی خیمے کو گھیرے رہتے تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہر دم و ہر لحظہ تازہ فکر و خیال کا ہدم رہتا تھا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ بدبیر ایسا بجا تھا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا اور حکم دیتا تھا رائے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صائب سے مہابت خان کے کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قسم پر اوسنے فرمایا خوب کیا کہ مجھ کو اس افضی بدکیش کے ہاتھ چھٹا کر اپنے اختیار میں رکھا اور اس بدخواہ دولت کا ہاتھ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہر دم اظہار عقیدت و فدویت کا دم بھرتا تھا اور معذرت کرتا تھا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل اپنے بہائی اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کر کے اور سب اتفاق کر کے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالین اور مہابت خان کے ہاتھ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت کو اس سبب سے جیسا کہ چاہیئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اسے بہتر سوجھتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر مطعون ہونے کا خوف تھا۔ چارناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہو گئی۔ اس مصلحت کی خبر

+ مہابت خان سے کہکر نورجہان کا اور نورجہان کا اور ہونا

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور امیرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان۔ صادق خان بخشی امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کریں اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ مین جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق چلانا روا نہین ہے دریا سے پار ہوکر لڑنا محض خطا ہے۔ یہان سب طرح آرام سے ہون میری طرف سے کچھہ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی۔ مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون وقت جانتا تھا۔ اب میرے اختیار سلطنت کی شومی سے میرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا۔ اب صلاح و دولت اور بہبود کار تیری ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کارروزارت اور بادشاہ کی خدمتگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا ــــ نورجہان اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھیجوائی ہین اور مُہر بھیجدی ہے۔ اونہون نے اس پیغام کو فدائی خان جو بڑا بہادر تھا یکہ تاز بہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا۔ راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے۔ ولا وروں نے نہ دریا کے پانی کا خیال کیا اور نہ روپیہ کے تیر باران کا خوف کیا۔ گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا۔ اور فدویانہ بہادری کرکے دولت خانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھموئے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج مین سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمین سے مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے۔ فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہین چلے گا وہ ادھر گیا اور اِدھر آیا۔ اسکا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند چیخ کر آتی جاتی ہے۔ پہر اس سال کے اواخر جمادی الآخر مین آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو ترکش اور رد کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی بیگ
مشرف نوارہ نے دریافت کی تہی اُسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے سب جان نثار
کارزار کے لئے مستعد ہوئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دھیان جہوڑ کر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور دو تین غار دآب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجب حرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر پر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سر دار کہیں
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے -
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت و جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سد راہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابہی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی مین تہے تیر باران گولہ
بندوق کے صدمون سے کہ متصل پہنچے تہے جلوے سپاہ اکٹا پہرا - بعض نے دلاوری کر کے
پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اُتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے
تئین جمع نہ کر سکے شمشیرین علم کر کے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اونکو
نہ پہنچی تیر و سناں کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہو کر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نور جہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے
جوانون کے بر خون سر و بدن سے روے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خواجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا مین ہوے - ہاتہی اور
اونٹ و گہوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا مین گر کے تھے اور سفر آخرت اختیار
کر کے ایک دوسرے کو پیشقت لے جاتے تھے - اس رست خیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ بہڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نور جہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نور جہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

فدائی خان کا دار +

مہاوت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ پیاپے زخمون سے ہاتھی اس طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے اوس کو اپنے بس مین نہیں کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابوالحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا مین بیتابی کرتا تھا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ اختیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگون ہوا۔ مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تھا۔ نورجہان کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان و خواجہ ابوالحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تھا وہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب پسر آصف خان والا یار دو تیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب مین اترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازمون اور اپنے نوکرون کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا۔ اور کچھ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مال اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور مردانہ کوشش کی فدائی خان کا داماد محمد عطاء بہ اور سید مظفر اور وزیر بیگ جان نثار ہوئے اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھ پانون پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھ اندر جائے اور کچھ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پہنچی تھی اور اوس کی

اور اسے شاہی کا تعرض ہوا +

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا۔ اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تھا۔ ناچار کارزار سے پانوں نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شاوری سے دریا عبور کیا۔ اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہاں اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو اِن زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پُرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا اٹک کو چلا گیا جہاں اوسکی جاگیر تھی۔ شیر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابو الحسن و ارادت خان اور محمد خان مؤلفِ اقبال نامہ از ایک اور جماعت نے امان اور آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خان نے اون کو کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ مگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوس و نامرد اور زن سے کمتر کہا۔ ایسی باتوں کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خان ڈھائی سو اقربا اور نوکروں کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خان نے اول راجپوتوں کی فوج محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہہ کیا کہ بادشاہ کی خواہش کے موافق نورجہان کو اوسکی شہباز الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا۔ تھوڑے تردد سے وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہاں گیا تھا۔ مہابت خان کی رفیق ہو گئی اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر بیران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا محمد تقی بخشی شاہجہان کو جسے برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو رجپوتوں کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھہ بھی عالی حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا۔ اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا۔

بادشاہ اور مہابت خان کی باتیں +

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ع مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل باید ش
چو در طاس رخشندہ افتاد مور رہانندہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہاں بھی بہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہوسکے میرے بھائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا سکو مین ان دو بہن بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہیے تھین وہ آئین اسمین میرا تیرا قصور نہین ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و جہودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمت گاری کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا اور سر پرآرا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کاردان دستورون کے دستور کے موافق سر دیوان کہڑا ہوتا اور مطالب و قائع اطراف بلاد کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین مین روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا کبھی کبھی شکار اور زیارت گون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا۔

ان ہی دنون مین ایلچی توران نامہ اور ہدیہ نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسی زمانہ مین نورجہان کی تجویز سے ایک سالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بیرنی

کئے گئے تھے اِن میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو
افغانون کی دست اندازی سے باز رکھے ایک دن بعض راجپوتون نے جو مہابت خان کے بھرتی
کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکارکی چراگاہ میں اپنے گھوڑون اور باربرداری
کے چوپایون کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - راجپوتون نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت
زدوکشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے سب احدیون اور قراولون نے
اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو
سزا دی جائیگی مستغیثون کو اس جواب سے متصدیون کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر
نہ ہوئے سب نے ملکر شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب
نے اتفاق کرکے راجپوتون پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ
سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور میں ایسے
مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سوا شمشیر اور برچھہ کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے
تھے احدیون میں کماندار قدر اندازا اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے اور یہ سب راجپوتون سے
جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے -
ازدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت
جنمیں اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے اور ایک جماعت
کثیر اونکے معاونون کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیون
و قراولون کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے
وہ فاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے انھون نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑکر
اپنے دستور کے موافق کو تل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کرکے
چوپانی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار
سوار ہوا - چاہتا تھا کہ میدان میں جائے اور راجپوتون کی مدد کرکے تلافی کرے
کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیون و قراولون کی کمک کو

احدیون اور راجپوتون کی لڑائی +

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھہ کر کہ وقت ہاتھہ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے اسکو خود اپنے مارے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرحکا دیکھا۔ موجش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب نہ جانا تقاضاے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور کوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت کے ساتھہ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز شہزادون نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھہ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہرچند اوسنے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھہ نہ کرسکا ایک دو مہینے مین اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

اِن دنون مین واقعات دکھن مین یہ معروض ہوا کہ ۱۳ ساردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسّی برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری وضوابط تدبیر مین عدیل و نظیر نہین رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہئے تھا اوسنے کیا تھا۔ وہ طریق قزاقی مین جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہین خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھہ جیا۔ تاریخ مین کہیں دیکھنے مین نہین آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور مین کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آنکر تھٹہ کی راہ لی

نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرانے کے باب مین

لکھی جاتی ہین اول راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جس سے

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاح گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو سنواتی کہ جس سے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا - میرے فرزند دل بند اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب میں ان دونو بہن بھائیوں کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان بیگم استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریب سے جو ہر روز مہابت خان سنتا تھا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتوں کے احاطہ کرنے میں احتیاط کم ہوتی تھی سوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے عمال اور خواجہ سرایوں کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ لکھا - اور بعض کو خلوت میں طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار پیش قرار سہ بندی نوکر رکھ کر لشکر میں متفرق بھیجتے رہو کہ وہ آپس میں دور دور اطراف میں پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کارآزما بہادر خاطر جمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لئے اور اسلئے کہ اوسکی شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور دور نزدیک کے فاصلوں پر وہ ٹھیرے کہ اونکا نام ونشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار رجاعت کی طرح نوکری کی تلاش میں آئے ہوئے معلوم ہوتے تھے چہارم اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت وفدویت کی تعریف اور اوروں کی نمک حرامی اور بدخواہی اور تمہیدات بیان کرتا - خلوت میں مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبوں نے اپنے نا بینوں (ملازموں) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس میں کچھ برائی نہیں ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جا بجا نقیب اور سزادلوں کو تقید تاریخ وروز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دیں - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لئے

نورجہان کے مقصدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجوداتسے کیا کام اور کیا نسبت - بادشاہ جو ہم کو دیتا ہے وہ ارباب منشاط کے انعام کے لیے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے - باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار نہ گزی سے کمتر نہ ہوگی - اور اسی طرح کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے سازشگی نہیں آتی تھی کہلا بھیجوائے - مہابت خان نے اس خبر کو سنکر بعد باتین بگین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور منصب داران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا - اور قرار داد کے موافق دست راست پرسب دم قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلی لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ مین نئے نوکر یکہ جین بہادر سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے نام سے کھڑے ہوئے - رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہی تم اپنے تئین اسکے تلنگیون سے دور رکھنا لازم و ضرور جان کر پوری احتیاط کرنا اس رموز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی اور روزون کے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا - جو بین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرے کے لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی متوجہ ہوئے - اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی باہین طرف کی سپاہ شمشیر و سنان لیکر اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت جستی و چالاکی سے آئی اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوب کیے ہوئے تھے کام تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا - اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تھا بوکے لیے چشم براہ تھا - بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا - مہابت خان اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائیں طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

کہ دائین طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھہ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور دفع اعدا مین بازو کھولا۔ مہابت خان نے ماجرائے کار
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار و اختیار ہاتھہ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہین ہے اس صمن مین اورامرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمر بستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی۔ جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نور جہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائے۔ مہابت خان کو چھوڑ دیجے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جائے۔ بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواص
کے ہاتھہ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آپ بہت سے عبور کرو۔ مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اترا۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تہا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوائے۔ اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب و دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہے
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کردینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹہ مین ہے۔ مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹون کو افضل خان کے حوالہ کیا اور در
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور سے گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں۔ بادشاہ اس کے اس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھہ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہی کی قسم کھائی۔ مہابت خان نین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیغام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمین دلائین

اوکو اسپ وخلعت وفیل تواضع کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہین مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

شاہجہان کا ملنے جانا اور وہان اترنا +

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور عدم سامان کے اوسنے دعیہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر ترنبک سے چلا اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا تو راجہ کشن سنگھ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگ دست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اوس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اور مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ رائے ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ مین چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے۔ اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے حدود جودہ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت مین اسی راہ سے گیا تھا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت اور خط وکتابت تھی لہذا اس ہرج مرج مین بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلئے اُس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور اشفاق ومعاونت سے جو شورش وفساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹھہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر مین سے سوار و پیادہ جمع کرکے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر مین وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون کے متعلقین کو

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ و تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اسکے جوانان کار طلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کرسکی اور شہر کے حصار پر یورش کی - برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھہ کام نہ ہونے دیا - وہ واپس آئے کچھہ دنون کے بعد پھر شیر دل بہادرون نے قلعہ پر حملہ کیا - قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پر سپر لگا کے دوڑ گئے مگر وہان ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تہا اور پیچھے آنا محال تر تو کل کا حصار باندہ کے بیٹھے - ہرچند شاہجہان آدمی بھیجکر اُنکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھہ گیا اور پھر نہ پھرا - شاہجہان اس وقت بیمار تہا غرض ایسے سبب ہوئے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا - شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بہی متواتر خبر آتی تہی اسکا ضعف نہایت قوی ہوگیا تہا - ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا - گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا - وہ ایسا بیمار و ضعیف تہا کہ پالکی مین سوار ہوتا تہا - اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا - یہ وہی راہ ہے جسپر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تہا - شاہجہان ملک گجرات سے راج پیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک مین آیا جہان اسکا بیگاہ تہا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا ٹھٹہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۱۵۴ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ۱۰۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں طے کی - مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۱۶۰ کروہ کی مسافت ۴۴ کوچ اور ۱۰ مقام میں طے کی -

غرہ شہر پور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی خبر پہنچی معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا - شراب بہت پیتا تہا - اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ھ کو ۳۵ سال کی عمر میں مرگیا - وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے - آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

شاہجہان کا دکن جانا +

شاہزادہ پرویز کی وفات +

مہابت خان +

مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ جو اوسکے وکیل نے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ اوسنے بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا کہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ کو چھین لے جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ سرائے میں لیکر متحصن ہوے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ و مقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے مین آگ لگادی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات وسوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

دکھن کے واقعات +

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیون کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن مین ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سوارون کے ساتھ جالنا پور میں آیا ہے اور سر بلند رائے کو لکھا ہے کہ مین نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سردارون سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون مین سے مین نے پیش قدمی کی ہے نامبردہ بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب خانجہان سر بلند رائے کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمین نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر تھی اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سر بلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہمان داری بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیون کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے نو دولت تربیت یافتون کو ملک یا دشاہی میں بیچکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کہ بندہائے کہن سال مین تھا اور کاروان تہا برہان پور کی حراست اور محافظت پر کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگہاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور نہیں ہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک مال کا اوسکے قبضہ اقتدار میں سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہوکر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اسی تبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہو گئے تھے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا ہدیے اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بہیجکر بنائے دوستی و برادر خواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی مین تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھ من اور دو تین لاکھ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزارون جانین کھوکر اور کروڑون روپئے خرچ کرکے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کرکے طمع سے بیجا لالا یک دمکال کے محصول کے عوض مین دو بادشاہون اور دو تین نامدار شہزادون اور امرائے ذی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑون روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر مین صرف ہوئے مفت لگان ہاتھ سے دیدیا اور امرائے شاہی کے نام جو تھانون میں مقرر تھے نوشتے بہیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردین۔ ان سب نے اسکے حکم کی اطاعت کی مگر خنجر خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیان میرے سر کے ساتھ وابستہ ہین یہ گمان تعلقہ بال محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھ آگیا۔

خانجہان کا بالا گہاٹ کا ملک نظام الملک کو سپرد کرنا +

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب ادیون مین سے تھی ابتدا مین کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتون پر شیفتہ تھا تو اوسکو حرم سرا مین دخل ہوئی اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیون کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہ مکارہ عمدہ آدمیون کی عورتون کو جو حسن صورت اور خوشی سیرت مین شہرت رکہتی تہیں نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کرکے اس کے بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے سرانجام مین مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتھ مین ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو امرا

حمید خان حبشی کی منکوحہ کی بیوی +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور اپنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے - عال شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تہی - اور ان میان بیوی کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لے کر مقابلہ کو آتا ہے - نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسسے کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجہے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ بیجاپور کو مقابلہ کر کے ہزیمت دیدی ہے اور خدانخواستہ اسکے برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ ایک عورت کو مغلوب کیا - پہر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی محبوبہ نازنین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو تربیت دیکر اور جنگی ہاتھیون اور توپخانہ کو لیکر چلی حود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی - امیرون سے خوش زبانی کر کے امیدین دلائیں اور وعدہ و وعید و تہدید کر کے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے کڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا - لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت کا کام کرتے اونکو وہ کڑے مرصع طلا و نقرہ کے دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی کے بھرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکہتی اور فوج کو پہنچاتی - غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مردانگی زن نے ہٹا دیا - پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک اتنے تہوڑے روپیون کو بیچڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے وفا نہ کرتا - اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تہا - وہ یہان آنکر کام مراد ہوا بسبب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی مین سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور اوسکے سب ہمراہی بحر فنا مین غرق ہو

ان ہی دنون میں خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا جب وہ دہلی میں آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا - اواسط ۱۰۳۶ھ مین وہ دیعت حیات کو سپرد کیا اور اس مقبرہ مین کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امراے عظام مین سے تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ میں بیان ہوے - سوا اسکے خانخان قابلیت و استعداد میں یکتاے روزگار تھا - زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم اور سنسکرت کے علوم میں بہرہ وافی رکھتا تھا - ہندی فارسی میں شعر خوب کہتا تھا ایک رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی -

زنہار رحیم از بے دل نروی — بیہودہ بہ آرزوے دل در گروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم — خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے - کچھہ دنون وہ رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا - اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تہی کہ وہ جہانگیر کا ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی - عرائض اپنے وکلا زبان دان کے ہاتھہ بھیجیں - جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کے عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضاے وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھہ اسکی استمالت اور تسلی کے لیے بھیجا - وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر میں ملا - ابھی اسکے اقبال مین فروغ دولت تھی کہ شاہجہان کی ایک درست ادا سے اوسکی چندین سالہ شکست درست ہوگئی +

مہابت خان کا حال +

۱۲ - اسفندارمذ کو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا - یہ سفر اضطراری تہا اختیاری نہ تہا - بادشاہ کے مزاج کو ہواے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت راہ کو آسان سمجھہ کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہوکر ہندوستان مین آتا -

روز یکشنبہ سوم رجب ۱۰۳۶ھ کو نوروز ہوا - دریاے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا - بادشاہ سیر کرتا ہوا اور مگاہٹون کو طے کرتا ہوا کشمیر مین آیا - مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

نوروز دوسرا سنہ جلوس ۱۲

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال دو پانچ لاکھ روپے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے۔

اس عرصہ مین کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً مین دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی مین سوار ہوتا کچھ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس کے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار دار الشغب کے مرض مین مبتلا ہوا۔ داڑھی مونچھ کے بال اڑ گئے لنڈمنڈ ہوگیا۔ ہواخواہون کی مصلحت کے تقاضی سے باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی منت سماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نورجہان نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داد بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی طرف راہی بارہ مولہ مین آیا۔ شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ اس طرح شکار کھیلنے بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر تیغہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اوپر بندوق مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بہکا کر لایا۔ ہرن ایک پرچہ سنگ پر اڑ کر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جاکر اوسکے بہکائے کہ قدم کا آگے رکھنا تھا کہ وہ بھلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھ کر گھبرایا اور کھڑا ہوا کہ پیادہ کی ماں روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی دلاسی کی۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

جہانگیر کا مرض دمہ اور موت

آگے بڑھا - بہار کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی - رایچور کی راہ مین ایک پیالہ پیا تھا وہ حلق سے نہ اُترا قے ہوگیا - دو تھانہ تک پہنچتے پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی - پہروں چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا - ساٹھ برس کی عمر تھی - ۲۲ برس سلطنت کی - یا ۲۱ سال ۸ ماہ ۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی - سارے بہاگ اوسکے خاوند کے ساتھ خاک مین مل گئے - سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا - تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار بنانے کا خیال نہ چھوڑا - ہر چند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی کی مصلحت کے لئے بلایا - مگر اس کو اپنے گھر مین سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑ کر بہن کے داماد کے لئے کیون تدبیر کرتا - اوسنے مختلف عذر کرکے دفع الوقت کیا اور اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمراستان بنا کے داور بخش پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو فرمانروائے سلطنت سُنایا جو محض خواب و خیال تھا - اور بخش جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہا لیگی یہ تخت ہمارا تختہ بنے گا وہ اس امر پر بے اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بمقتضاء مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض مرغے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھلایا چتر سر پر رکھا شرط اتار اور مبارکباد بجا لائے منزل بھنبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا - نورجہان بیگم جہانگیر کا جنازہ روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت کی نعش کو لیکر لاہور مین لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے ہاتھ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پر لگا کر اوڑجا اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال ہوا عرضداشت کا لکھنا بمقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے میں

داور بخش کی تخت نشینی +

وقت ضائع نہ کیا نہ بائی باتیں اسکو سمجھا دین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور
اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا۔
نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان
تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تہا اصف خان نے دونو بہنون کے گھر پر چوکی بٹہا کر امرا اور
نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کردی سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی
کی استقامت و استحکام کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا اب اوسکی اطاعت کرنی ہے
نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سریر آرائے سلطنت کرے۔ شہریار نے
لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فرقانہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ
بنایا۔ اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ
اوسکو دیدیا اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا سارا ایک ہفتہ مین خزانہ کے نو لاکھ
روپیون مین سے ستر لاکھ روپے قدیم و جدید مصاحبون کو دیدیے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لائے
اور مستقل بادشاہ ہوجائے۔ بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس
بھاگ آیا تہا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریاے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے
آصف خان بڑھا ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہہ ودبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا۔
دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ
مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل
ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی۔ شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور
سے باہر نیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک ازپردہ چہ آرد بیرون + ناگاہ ایک تیر کی
غلام نے جنگگاہ سے دوڑکر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود
اپنے پاؤن کو جال مین پھنسایا۔ دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکرگاہ بنایا۔ اکثر
شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور
بادشاہ دولت خانہ مین ٹھیرا۔ اور صبح کو امراے عظام قلعہ مین گئے اور داور بخش کو سریر آرا کیا۔

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا +

شاہجہان کا آنا

شہریار بادشاہ کی حرم سرائے میں جریدہ گیا۔ فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑ کر السدور دی خان کو سپرد کیا۔ اور وہ اوسکو داد بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم سے ادا کرائیں اوسکو محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید — کشید نداز نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من — بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت مین نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا کہ حضور بہت جلد یہان تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کرین۔ اب بنارسی اور شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی منزل چکرہٹی سے جو وسط کشمیر مین ہے بیسیں روز کے عرصہ مین ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر مین پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہی وہ اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا۔ اور صورت حال کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرمسرائے مین پہنچا اور خبر بھیجی شاہجہان محل سے باہر آیا اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی۔ اس حادثہ دلخراش کے وقوع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا۔ مراسم تعزیت کا وقت یہ نہ تھا۔ مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۴۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیون کی مہورت کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خان کو بنارسی کے بھیجنے کا اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ملک چوکی مین بھیجا۔ خان جہان خان صوبہ دار برہانپور مین تھا جسکی تقصیرات کا بیان اوپر ہوا۔ ادہر شاہجہان کو اطلاع تھی مگر اوس نے بنارسی اوسنے جان نثار خان کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم مین گریز تھا اور دریا خان رہیلہ اور آقا افضل دیوان دکن۔ کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نور جہان اور شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا۔ کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب مین عرضداشت نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور مین اپنے بیٹون کو سکندر خان لودھی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازمون مثل

راجہ گج سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھے ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ کے اکثر قصبات و محلات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجاکر برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب باپ کے معبر گذر اشیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جس میں اطاعت اور فدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد مین صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد مین شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیان کین تہین اسلئے کامون سے اوسکو ہراس خوف بہت تہا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اس لئے شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر محمد خان کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کرکے ہمارے پاس بھیجدے اوسوقت سیف خان سخت بیمار تھا بلکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچادے کہ سیف خان کے نظر بند کرنے مین کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریاء نربدا سے عبور کرکے قصبہ سنور مین وزن قمری کا جشن کیا۔ دلیر خان بارہ سے آنکر شہریار کے بلکہ ول و مقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ ہوگیا تھا شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کین تو پھر اوسکی جان مین جان آئی۔ بیماری صحت سے بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد مین آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی۔ اور عیسی خان چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ آصف خان باس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھہ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہین شہر عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک و سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

سر وارث ملک تا بر تن است تن ملک را فتنہ بر آہن است

اِس فرمان کے پہنچنے کے بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولے کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹون طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ بالیسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبرون پر پڑہوایا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطون کو بجا لایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطاف ہوا۔ اجمیر میں شاہجہان پیادہ یا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقون کو خیرات مین دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہان بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی۔ جا بجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زبردستون کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستون کی تنبیہ کے لئے خدا ترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور مین دار الخلافہ آگرہ مین شاہجہان آیا۔ اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا۔ دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

جہانگیر کی سلطنت مین سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان مین سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۸۱ء مین پیدا ہوا تہا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی مین اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی مین سے تہا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب و دلیر تہا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ دلسیٹ انڈیس کی سفر مین ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ ۱۶۰۹ء مین امیزون کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء مین وہ کامن ہوس مین مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آیندہ مین جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی حالت طفلی میں تھی۔ بعد اسکے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چھہتر برس کی عمر میں مرگیا۔ اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہین وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں انگریزی جہاز جھنڈیون و بیرقون سے آراستہ ہوئے۔ اسّی توپین میری سلامی مین چھوڑی گئین کپتان اور سوداگرون اور اسّی مسلح آدمیون سے مرا بوڈی گارڈ اوف اونر مرتب ہوا۔ بادشاہی افسرون نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ مین مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بداخلاقی کی کہ میرے نوکرون کی تلاشی لینے لگے میرے بکسون کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان بکسون میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہون مگر اونہون نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سُنا شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہان اس انتظار میں مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیان اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملین کہ میں برہان پور تک ان تحائف کو لے جاؤن۔ طامس رو کا سفرنامہ ۶ ستمبر سے ۴ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ کے صفحہ تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب مین گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دیہات مین مٹی کے کچے جھونپڑے تھے۔ انمین کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چوروں کے ہاتھ سے ایک منزل مین تیس سوارون اور بیس بندوقچیون نے مجھے بچایا۔ برہانپور مین کوتوال سو سوار جھنڈیان لئے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر کچے تنور کی مانند تھے اسلئے میں اپنے خیمے میں سویا۔ اول نومبر سنہ ۱۶۱۵ء تک مغلونکی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہان میں نے پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہان بادشاہی کرتا تھا۔ اوسکی حویلی کو آگے

+ سورت میں سر طامس رو کا رہنا + برہانپور کو سورت سے سڑک جاتی تھی + برہانپور میں پرویز سے ملاقات

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا + میں اسکے دربار میں داخل ہوا
وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا اور اوسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا
جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمیں امرا کھڑے رہتے تھے - میں نے پرویز کے آگے زمیں بوس
ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک بادشاہ کا سفیر ہوں نوکر نہیں ہوں - میں چبوترہ کی
تین سیڑھیوں پر چڑھا - امرا پرویز کے گرد غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے تھے - میں نے پرویز
کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب میں سر جھکایا

میں نے بیان کیا کہ میں شاہ انگلینڈ کا سفیر ہوں پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے میں
آگے سیڑھیوں پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا
اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے - یہ خلوں کو گھمنڈ و غرور تھا مگر
پرویز نیک مزاج تھا اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہ ہاں پور میں انگریز اپنی تجارت کی
کوٹھی قایم کر سکتے ہیں گاڑیوں اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ
تک پہنچا دیں - اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا - اس میں ایک کیس شراب کی
بوتلوں کا تھا اوسے دیکھ کر وہ بیچا اور مجھ سے کہا کہ میں تم سے خلوت میں ملکر پیونگا
وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا - مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہیں میں بے فائدہ
انتظار کرتا رہا - اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا - پرویز نے غراب اسقدر پی لی
تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا - ۱۴ - نومبر سے ۲۰ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کی عرصہ میں برہانپور سے اجمیر گیا - راہ میں مانڈو میں گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا - یہاں سے
چیتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا - اور اب ایک ویران قلعہ تھا - سارے رستے
مجھے بخار آتا رہا - میں ۲۳ - دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر میں داخل ہوا - ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول
ملاقات جہانگیر سے ہوئی - ۲۷ - نومبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر وکا دربار میں جا ہندوستان کی تاریخ میں ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے
ہندوستان میں بعد زمان شان و شکوہ سے سلطنت کی - اور سلطنت کرتی ہے اوس نے دیکھا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہی اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ زمین بوس سے انکار کیا۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھہ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہان اول کورنش ادا کی پھر وہ سرخ کٹہرہ تک جاکر امرا مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑہا اور تیسری دفعہ کورنش بجا لایا۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس دربار کو بھی تھیٹر کی تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھہ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ میرا وہ شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھہ وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے۔ یہ تحفے باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی۔ میرے ہمراہیون مین سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی۔ بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا۔ اوسنے مجھہ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدون۔ اوسنے مجھہ کو صلاح دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے بے تکلف مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا۔ مین اپنی اس ملاقات سے بہت مبسوط ہوا۔ مجھہ سے لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہی۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء

جب دربار ہو چکا تو جہانگیر بھی شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا۔ وہ باہر آیا۔ اوسنے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکر اوسکے کوچ کو چلایا۔ اوسنے سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس اور تلوار سے آراستہ کرے۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے یہ تگیری یا دریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

+ یہ تحریر ۲۰ اگست ۱۶۱۶ء کی ہے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے ۔ ۲۵ جنوری ۱۶۱۶ء کا خط بنام ایسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینوں تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ میں تمھارے خرخشوں کا علاج کرونگا جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانوں کو جاری کردیا کہ تمکی میرے تمام راہ داری کے محصول معاف کردئے جائیں ۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے ۔ اگر کوئی اونسے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کروں جسپر بادشاہ کے دستخط ہوں ۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہدنامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موعود تجارت کو بڑہا نہ سکینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہدنامہ کو اس سبب سے چاہتا تھا کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا ۔ سفرنامہ رو ۔

عہدنامہ کے باب میں درباریان +

ان عہد و پیمان میں سفیر انگلستان کو ایک اور وقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہوسکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفتروں سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی +

واقعات سلطنت کے نویسوں کا دفتر ہونا

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا ۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتوں پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا ۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا ۔ اسکا تخت سیپ کا بنا ہوا تھا ۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جسمیں موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیوں کی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزاں تھے ۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۲ قدم تھا ۔ اسمیں ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے ۔ اور اس کے اوپر شامیانہ رستی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ بانس کی چوبوں پر ایستادہ تھا اور چوبوں

جشن نوروز

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے
ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے
گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ہوئی تھیں - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
کپ بورد پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپرون کی نمائش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی الیزبتھ - طامس سمتھ
اول گورنر ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھیں - ۱۲ - مارچ ۱۶۱۶ء +

سفیر کا جانا +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکاروں نے
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا - سرخ کٹھرے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر
سے کی جسکے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رد کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -
رانا اودی پور کا بیٹا اوس کے دربار میں آیا تھا - بادشاہ کے روبرو میں نے فقہ سجدہ زمین بوس کیا
جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوس کے سر کو بغل میں لیا - ان سوغات سے
میں ناخوش ہوا تھا - ہاتھیوں کی موجودات ہوئی - ناچنا گانا ہوا - ۱۲ مارچ سے ۲۲ مارچ ۱۶۱۶ء +

عہدنامہ کی مخالفت +

اب میں نے جہانگیر سے عہدنامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے اُلجھڑا پڑا - امرائے
سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہدنامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تھا کہ شاید
جہانگیر عہدنامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں تخت میں بادشاہ کے سامنے پیش
کر رہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان
کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشارون کے کرنے میں
بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
انگریزون کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سنکر خیال کیا کہ مین کیونکر بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسپر مین نے کہا کہ اسپر مین آصف خان
لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہوگیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کردیے
ہین وہ کافی ہین۔ مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے
جواہر نذر کرینگے۔ مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہان گیر بادشاہ ہے آتے ہین انگریز
کے جواہر لیکے اوسکے پاس کیسے لاسکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہیں ہوا۔ ایک میر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوار تلوار اور جاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل مروارید الماس لاتے ہین۔ ۲۶ مارچ
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زخم کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہوجائے۔ آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے
یہ میری دلی تمنا تھی۔ مین نے عہدہ نامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہدنامہ
کی تحریر مین مین نے سفیرانہ دیانت کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ
کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے۔ ساہوکاری کا محصول سب جگہ معاف
ہو۔ فقط بندرگاہ مین جسپر کا اسباب جہاز سے اترے اسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے۔ اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اوسکے عوض مین بادشاہ جسقدر
کو چاہے گا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کردینگے۔ وہ اوسکے سارے دشمنون کے
دفع کرنے مین مدد و معاون ہونگے۔ مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہین کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی ورا لگ جائیگی۔ مین اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہین۔ تحفون کی خاطر جہانگیر اس

مہر کر دیتا۔ مگر خرم اور آصف خان نے بڑی بڑی باری اور اوسکو دستخط نہ کرنے دئے ۲ مارچ سے ۳۱ مارچ تک
اسوقت میں اراکین سلطنت میں باہم نا اتفاقی ہو رہی تھی نہ انمین اصول
قائم تھے نہ انمین مخفی خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز
سے بہتر ہو جاؤں۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلا لے اور اوسکی
جگہ خرم کو بھیجدے۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنوں سے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی
نومبر تک اسباب سفر۔ پہلے جمع ہوتا رہا۔ جون سے نومبر تک رہا۔

اس درمیان میں میں نے کچھ کام نہیں کیا۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا جہانگیر وقت
خوش گپی کرنے کو تیار رہتا۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تھا اوس نے
اپنے مصوروں سے اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا۔
وہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تھا کہ اگر جہاز میں چھ گھوڑے سوار کئے
جائیں تو اونمیں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہو جائیگا تو خشکی میں
اوترکر پھر موٹا ہو سکتا ہے۔ اسنے مجھ سے پوچھا۔ دن بھر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پیتے ہو
— اور ہندوستان میں کیسی شراب خوشی کرتے کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی۔ وہاں شراب
کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بنا سکتا ہے۔ سفرنامہ رو — مغل دربار کی اخبار ایسے
ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں۔ نور محل کی ایک عورت کی بابت
دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول
کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا عورت زندہ بغلوں تک زمین
میں گاڑی گئی اور تین روز تک ہوب میں سکھائی گئی۔ وہ چوبیس گھنٹے میں مر گئی۔ اوس کے
پاس ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا نقد جواہر نکلا۔ سفرنامہ رو۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے
آئے تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا
باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے
سفرنامہ رو۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا۔

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لئے آیا۔ اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالباً اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہوا وسکو اپنے اوپر مہربان کرے میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی۔ اوسکی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پر نتائج ہوتی تھی۔ اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلون کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتین کیں۔ اوس نے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے۔ نذرون و بھیٹون کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور فرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکھہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا۔ باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا۔ اوسکا منصب پنجہزاری سوار تہا۔ دوسو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تہا۔ وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکہتا تھا۔ باقی مردون کی تنخواہ تھی۔ ہزار روپیہ روز اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا۔ اوسنے کہا کہ سب ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے۔ سفرنامہ رو۔

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا۔ بادشاہ چھہ دفعہ سونے کی ترازو مین تلا۔ ایک پلڑے میں وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا۔ اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا۔ یہ سب چیزین غریبون مین تقسیم کی گئین۔ دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیون کی بڑی نمایش ہوئی۔ بڑے ہاتھیون کو لاٹ ہاتھی کہتے تہے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھہ چار ہتنیان اور زنجیرین۔ گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتھہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زرین و ریشمین جھولین پڑی ہوئی ہوتین۔ ان ہاتھیون کی بارہ قطارین بادشاہ کے روبرو سے گذرین اور اونہون نے سلام کیا۔ مین نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا۔ ۲ ستمبر رو۔

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی۔ قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹواتا حبشیوں میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سرو کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا سوتا تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ تخت جواہر سے مرصع تھا۔ امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے۔ شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے۔ سب نے شراب پی مگر آصف خان و خرم اور مین نے۔ جہانگیر نے آصف خان کو نیچے کھڑے ہوئے تھے اونمین روپیون کی کشتیان بکھیریں۔ اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے نچھاور کئے۔ آخر کو جہانگیر اسیانشہ مین مست ہوا کہ سوگیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے۔ سفرنامہ رو +

اسپر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی ساتھ لے گیا جو مرگئی تھی۔ جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا۔ جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے مین عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی۔ اور ایک عجب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی۔ سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی مین اوسکو اپنی حرم سرا مین عورتون میں لے جاؤنگا اور اوسکی نقلیں اتروا ؤنگا۔ ان نقلون کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا سفیر نے کہا کہ مین نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو واپس نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) سے بھی محبت رکھئے۔ یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے +

سفیر کی معشوقہ کی تصویر +

ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا +

یہ ایک واقعہ بھی مغلوں کے زمانہ کی تصویر دکھنچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہوکر معرض عتاب میں آیا تھا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ہتھنوں میں بیڑی پڑی ہوئی تھی - اوس کی سر کی دستار انکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے - وہ آواب بجالایا چند سوالات اُسسے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمربند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

نہر دریا محلات شاہی پر +

درگاہ شاہی میں میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تھا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے میں تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے میں یہ اندیشہ تھا کہیں وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا میں رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی میں رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوسکے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہیں ہے عورت نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا جو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر مسفر نامہ رو -

حسرو کے برخلاف سازش +

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - حسرو ایک اجپوت راجہ الی رائے کی حراست میں مقید تھا - نور محل در آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے انکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تھا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہوں نے جہانگیر سے التماس کیا کہ حسرو کی حراست سے واسطے الی رائے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے الی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ حسرو کو میرے حوالہ کرو - الی رائے نے انکار کیا - وہ حسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تہا +

دوسرے روز انی راے نے جہانگیر سے جو کچھ ہوا تہا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ مین مرجاؤن گا مگر خسرو کو دشمنون کے حوالہ نہیں کرونگا جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑہایا۔ اوسنے انی راے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہیے جواب کیا ہے۔ سات روز بعد نور محل نے اس باب مین جہانگیر سے کہا اوسنے انی راے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی راے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہین اسے مشتبہ نہ ہوجاے جو اسنے حوالہ کیا۔

+ خسرو کا گرفتار ہونا

درگاہ شاہی مین ہر شخص کو یہ یقین تہا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ حرم بے کہٹکے جانتین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگمون کے ساتھ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سب نے کھانا پینا چھوڑا اور دھمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائین گے جہانگیر نے ہرچند کہا کہ مین خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تہا۔ اوسنے نور محل کو بہیجا کہ اونکو جاکر سمجہائے تو بیگمون نے اوسکو دھمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکہنی نہین چاہتے۔ سفرنامہ رو +

+ حرم سرا مین رونا پیٹنا خسرو کے لیے

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک مین دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہان کے واقعات کو سر طامس رو انگلستان کی کمپنی کو لکہتا تہا کہ وہ یہان کے حالات سے آگاہ ہوجاے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمین سارے ہندوستان مین کھل بلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیون کے واسطے ایک یامن ہوگا وہ عیسائیون سے محبت رکہتا ہے اون کی عزت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزون کا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیون سے نفرت رکہتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جہوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ مین کہانتک صحیح تہا وہ آیندہ دیکہا جائے گا۔ سفرنامہ رو +

+ سر طامس رو کا انگلستان کی کمپنی کو لکہنا

اجمیر مین ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے اور دونون نے یہ خیال کیا کہ وہ

+ شاہ ایران کے سفیر کا دربار مین آنا

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب ہے۔ اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس کمان و ترکش منقش سے مسلح تہے۔ اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دوسو پیادے سپاہی بہی تہے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا۔ اوسنے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا۔ جب اوسنے تحائف پیش کئے تو طامس رو اونکو دیکہہ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا۔ اس نذر مین ۴۷ عربی و عراقی گھوڑے تو بڑے بچہر سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فرنگستانی لٹکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ۔ پانچ گھنٹے۔ ایک اونٹ زرین المستہ ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹہہ ریشمی قالین۔ دو لعل ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے۔ سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلوارین۔ اور سات جلبی آئینے (سفر نامہ رو +

چند روز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکہنے مین آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کے دعوت کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویش شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب مین داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یاد نہیں رہا کہ مین نے شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسکے کیا۔ اوس نے پوچہا کہ حکم کس نے دیا تہا تو اوسے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیتا مناسب گنا جاتا تہا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ اوس نے کتاب منگائی اوسنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا۔ بعض کو درگاہ شاہی مین کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے۔ بعض پر لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک یہیں مر گیا۔ بعض مجروح گھر گئے۔ سفیر اس سزا سے بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تہا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا۔

۲۶ اکتوبر سفر نامہ رو ——— سب چیزین سفر مین جانے

کے لئے تیار ہوگئین - دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا - موتی اور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا - لشکر گاہ چار میل پر تھا - وہ اس کوچ مین بیٹھکر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان بنائی گئی تہی - اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے - سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پھینکتا ہوا گیا - دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ مین جانے کا ارادہ کیا - محل مین بہت سویرے طاس لوگون نے اوسنے دیکہا کہ بادشاہ جھروکہ مین بیٹھا ہوا ہے - دو خواجہ سرا سپر مورچھل جھل رہے ہین وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جوت کی طرح آراستہ تھی رسی مین اوپر کھینچ لیتی ہے - بادشاہ کی دو ملکہ بھی جھروکہ مین جلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین - اونھون نے جلمن مین سے مجھ کو جھانک کر دیکھا - مین نے اونکی اوگلیان دیکھین - پھر اونکے چہرے پھر ساری صورت - وہ متوسط درجہ کی سفید رنگ تھین اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا - الماسون سے وہ چمک رہی تھین وہ مجھ کو دیکھہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جہروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئین - ۲ - نومبر سفرنامہ رو -

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین انمین جاکر فرش پر ہو بیٹھا - جہانگیر آیا - اور دیڑہ گہنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس ہاتھیون پر سوار ہوئین یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے - تین ہاتھیون پر مربع عماریان لگی ہوئی تہین - اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے - اور اُن پر چھتریں چاندی کی لگی ہوئی تھین - رو

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہوگئے تہے اور توپون کی آواز بھی اس مین نہین سنائی دیتی تہین - زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے انگلی رکھی اور پہر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پہر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا - یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تہا - سفرنامہ رو +

خرم کا رخصت ہونا +

جہانگیر کا جہروکون مین بیٹھنا +

دربار مین آدمیون کا جمع ہونا +

جہانگیر کا تخت پر بیٹھنا +

بادشاہ کا لباس اور اوسکے ہتیار +

جہانگیر اپنی بہادرانہ پوشاک پہنے ہوا تہا - کمخواب کا کوٹ بے آستینوں کے زیب تن تہا اوسپر ایک کرتہ ململ کا تہا - اُسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے - اوسکی دستار مین پر لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایکطرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تہا - دوسری طرف ایک بڑا ہیرا جگمگا رہا تھا - بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تہا - اسکا پٹکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور ہیرون سے گتھا ہوا تھا - گلے کے ہار مین تین دوہری لڑیان موتیون کی تھین - اوسکے بازوبندون میں ہیرے پنّے لگے ہوئے تھے - ہر انگلی میں دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تہا - دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تہا - جسمین تیس تیر تھے - رو

بادشاہ کے آگے آگے بادشاہی سواری +

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے ساز سونے و مخمل کے تھے - کوچ ایسی بنائی گئی تہی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تہی مگر کمخواب سے منڈہی ہوئی تھی اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زندق برق پوشاک پہنے ہوئے تہا - بادشاہ کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے - اور اونمین لعل جڑے ہوئے تھے - گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تہی - بادشاہ کے آگے نقارے اور تریان اور دموہم کے باجے بجتے تہے - اور جھنجہار اور بہت سے امارات شاہی عجیب و غریب - نو گھوڑے جلو مین تہے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تہے تین پالکیان تہین - ایک سونے کے پتروں سے منڈہی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تہے موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی - اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے تھے - اس کے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تہی اوسکی پوشش اتاری گئی تھی اور اوسکی جگہ اوندرین پوشش چڑہائی گئی تھی - جہانگیر نے نور محل کو وہ دیدی تھی اور نور محل اوس میں سوار تھی - جہانگیر کے دو چہوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تہے - بعد اسکے بادشاہی میں ہاتھی تہے جو سونے چاندی سے سجے ہوئے تھے - ہر ہاتھی پر تین بہرے اطلس اور دریائی کے پہراتے تہے - امرا پیدل چلتے تہے - اور عورتین ہاتھیون پر سوار نصف میل

پیچھے اسطرح جاتی تھیں جیسے زینہ بنجرون میں طوطے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکر گاہ تک تھا - سارے رستہ میں چہہ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل و کمخواب کی جھولین تھین سہرا تھی میں ایک توپ ایک تیجی مربع انباری میں بیٹھا ہوا اور اوسکے ہر کونے میں ایک جھنڈا تھا سر پر چھپر کا دخاک بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوای پیادونکے کوئی سوار نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

جب سواری چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر پہنچا جہان خسرو مقید تھا خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی - اس کے ہاتھہ میں ایک تلوار اور سپر تھی اوسکی ڈاڑہی چھاتی تک بڑہی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی تاہربانی کی تھی جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہو کر ساتھہ چلے - اور ایک ہزار پیادے کہ وہ آدمیونمیں انکو بکھیر دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے - محل کے دروازہ تک میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت رکھتے تھے - نصف میل کے گرد قناتیں گھیرا کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں جنکے سرون پر پیتل کی برجیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چکدار سرخ تھیں اور اندر کی طرف تصویریں پرکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بڑا خوبصورت بنا ہوا تھا - بین اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے باندازہ بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امراصف باندھے کھڑے تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طامس رو پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش کی جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھہ رکھہ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا - اور پانی مانگا اور ہاتھہ دہوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

بادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن ہے

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے مین غسل خانہ اور اور تیسرے مین حرم سرا تھا جسکو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ مین دو تین خیمے ہین۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل مین جہروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھکر کہلا میدان دیکھہ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تہین عورتون اور خواجہ سرایون اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی +

امرا اپنے اپنے خیمون مین گئے۔ مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجیب ایک شان و شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل مین ایک شہر پیدا ہوگیا بیس میل زمین مین اوسکا احاطہ تھا جسمین بہت سے رنگ چمکتے تھے شاہی خرگاہ سرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید سبز اور مرکب رنگون کے تھے سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح مرتب تھے انمین دارالسلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانین تھین۔ وہان کسی طرح کی بے ترتیبی نہ تھی۔ ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا خیمون کا سامان دوہرا تھا ایک لگتا تہا دوسرا اکھڑتا تہا سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے مین لگجاتے تھے اجیر کے آدمیون نے لشکر گاہ سے ملنے مین تاخیر کی بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدانمین جائین ۱۲ نومبر سنہ ۹۔ دسمبر تک سفر نامہ رو +

اس زمانہ مین رو نے حرم سے دو دفعہ ملاقات کی اول دفعہ ملاقات مین حرم پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نور محل پاس یا اوسکی کسی اور بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات مین اونسے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا۔ مجھکو مجبور پہننا پڑا جسسے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی تھلی لڑمیں تاتاری تیمور کی نقل اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

لشکر گاہ مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور پکڑے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون کے سر لدے ہوئے تھے۔ مغل بادشاہ جیسا کہ عوام رس شہر مین تھا۔ ایسا لشکر گاہ مین نہیں تھا کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جہانگیر سر روز جہروکہ مین

امرا کے خیمے دوہرا ہوتے +

رو کی ملاقاتین حرم سے +

لشکر گاہ کی سیر اوقات +

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا۔ سارا وقت شکار میں جاتا تھا۔ غسل خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی۔ یہاں بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھ کام نہیں کر سکتا تھا۔ ایک دن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپے دئے اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چیدون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون میں آہستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزارون گاڑیان چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں۔

بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تھیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار ہو کر پہاڑون میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہو کر پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رجپوتون نے ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک اور جگہ قلعہ کو دیکھ کر لشکر بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر غربا اور سپاہیون کو اکثر احتیاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۴ سے ۲۶ دسمبر

پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نور محل اور آصف خان نے اوسکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت قبول کر لیگا۔ مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ کرنے کے لئے شیعون اور سنیون میں اتفاق ہو گیا۔ انھون نے سرحد پر ایک سپاہ بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسسے نور محل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی غرض سے بنائیے اور آگرہ کو واپس تشریف لے جائیے

+ اعین کا سفر اور دکن کا سفر

جہانگیر نے اوسنے مسطور نہین کیا اسطرح اوسکے جانیمین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا۔ اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا آخر کو فروری ۱۶۱۷ء کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجمین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۶ء

اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھ بیچ مین مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی۔ ایرانی سفیر اور کارکنان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہکر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا۔ تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ ایران کو گیا جن کاموں کے لئے وہ آیا تھا انمین ناکام رہا۔ اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین بیتیس گھوڑے دیئے جسکے عوض مین اوسکو تین ہزار روپے ملے۔ جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھے گئے جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست مین بڑی دلیل خجرین لکھی گئین جیسے نگترے التماس کیلئے۔ اوسپر بھی ایران کی میزان زیادہ تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا۔ محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بنا گیا آصف خان سے رخصت ہو کر نہیں گیا

ایران کے سفیر کا رخصت ہونا +

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھ سے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا +

خسرو سے پہلی ملاقات +

اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے مین ہمیشہ رنجیدہ ہو گیا جہانگیر نے اقرار دانستہ کیا تھا کہ انگلستان سے جو نئی تحائف آئین اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اوسکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا۔ جہانگیر نے تھون کے صندوق منگا کر خرم نے اوسکو بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسنے ایسی لین کہ وہ اسکے لئے نہین آئی تھین روسنخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمھارے لئے بھلا کیا جائگا مین شاہ انگلینڈ کے ساتھ سب سے کام کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی۔ جہانگیر نے بہت شراب پی لی۔ وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہودیون کا محافظ ہون پھر وہ روئے لگا اور بہت سے جذبوں کیا۔ روسنخانہ مین آدھی رات تک جلسہ ہا۔ دوسرے حاشیہ اور چڑھایا گیا ہے کہ وہ ولیعہد کی مداخلت سے ناراض ہوا اور اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ بنک بادشاہ یہود عیسائیون اور مسلمانون کی شریعت کے باب مین مباحثہ کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین ایسا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ و مسلمان اپنے تئین ہمارا کہا دین کہ مین کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھہ سے محبت کرتے ہین

تحائف انگلستان کے بادشاہ کے نام +

مین اونکی حفاظت کرتا ہون - اوس نے مسٹر رٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی
یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

مارچ مین لشکر شاہنی موقلعہ مین آیا - یہان ایک درسازش کا گل کھلا - نورمحل کی ایک
بیٹی پہلے خاوند سے تھی - وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین - اب اوسنے اپنے
بھتیجے ممتاز محل کا خیال چھوڑدیا تھا - وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کرلی
اور اوسکے بیٹے سے نکاح کرلیا جس سے نورمحل نہایت رنجیدہ ہوئی - اوسنے خرم کے زوال کے لئے
جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرادیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا - رو
خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فیضیاب ہوا - یہ فیضیابی اوسکو سارشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے
کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے - ملک عنبر جو سنی تھا جسے
حسد و عداوت پیدا ہوئی - اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھ اوٹھایا - خرم نے ملک عنبر
کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کرلیا خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا - جہانگیر نے نہایت
گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا - شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا -
نورمحل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ رو -

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہدنامہ حاصل نہ کرسکا - لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے
مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتین کین اسے میرے دشمن وہ ہوگئے - مین اسسے واقف
تھا - اوسکے اسباب کی توجیہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاہ
جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کرکے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے - وہ
ہندؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ
ادا کرے اسلئے اونہون نے مجھہ کو جاسوس جانا - رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ مین مغل انگریزون سے چونک پڑتے تھے - اہل ایشیا
سے انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت ذلت اونکی طبیعت کا
ایک جزو غیر منفک ہے - بعض ملاح بندر مچھلی پٹنم کے قریب خشکی مین اترے بعض ہنسی مانی

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہین یہ اونکی دیکھی بھوبدہ تھی مگر مغل اونسے ڈر گئے بندگاہ شاہی مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ محکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوشخبری ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت اثر خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتیں ہونے لگین +

دفعۃً انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملک حج سے واپس آتی تھی کہ اوس کے جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کر لیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھڑا دیا۔ امرا شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

دفعۃً انگریزون پر مہربانی +

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر پیدا کیا کہ آصف خان انگریزون کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا وہ سب وصول ہوگیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزون مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ روکا دورہ ختم ہوا۔ ۱۶۱۸ء مین وہ ایران کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑگیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لڑائی کی سی لوٹ مار رہتی ہے۔

آصف خان کو رشوت دینا اور روکا یہان سے جانا +

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا دربار رس تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا یے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس سے ہر طرح کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تقضیح کی کہ وہ مچھیرون کا بادشاہ ہے۔ اور کریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

کشتیان پکڑ لین مگر اونکو ہیکٹر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
اُلٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خان نے اس سباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خریدا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لئے پہرہ چوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تہا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت میں انگریزون
کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اونسے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں
کریگا اور محصول نہیں لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل میں
سے ایک گوری عورت کو صیغہ غلط کر ہاکنس سے کہا کہ اوسسے نکاح کرلو۔ مگر اونسے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا۔ اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا۔ وہ عیسیٰ خان
مین جہانگیر کے ساتھہ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور اوس کے بادشاہون کے باب مین
ہزارون سوالون کے جواب دیتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور
ستم کرتا ہے۔ اونسے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بناکے کہ بادشاہ پاس اوس کو بھیجون گا
اپنے پاس رکھا ہے۔ مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا
سارا اسباب فرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اونسے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہوجائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا
کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہوجائینگے
جہانگیر متنبہ ہوا اور اونسے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری
کیا ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاکمین ملگئی
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھہ لکھہ کر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسّی ہزار روپیہ روزہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون میں
جمع رہتا ہی - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان
پرندا دس پاس ہیں ہزارون شہر بھینسے شکاری کتے پلتے ہیں - ایک گھنٹے میں پچیس ہزار
سپاہ جمع کرسکتا ہے - ایک ہفتہ میں اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کرسکتے ہیں - اوسکے دربار
اور شہر میں پچیس ہزار افسر ہیں وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے
روبرو آتا ہے اوسے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون میں امرا میں سے ہر ایک کو
یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشوں پر فوقیت رکھے صوبون کے صوبہ دار بادشاہ
کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہیں امرا اکثر دربار شاہی میں بلائے
جاتے ہیں اور وہان وہ خود روپئے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے
اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو میں ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی
خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون
سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب میں جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا
ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبل رخ اپنے خلوت خانہ میں ایک پتھر کے
تخت پر بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے اوسکے پاس آٹھ لڑکی
تسبیح ہے - ہر ایک لڑ میں چار سو دانے موتیون بیرون لعلون زمردون اور اور
جواہرون کے ہین - اونکے امام پتھر کے ہیں جسپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے
وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارہا
آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون میں
رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین چار بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور
جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پہر تین بجے آگرہ میں تمام امرا سوار
اونکے جو ہمیار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین - امرا عظیم سرخ کٹہرہ مین داخل ہوتے ہین اور باقی آدمی اسے باہر کھڑے رہتے ہین سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا ہوا ہے - ان سیڑہیون سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہیں - ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اونکی ترتیب بعض افسر کرتے ہیں ہر روز کچھ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے پھر وہ اپنے عبادت خانہ مین جاتا ہے - جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے اوسکے بعد خاصہ تناول کرتا ہے اور شراب پیتا ہے - پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے - وہان امرا عظام جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے - یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے یہ وہ معتاد ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے - پھر وہ سوجاتا ہے اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں - جب دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہیں - اور کھانا نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا - اسمین رات کا ایک بج جاتا ہے - پھر باقی رات کو وہ سوجاتا ہے - اس مسکدہ مین بہت سے منشی کام کرتا ہے مگر وہ ہوشیار ہو یا بدست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں - بہت سے وقایع نویس ہوتے ہیں جو سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتین ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے ہیں جب بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بقید زمانہ تحریر ہوتی ہے -

جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو دو مینارون کے درمیان لٹکی ہوئی ہے اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں - اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے - زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی بھیجتا ہے کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے - باکنس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابتداء سلطنت مین سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی شخص بے حفاظت سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریبًا سارے آدمی باغی ہو رہے تھے - بعد باکنس کے سر طامس وکا زمانہ آتا ہے +

وہ اپنے ۱۰ جنوری ۱۶۱۱ء کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے لوگون کی فریاد سن کر حکم دے تحائف لے - اورون کو دیکھے اپنے تئین دکھائے - یہان اسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے - بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سوا خواجہ سرا لیون کے نہین جاسکتا تھا اور یہان تاتاری عورتین ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا دیتی تھین بادشاہ ہر روز جھروکہ مین بیٹھکر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا - دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا مین سونے جاتا تہا - بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کہانا کھاکے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا - جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا بعض اوقات تخت سے نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا جسمین سوا اول درجہ کے امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا - یہان خوش اخلاقی سے وہ بڑی باتین کرتا تھا - ان آخر دو مقامون کے سوا مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہین اور نہ ہوتا تہا - وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ خرچ کرکے جسکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل مین شریک ہوتے تھے ہر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبارون کی طرح مشتہر ہوجاتے تھے اور اوباش بدمعاشون کو اوس پر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام بادشاہ روز کرتا اس مین فرق تغیر نہین ہوتا سوا اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو - یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایک دن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہوجاتی - دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہوکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اورون کا اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانوُن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سکرڈی عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہوجاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تھی سر اوڑائے جاتے تھے۔ زندہ کھالین کھچوائی جاتی تھین۔ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتّون سے پھڑوائے جاتے تھے۔ سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے۔ اس طرح جان ستانی برسر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت خوبصورت عزیز تھی اور انار کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا۔ باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا۔ بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ مین باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرمسرا مین لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آکر بیٹے کے ایسے گھونسے مارے کہ وہ گر پڑا۔ اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے۔ اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے سنہ ۱۶۲۶ مین ہندوستان مین سفر کیا۔ وہ اشراف خاندانی انگریز تھا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیر و بنسے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تھے۔ بہت سے انمین مارے جاتے تھے۔ زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تھا۔ وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہوگیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا۔ اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیونکا بڑا حامی تھا اور اوسنے ایک بیوی کے سوا، کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو غیر مسلمانون کا اور جہانگیر مسلمانون کا سرگروہ تھا جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوسنے باپ کی طرح پرتگیزون کو حکم دیدیا کہ وہ چرچون وسکولون کو اپنے قایم کرلین اور جہان چاہین وہان وعظ کرین اور جو چاہین اونکو عیسائی کرلین - پادریون کی باتین جہانگیر نے یہانتک سنین کہ اونکو یقین ہوگیا کہ وہ عیسائی ہوگیا جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوسکے دو بھتیجے واینال کے بیٹے عیسائی ہوگئے تھے اور آگرہ مین اونکا اصطباغ ہوا - اور انکی سواری اسطرح گرجا مین گئی کہ وہ ہاتھی پر بیٹھے اور تمام عیسائی جو ساٹھ سوارون کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس نکا کپتان بنا اور سینٹ جارج کا علم اوسکے ہاتھ مین تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس فعل مین ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب نے اوسکو روزون کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا - سوکر گوشت کھانے کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - برخلاف توقع یون حل ہوگیا کہ شاہزادون نے پادریون سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتین نکاح کی لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیونکی طرح اونکو بیاہنے اور اونکے ساتھ عیسائیونکی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اور انہون نے شاہزادون کو متنبہ کیا شاہزادون نے صلیب پادریون کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہوگئے - یہ معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتون کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس رو کا خط بنام ارچ بشپ کنٹربیوری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیرسی بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد مین اگرہ مین تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے فرنگی کا اطلاق ان سب یورپ کے آدمیون پر ہوتا تھا جو یورپ (فرنگستان مین رہتے تھے) جہانگیر ساری رات فرنگیون کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھنے سے مجبور رہتے فرنگیون کے ساتھ مئے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت مین ہوتے تھے تو اونکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی +

چتور کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں آگرہ مین آیا تہا - اونسے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا حال عجیب طرح سے لکہتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۴۳ سال کی تھی اوسکا رنگ سفید تھا نہ کالا گندمی تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون ۱۰ شلنگ کا یعنے (۱۲ کروڑ پونڈ) کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن مین تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت جسمین وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو - ہفتہ مین دو دفعہ ہاتھیون کی لڑائی دیکھتا ہے - طامس کو بیٹا اس بات کو اپنا فخر سمجھا - کہ اجمیر مین وہ ہاتھی پر بیٹھا جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت مین جو انگلستان سے آدمی آئے اونمین مسٹر پیری چیپن (پادری) تھا وہ لکھتا ہے کہ مسلمانون مین سوار کمینون کے کوئی ایسا نہین ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام ادب و تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہین کہ اوسکی برابر بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو ابن اللہ ہونے کی وجہ نہین معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہین لاتے - باوجود اس کے اکثر مسلمان عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنون مین کھاتے ہیں جنمین ہم کھائین - سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۹ تک کے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ جمال الدین حسین نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمین وہ میرے ساتھ کھانے مین شریک تھا لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو مین جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمال الدین حسین کی مین نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - اوس نے اون کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اونسے یہ کہا کہ مین جاکر کھانے کی میرے گھر بھیجدو مین اونکو اپنے گھر مین پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت مین انگریز اور اہل فرنگ بہت سے اوسکے دربار مین جمع ہوئے

اوراون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھ لکھہ کر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور
اہل وطن نے ایک بت کے بعد اونکو جمع کر کے چھاپ کر مشتہر کیا۔ گو اونکے بیانات مین
اختلافات ہین اور ایک فرنچی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوے ہین۔ مگر انگریزی
مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے برخلاف
جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین نہیں مانتے
ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے
ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھہ سکتا ہے اوسکو بہت
کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی
رسائی ہو۔ اسکو اتنی مہلت و فرصت نہیں ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مقدمات پر علم حاصل
کرے جس سے استقراء درست کر سکے اور نتیجے صحیح نکال سکے۔ خصوصًا جب کہ اسکا مذہب
اور زبان غیر ہو۔ مذہب اوسکو ایک آنکھہ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو
پورا سمجھنے نہین دیتی۔ جب ایسی حالت مین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون
کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت
نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے
زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اس مین خوشامد کے طور جھوٹی
باتین لکھنی پڑتی ہین۔ مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن جیسا
کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک
زمانہ کے بعد لکھے تو اوسکو خوشامد کے طور جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی۔ غرض
کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین
ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے۔ جب تک کسی مسافر کے بیان
کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +

انگریزون اور خاص کر سر طامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین کہ لوگون نے

مجھہ سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا بتانا بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی سفارت عظیم کا حال نہین لکھا - مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو انھون نے اسکا نام تک نہین لیا اسسے مسلمانون کا معذور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت سفارت ہی نہین سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا - سفیر بادشاہ کے لئے بیش قیمت تحائف نہین لایا تھا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہدنامہ چاہتا تھا - ان دونو باتون نے سفارت انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم کل ہندوستان پر مسلط ہوگی تو وہ اس سفارت کے نتایج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار بناتا - سر طامس رو نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے نئے ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے نئی باتون کے معلوم کرنے کے لئے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک حکایت یاد آئی - دہلی کے رزیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم متبحر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کنبل پوش اپنے سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور آدمیون نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کنبل پوش ہاتھ سے کھانا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین - فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی پر مثلاً سر طامس روان سفیر کون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع تھیں ان مین سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا۔ اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا ایسی سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہوسکتا ہے۔ کیا اسے وہ ٹیکس جو جہانگیر نے دور دور پھل اور درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کئے ہین انمین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انمیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہیں دیتی +

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہاراجہ اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لئے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے کو ہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور اور حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجار یان کیں جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہر چند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایک دفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں رہا کہ بسبب چشم نہ جاسکا۔ جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو نامورون نے تھیں ڈھوا ڈالوائیں اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا۔ بیس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مرتبا بابر نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوس کے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا۔ اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تہین۔ وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اونپر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی اور اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اوسکی فراست و گیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اول و جان سے اونکی پیروی مین کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض وجود معدوم ہے اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا مشخص کرنا منظور ہو کہ وہ نیک ہی یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کرکے دونو کو میزان عدل مین عقل سے تولین جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگائین نہ یہ کہ اوسکے بُرے کاموں کا انتخاب کرکے اوسکے بد ہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اوس کے نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور سکاری کا بتا دیا۔ اسلئے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کاموں کو لکھتا ہون جسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہین اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی ایسی بُری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جن سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے۔ دار پر کھینچنا۔ ذبح کرانا۔ زندہ کھال کھچوانا۔ زندہ جلانا۔ ہاتھیون کے پانون تلے مسلوانا۔ حلال جور و اور سگ بانون کے ساتھ کھلوانا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا لبلبون تک زندہ زمین مین گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین رکھوایا جس سے وہ چوبیس گھنٹے مین مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور مین کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال اوھڑوائی بعض باغیون کے سر غنون کو گدھے اور بیل کی کھال مین سیدھ کرکے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شدت لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ مین تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع غیر مکرر مروایا اور سر غنون کی جان بُری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے۔ اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے اس زمانہ مین پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشون کو کھتے مین ڈالنے سے عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

ہوتی تھی جو آدمیوں کی کھوپریوں کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جسطرح اوپر بیان کیا۔ اسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان ستانی کے طریقوں مین ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اولہا لنے اور بھونتے میں یہ فقط تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین مین مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا جتنی باغیون و مجرمون کی جانیں اوسکے زمانہ مین کم تلف ہوئی ہیں کسی کوئی عیسائی اور مسلمان بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام تحکم کا اوسپر لگایا جاتا تھا کہ اوس نے شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یون نہ مرا تو آخر کو اوس کو قتل کرادیا کہ اوسکی بیوی مہرالنسا سے خود نکاح کرے۔ اس زیادہ سے جھوٹا الزام اوسپر کوئی نہیں لگ سکتا۔ پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہین ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان کی جان اسلئے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے۔ اس واقعہ کے لئے کوئی تاریخی شہادت مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ توزک مین اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ مین وہ مذکور ہے اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور بعض سنت جماعت ان دونو مین بعض حضرت ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی کے سبب دوسرے مذہب کے بادشاہ کی نیک کام مین کوئی لگتی بُرائی ایسی لگا دیتے ہیں یہ نیک کام سینکڑون برس دور ہو جاتے ہیں تو نکر بعد ایسے مورخون نے بہ رمز و کنایہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت گھڑ کر لکھا ہے سو اوسکے یہ امر یون بھی عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خان کا سارا کنبا اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا گیا۔ مگر نورجہان چار برس تک سلطان رقیہ بیگم مادر سبھی جہانگیر پاس رہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خان کو نورجہان سے نکاح کرنے کے لئے قتل کرایا۔ تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیونہ حاصل کیا جب جہانگیر نے نورجہان سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چوبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے کہ جس صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا اس بادشاہ مین سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام آسودگی کا خواہان تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ تمام ملکون مین پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک حفاظت کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کرون۔ نور جہان جسپر وہ دل وجان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار دیتا ہون۔ مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا۔ اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی دوازدہ احکام وقوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش وخرم رہ سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے۔ قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے۔ ایک حکم خیر وخوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپ نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریز مورخ کیون اسکو اکثر فروگذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا نہ بنائے جاین جو بچے جائین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا۔ اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائین۔ رعایا کے دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تہوار کے دنون مین زمین کے خراج کی معافی چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امرا سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی وسخاوت زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے اونکو جواب دیا کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امرائے سلطنت ہوتے ہین اونپر واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھہ کا رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

ہفتہ کے دنون کا کام مقرر کرنا +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کاموں کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون مین گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار بیچے و پکے مسلمان بلائے جاتے اور انکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائین۔ اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسے وہ زیادہ کھائین (وہی پھاوڑہ طعام مشہور ہے اوس کے سبب سے آدمی سوا یا کھا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکٹھے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیراندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور ناوھلی کے حافظون کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لومڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین۔ اور مجرم قتل کئے جاتے چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوس کے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے مقدمے سنا کرتا تھا +

شراب و افیون کا +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب مین فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی کبھی شراب مین نری افیون بڑھائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی مین اپنے سارے بزرگون پر

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب مستانہ نوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھ اوس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر ؎

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ بکن		تا از صدر نشینان جہنم باشی	

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایوں نے افیون کھائی اس حد پر پہنچا ئی کہ اپنے کامون ہمایونی سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب اور افیون کے مزے لئے۔ مگر حکیمانہ اونکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا اوسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹون مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانین شراب کی نذر کین اور جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزون کو شراب نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہون کے عہد مین شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب مین تھے جھر جھرے ہو گئے اور اون مین وہ زور نہین رہا جو پہلے تھا۔ الناس علی دین ملوکہم کی وجہ سے امرا غربا مین بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ میرے روبرو ۳۲۸۵ شکار ہوئے جنمین سے مین نے اپنے ہاتھ سے ۱۷۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے اوسنے توبہ کی کہ مین کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے نہین مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کے باب مین جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اشیا کے بیان سے کانون کے ذریعہ سے دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہونی چاہیئے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نہیر اوس پاس ایسا بیمار ہو کر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہو گئی تھی اوسکی

مصوری و شاعری +

تصویر پر بھجوائی۔ خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ نشبند اس مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھینچ کر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا۔ خان عالم ایران سے صاحبقران کے کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دے جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے مالامال کر دیا۔ بادشاہ نے اپنی تصویرین کھچوا کر اپنے دوستون پاس بھجوائیں۔ وہ توزک مین لکھتا ہے مین نے تبریز چک سنگ تراشونکو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ کی تراشین جنمین انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے آئیں تو مین نے حکم دیا کہ اگرہ مین باغ پائیں میں جھروکہ درشن مین نصب کی جائین۔ یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤن کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے۔

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا۔ طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ طبع موزون رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔ یہ اوسکی پہلی غزل ہے۔

من چو کنم کہ تیر غمت بر جگر رسد	تا چشم نارسیدہ دگر بر گر رسد
مستانہ می خرامی و دست تو عالمے	اسبند سیکنم کہ مبادا نظر رسد
در وصل دوست مستم و در ہجر بیقرار	داد از چنین الحمے کہ مرا سر بسر رسد
مدہوش گشتہ ام کہ ببوئیم رہ وصال	فریاد ازان زمان کہ مرا این خبر رسد
وقت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر	امید آنکہ شعلۂ نور اثر رسد

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑہا گیا۔

بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق	یکرنگ نہ کردن تو بصد خون برابر است

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع۔ رباعی بیت کہہ دیتا ہون۔ اوپر کی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ۔

از من متاب رخ کہ نیم بے تو یک نفس	یکدل شکستن تو بصد خون برابر است

اسپر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب اگر بہ پیر مغان نہ رسی ۔۔۔ یک خم شکستن تو بصد خون برابرست

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

خیرات +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے ہمین سال جلوس مین اونسے اپنے ہاتہہ سے انکو پچیس ہزار روپیہ اور ایک لاکھ پچانوے ہزار بیگہ زمین اور چودہ موضع درویست وجہہ قلیہ راعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۸ ہزار بیگہ زمین ۳۳۲۵ خروار اور چار دیہہ و دو قلعہ و ایک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ عدد روپیہ و ایک مہر و ۶۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۵۱۲ تولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا اور ارباب استحقاق مین مین نے اپنے ہاتہہ سے تقسیم کئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلہ رخانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہوا اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے ۔ ۱۷ ذی قعدہ سنہ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر والہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لئے غلہ رخانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکہا گیا تہا جنمین سے چھ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے ۔ اور اب اور چھ محل کے لئے لکہا گیا شاہ و گدا مین گو کچھہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر مین دسنے لیا ولون اور توانچیون کو حکم دیا کہ سر راہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہین اونکے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کرکے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتہہ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامرادی اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ۔ ہر سال اپنے تلادانون مین جنمین سیم و زر منون ہوتا تھا وہ مستحقون

کو تقسیم کر دیتا تھا جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے
مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا سال اول ہی کے
جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا
تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا سکہ مین کلمہ شہادت کا نقش جمایا۔ اوسنے علماء و دانایان ہندو
کو حکم دیا کہ مفردات اسمائے الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کرین تاکہ اوسکا ورد کیا کرے
ان علما نے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دئے جنکا ورد وہ رکھتا
تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشون و گوشہ نشینون سے صحبت رکھتا تھا۔ اوسکو
حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدہ
زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سنا
کہ ایک سیاسی کی صحبت مین بعض مسلمان امیرزادون نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو او
اونمین سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے تاکہ جاہلون کو
عبرت ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانون کو اوٹھوا دیا۔ اور بازارون مین
بنگ کو بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک مین لکھا ہے کہ سنہ جلوس مین جب مین اجمیر مین
رانا شنکر کے دیوہرہ مین مین گیا جو ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوا تھا اور وہان سنگ سیاہ
کی ایک مورت مین نے دیکھی جیسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر سور کا سا تھا
اور ہندو کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت مین حکیم علیم کی رائے
نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت مین جلوہ ہو اوس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے
اور پرستش کرتے تھے مین نے اوسکو توڑوا کر تالاب مین ڈلوایا بعد اس عمارت کے ملاحظہ
کے مین نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہان آتے تھے جب مین نے اوس کی
حقیقت پوچھی تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے
ہین وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ میں ڈالکر اس جانور کی آواز نکالتے
ہیں جسسے ان احمقون کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

مین نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہان سے نکالا۔ اور اس گنبد مین جو بت کی صورت تھی اوسکو توڑ ڈلوایا۔ مین نے تاریخ مین توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگڑہ مین گیا ہے تو وہان قاضی و میر عدل مقرر کئے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہین اونکی تعمیل کرائی قلعہ مین ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتین کرائین جو پہلے یہان کبھی نہین ہوئی تہین۔ توزک مین بہت سی باتین اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہین۔

۷ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ آفتاب برج حمل مین آیا اور اس نوروز جہان افروز مین اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرخی سے آغاز ہوا اور اس نیاز مند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا۔ امید ہے کہ مدت حیات عرضیات الٰہی مین صرف ہو۔ اور ایک نفس اوسکی یاد بغیر نہ گذرے۔ آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیاز مند کی حافظ و ناصر ہے غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک مین اوسنے لکھے ہین وہ خدا پرستون سے بہت ملتا تھا اور درویشون سے ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑھی۔

داریم اگرچہ شغل شاہی درپیش	ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود دلی بکے درویش	آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ مین ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کین

وہ مسلمانون کو اسم کفر سے باز رکھتا تھا۔ راجوری مین جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانون کو قبر مین مردہ خاوندون کے ساتھ عورتون کے زندہ دفن ہونے سے اور روح خوشی سے اور کفار کے ساتھ بیٹیون کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کرین تو اونکی سیاست ہوا سکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور مان ہندو تھی اس حساب سے وہ آدہا ترک اور آدہا ہندو تہا۔ اپنے باپ کی برابر ہندؤن پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تہا

بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور اونکے تہوار دیوالی اور دسہرہ کا منانا اور توہمات +

اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے و منصب و جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے۔ دھرم شاستر کے موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض ہندؤں کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تھا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے متھرا کے قریب بندرابن مین گوبند دیو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندؤں کے تہوار مناتا تھا۔ شنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو جا کا دربار ہوتا۔ اور باغ مین گاؤ آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو لاتے۔ بھوراتری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا دسہرہ کا جشن کرتا سلونو کو راکھی ہاتھ مین بندھواتا پہلے اس راکھی میں بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب اوسنے بادشاہ نے اُسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اپنے جلوس سنہ مین انجر باپ کے مقبرہ مین باپ کا سراوہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تھا جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو جہانگیر علم نجوم کا معتقد تھا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تھا وہ کسوف خسوف سے ڈرتا تھا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا کہ مبادا کوئی بلا سر پر نہ آجائے۔ بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر بُرا ہوتا ہے۔ وہ ایک ہندو جونکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے گنت سے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ جواہ نخواہ اوسکی طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایکدفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ میں اوسنے اوسکو سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

توزک مین ساری اس بیشیں گوئیان مفصل لکھی ہین انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب اور شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کیے جاتے ہین - وہ اشیا کی نحوست کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اسی مٹی کو اس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھیڑ کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیئے - اسلیئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سی چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین شب برات کو جو زمانہ کی نہایت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نور جہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا - نور جہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مین نے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب و میوے وگیرہ کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوس اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی +

توزک جہانگیری کو پڑھیئے تو جہانگیر مین ایک عجب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھیرا دیتا اور اس پھول کا

مناظر فطرت و مناظر قدرت کے دیکھنے کی استعداد خداداد +

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون کی حسن و خوبی خوشان کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی ایسے بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ تحریر نہ کرتا جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کرکے لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ سوای بابر کے نہیں کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی کتاب سے ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا حیوانات و نباتات کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہیں جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑی غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات کے باب مین جو رائے دیتا ہے اُسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا جو اسرات کے پرکھنے مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے لیلےٰ مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل و جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اسکا باپ اعتماد الدولہ کیسا دیانت مند و وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہشیار

خیرخواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نورجہان ہی کی نیک سلیقگی وحسن انتظام وکفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان وشکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع وجوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نورجہان کے رشک وحسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسسے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور باخلاص مریدون کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائین جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعضون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ بہت اچھی توزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین۔

(۱) دنیا ناپائدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسسے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری و بردباری وںکو کاری اختیار کرو (۲) اپنے کہتر ون (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہتر ون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) با ہمہ عیب خویشتن شب و روز ۔ در تگاپوے عیب اجانبی

(۵) ہر چہ بر خویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ بر انکس تبر آکند کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت پائدار ستمگر آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست و ہر کہ ارم نیست کرم نیست

وہرکرا فرزند نیست دل خوش نیست ہرکرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خور یلے
و سخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید و بر مرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید و بطمع مال بدام زن پیر میفتید و بر زندگی خود رحم کنید و اگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست و چہ
دروغ مخورید (۱۴) ہرکہ اسراف کند تونگر نشود و ہرکہ کم خورد بیمار نشود و ہرکہ بردبار
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار مرسہ گروہ را نشاید آموخت شناوری در آب بطرا
و در ندگان را بصید و شکار و زنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نیاید حالا
خوردن بحکومت و مہربانی کردن در حال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرما بہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب و شیرین خوردن۔ چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد و اندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر
تراشیدن۔ دوم بخیانت بودن۔ سوم دروغ بسیار گفتن۔ چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم در نماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا میں بھی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر و جواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑوں پر لدین اور صرف
وارث اونکو اڑائیں اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف۔ رفاہ عام و بہبود انام میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے
وہ سہ چند خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کریں (۲۳)
گوشکاری کیا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی بڑا سیانا ہوتا ہے۔
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے۔
(۲۵) نوجوان میں فیل و شیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑھاپے کی

سکاری کہان ہوتی ہے +

دونو توزکون کا بیان

ہم نے ان دونو توزکون کا بیان اول دیباچہ مین کیا ہے انمین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمین ایسا اختلاف نہین ہے جیساکہ رقومات مین اوسکی چند مثالین ہم نیچے لکھتے ہین

صیغہ خرچ	چھوٹی توزک	بڑی توزک
جشن نوروزی	پندرہ کروڑ روپیہ	ساٹھ لاکھ روپیہ
تاج	۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھ نہین لکھا۔
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۶۰ من سونا
آگرہ کی قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھ
راجہ مانسنگھ کی مندر کی لاگت	۵۴۰۰۰۰۰ روپیہ	اسّی ہزار روپیہ
پرویز کی مالائے مروارید	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھ روپیہ
دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد جنس چھوڑا	۱۲۰۰۰۰۰۰۰ روپئے	۴۰ تمن کے جواہر سوائے سونے اور اشیا کے
دابنال باس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھ لاکھ اشرفی	۸۰۰۰۰ تمن

چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھ اونٹ باہر لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک مین اسکا بیان نہین چھوٹی توزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھ اشرفیان بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون میں خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی توزک مین بدخشیون میں روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہین۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہین چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہین بڑی توزک مین بازی گرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نامین نقل ہوا ہے چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے راجہ مان سنگھ کے چچا بھگواندا س کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے ۴۴ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھ چکے ہیں اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں ان دونون بیانون میں بڑا فرق ہے۔

۔ شعبان (سلسلہ جلوس) کو راجی و بجے رام و سیام رام کے سر دن کو بداعمالی کی سزا مین مین نے ہاتھیون کے پاؤن تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگھ کے چچا بھگواندا س کے بیٹے تھے۔ بڑی توزک مین بھگواندا س کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا۔ جب الہ آباد مین بہار سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کو منصب دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھاپن کیا کہ بہار سنگھ کو بہکایا جسّے اُسکا ادبار آیا۔ اور وہ اپنی بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (ابھے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے جانے سے غصّہ مین آکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کروڑی بنگالہ کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ سیادات ترمذ سے تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جاکر اوسکو راجہ مان سنگھ کے سپرد کردے۔ محمد امین نے یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان ڈالین راہ مین برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی رات کو جب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوس کے پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہیں وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوسنے توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کرلیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بدطینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا۔ مین نے امیرالامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہندو مین راجپوتون کا لشکر کشتے بلیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہیئے امیرالامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہیئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہیئے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگاکے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اوسنون نے چاہا کہ لجارام (بھجے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین۔ مگر ابھی رام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ فوجی تیار کرا رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیرالامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیرالامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لے کر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیرالامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیرالامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجاکر امیرالامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا۔ مین شاہ برج کے
منحارجہ سے جو بارعام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیرین اور جمدھر کھینچے ہوئے امیرالامرا پر حملہ کر رہے ہین امیرالامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین کھینچکر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیرالامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا۔ پھر امیرالامرا

کی مدد کے لئے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر بلا کچھ حیلہ تون کو قتل کیا۔ اس اثناء مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لے کر امیر الامرا سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے ہٹا دیا۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مار اکہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ مین نے اسیر دن کو ہاتھی کے پاونتلے مسلوایا۔ اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا

جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۴ سنہ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ عین شدت مرض مین اپنے عزیز دن کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بہ سبب پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا۔ اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ پر اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اوسپر لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ و غضب سے بھی اسپر امراض نے غلبہ کیا۔ بدہضمی بھی ہوئی۔ دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ مین نہ گیا مشکل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح دی گئی۔ پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھ ناراض ہوا حکیم علی نے جواب دیا کہ مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھون کر حضور کے روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا اسہال ہوا۔ حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری میں بادشاہ کو تربوز کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے بائمال غضب نہین کرونگا۔ اگر قضائے الہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی مرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پر مہربانی کی مگر تہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہوگیا۔ ان دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا۔ بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنی ساتھ لایا کرو مین نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ ایک دن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھادین۔ روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الآخر کو مینے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ رائے مان سنگھ نے اپنی تجویز صلاح مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو اُسنے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجا یا قلعہ مین مقرب خان بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اسنے آرام نہین کیا۔ وہ امرا برگشتہ کو پھر راہ پر لایا جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہر چند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا جب باپ نے مجھے وہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مینے باپ کے روبرو منصب ارتبا یا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہین گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ ۔۔۔ اے بسا عیش کہ با محبت خداداد کنی

عقلاے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد اور آزار پر مطلع کرتا وہ نہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلئے حاضر نہ ہو سکا۔ میرے باپ نے جب سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویس کو میرے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر ہو سکے تو تم حاضر ہو عمر یہ کچھہ اعتبار نہین ہے اس مرض اس شدت مین مجھسے دوری کا وقت کیا ہے میرے بعد تو میرا دلی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ حال دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے تلک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک بات ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان مخالفون کے ساتھہ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تھا اسلئے کہ وہ اور اُسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ کے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندؤن سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہ حضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل نہ ہون تم دونو طرف ہمکو خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے میرے لئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہون کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگھ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھہ جان باقی نہین ہے اس مین سکھیال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھیال مین مرگیا تو ہم سب کی بڑی بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت اگرچہ مان سنگھ کو بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھہ ہوشیار ہوا تو اوسنے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم با ایک عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کر لیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اِس پار تشریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال کس لئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اوس نے لشکر کشی کر کے محاصرہ کیا ہے چین بجبین ہو کر خدمت گارون کے ہاتھون سے دوسری طرف کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے مبنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف کہ بادشاہ منہ کئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باپ مین کیا کچھہ

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا ملک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار آ
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لئے درکار ہے اوس کی مہر و محبت
میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اونے وسوسہ شیطانی سے میرے ساتھ کچھ دنوں سرگردانی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے اور ہمارے تورہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھ مہینے کے لئے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سُنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئی کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میران صدر جہان
و میر جمال الدین حسین وعیدی خواجہ واجب العرض بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو سے
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہیئے تھا کہ میں اس وقت تمھارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر اور معقول اور اپنے کئے سے پشیمان
ہوئے۔ سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے۔ سوار
مرزا کو کہ سب سے عرضداشت لکھی جسمیں سب سے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا
کہ میں نے تمھارے حقوق سابق کو مرعی رکھکر تمھاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جسپر بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم پر
ایسی عنایت کرتا جو قصوروارون پر کی ہے میں نے اپنا گوشۂ خاطر عنایت و عفو و لطف
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا۔ تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس عنایت
و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر بجد ہو تو میں تمھاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکر ملازمت کی

ملازمت مین پیشدستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف والقلم کا خطاب عنایت کیا
اور شمشیر مرصع وجیغہ مرصع واسپ بازین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ دوسرے دن راجہ
مانسنگھ ملازمت کے لئے آیا۔ اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس راجہ مان
کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو
مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ پایندہ خان مغل بھیجا جائے گا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے
اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علحدہ کیا جائے۔ اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے
اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی مین سوار ہوکر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ پٹنہ مین
تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لیے
بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے۔ لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و
آرام نہین جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے
ادب کے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز شنبہ ہشتم
جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اوسنے فرمایا
کہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلاتا کہ مین تجھکو اونکے سپرد کرون اور اونسے
کہا سنا اونسے معاف کراؤن اُنھون نے برسون میری ہمرکابی مین جانفشانی کی ہے۔
مین نے خواجہ ولیس ہمدانی کو بھیجا اوسنے سب امرا کو حاضر کیا۔ اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے
تو طوالت ہوگی۔ اول بادشاہ نے سب کی طرف مُنہ کرکے اونسے اپنا کہا سنا معاف کرایا
اور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرعہ اول یہ ہے + امن وآسائش دوران مرا یاد آرید +
میرے پاس جو اصل توزک ہے اوسمین بعض اشعار لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلئے
انکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان وشکوہ و فراحکام یاد کرو
میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو پوشش کعبہ بنوانے کو یاد کرو میری خاک
اپنی محبت کے سبب سے جو آنسو گراؤ اپنی صبح کی عبادت مین میری روح کو یاد کرو +

بر شما باد که چون باد خزانی گزرد	بر چمن دست زر افشان مرا یاد آرید
آن سینه که در وعالمے میگنجید	یا نیم نفس بر آورد تنگی کرد

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ وشیون آغاز کیا اور باپ کے مبارک قدمون پر سر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا نیگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اوسکو اوٹھا کر میرے سامنے تو کمر مین باندھ مین نے فورًا اوسے باندہ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا قریب تھا کہ رونے سے میرا دم گھٹ جائے چار شنبہ تک بہر سات گھڑی رات گئے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو بلا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے جسکے پڑھوانے مین مین نے اس لئے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا - باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر مین تجھے نہین دیکھونگا - ہرگز ہرگز میرے پرگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تھا وہ دینا ۵

تو گران من و اتباع مرا بعد از من	خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یکیک انچہ گفتم	ہمہ را گوش بمن دار فراموش مکن

پھر ان بیتون کو پڑہ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑھ - پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑہا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین و دعاء عدیلہ پڑھ تاکہ میری جان آسانی سے نکلے - جب میران صدر نے سورہ یٰسین پڑہ کر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد کی جسم مبارک کو آب و گلاب سے دہویا اور مشک و کافور سے معطر کیا - اس کی نعش کے ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندھے پر کیا اور جب قلعہ کے

دروازہ پر پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش سکندرہ تک پہنچایا وہان مین دفن کیا ۔

تا جہان بود و چنین بود و چنین خواہد بود ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھ نہین ملتا ۔ جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ کے اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین ۔ اسکی تحریر کہے دیتی ہے کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا ۔ اس واقع کی توضیح پادری بُرُدیون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کھانے سے مرا تھا ۔ پھر اوسکی تصدیق مرے ورنیر صاحب کرتے ہین کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہین معلوم ہوسکتا کہ اکبر نے اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی ۔ توزک کی طرز تحریر سے بڑا شبہ اس امر مین ہوتا ہے ۔ حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اُسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی ۔ جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوسسے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغواسے دی ۔ جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو ۔ یہ باتین ایسی نہین لکھی ہین جیسے ہمیشہ سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہین ۔ ٹوڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا مگر اوسکی موت نہ آئی تھی ۔ اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین چورن کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان ۔ پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا ۔ یہ زہر کی گولیان ایسی بھنگین جلیبی کہ آجکل اونکی دھوم ہورہی ہے کہ یونیک کے مریضون کو ڈاکٹر دیدیتے ہیں ۔

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے تین لڑکیان توام ایک پیٹ اور دو لڑکیان اور ایک لڑکا

دوبارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہین یہ بھی اس سے معروض ہوا کہ ایک رنگر کی عورت کے
اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین سے اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی
جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین - ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب داڑھی مونچھین
تھین اور پستانین تھین اور وہ محض عورت تھی - بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا
اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا - بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا
بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر چھوڑ کر مین چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و مادہ
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے -
ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودھ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا - کہتے ہین کہ اسکا
دودھ آنکھونکے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے - باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑ دئے
تھے پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے - بادشاہ کے ہان ایک سفید
چیتہ بھی تھا - بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے
یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا حکیم علی نے ایک عجیب
حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +

چھوتی تورک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ماہ مین بازی گر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایکدفعہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل
باور نہین کرتی اونھون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین - اول
اونھون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکا بیج ہمارے پاس ہین ہم اوسکے بیج زمین
مین بوئینگے تو ایک عجب تماشا ہوگا - میرے خاص آدمیون نے بازی گرون سے کہا کہ اگر تم
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو - وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے
اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھ پڑھ کر منتر پھونکا - کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے - اول درخت توت اُگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی - دوسرا

بازی گرون کے تماشے +

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچوان درخت بیخک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا نہین دیکھا تھا - بیخک کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت ناریل اٹھارہ درخت اس طرح پر نہیں کہ نظر سے پنہان ہون بلکہ آشکارا - حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ درخت زمین سے بلند ہوتے ہین دس فرع بلند ہوکر اونمین شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب مین بہار آئی - سیب کو میرے پاس لائے مین نے اوسمین خوشبو سیب کی سونگھی جب درخت نمودار ہوئے تو اوھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختون کے میوے بھی آپ کو کھلائین اس سے اور زیادہ تعجب ہوا - فوراً وہ ان درختون کے گرد پھرے اور چند دم پڑھے - فوراً جو درخت لگائے تھے اونمین میوے لگ گئے - انناس نہایت بڑا اور خمیرین تھا - آم بے ریشہ تھا وہ میوون کو توڑ کر لائے اور سب نے میوون کو کھایا - بعد ازان ان درختون مین چند مرغ ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ ابتک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا - یہ مرغ آپس مین باتین کرتے اور ایک دوسرے پر چونچین لگاتے - ایک ساعت کے بعد سبز درختون پر خزان آئی سبز زرد پتے گرنے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ سب درخت زمین تلے غائب ہوگئے - اگر یہ کرتب میری آنکھون کے سامنے نہ ہوتے ہوتے تو مین اسکا یقین ہرگز نہین کرتا +

دوم آدھی رات کو جب اندھیرا تھا کہ زمین بالکل تاریکی مین تھا ان بازیگرون مین سے ایک ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اسکے بدن پر نہ تھا - چند چکر اوسنے لگائے اور پھر ایک چادر اوڑھی اور اس چادر مین سے ایک آئینہ جلی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات کا روشن دن ہوگیا - اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس کوس کی راہ پر تھے اونھون نے آنکر شہادت دی کہ فلان شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی برابر دن کو بھی روشنی نہین دیکھی - یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائب روزگار مین شمار ہوتا ہے +

سوم ساتون بازیگر سامنے مین ملکر کھڑے ہوئے مطلق اونکے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ زبان حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی

آواز ہے یا ساتون کی - اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم - بازیگرون نے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا مین معلق کھڑے رہے اور اونہون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہین - وہ شمع کو ہاتھ مین لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پرتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے مجھے اس مین کچھ شک نہین کہ اگر مین دس تیرونکے جلانے کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے - یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونھون نے ایک دیگ لی اور اس مین کچھ پانی اور آٹھ من یا نو من عراقی چانول ڈالے - اس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی - دیگ خود بخود جوش پر آئی - تھوڑی دیر مین اونھون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا - یہ تماشا بھی عجائبات مین سے ہے -

ششم خشک مین پر اونھون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ مین سے پانی جوش کھا کر نکلا - اور سب آدمیون پر گل فشانی کرنے لگا - زمین پر پھول گرتا مگر اوسپر نمی ذرا نہ ہوتی - گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا - پھر اونھون نے فوارہ کو اُٹھا لیا - کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا - پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا - دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون مین سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اوسپر اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پانون کو اوپر کی طرف اونچا کیا - پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن پگڑیون مین رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے ایک دوسرے پر چڑھ کر اپنی مینار بنائی - اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اوردن کی کمر و کندھون مین ہاتھ ڈال کر اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا - تعجب یہ ہے کہ آخر مین ایک آدمی آیا - اونسے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر ساتھ آدمی سوار تھے

جسپر اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا دوسرا آدمی نے پیچھے آنکر اوسکے کولھے پکڑے اور اسی طرح چالیس آدمیون کی ایک لڑنبھی کہ ایک نے دوسرے کے کولھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین کچھہ پھرایا اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھہ جدا کرکے زمین پر ڈالدئے خون سے ساری زمین تر بہ تر تھی وہ اعضا تھوڑی دیر زمین پر پڑے رہے پھر ایک پردہ اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے کبھی زخم نہیں لگا -

دہم ایک تھیلا بازی گر لائے اور اوسکو جھاڑکے دکھا دیا کہ اوسکے اندر کچھہ نہین ہے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈال کر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ پر جھاڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب مرغون کے اوپر پردہ ڈال کر اٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون کے درمیان نہین ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر اوسپر پردہ ڈالکر جو اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اور پھن اوٹھائے نکلے اور اونھون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخر کو سست ہوکر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھودا اور سقون سے پانی بھروایا - جب وہ پر ہوگیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونھون نے کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض پر چادر ڈالی اور اوٹھالی تو زمین خشک تھی پانی اور نمی کا نام نہ تھا +

دوازدہم ایک تیر کے فاصلہ پر اونھون نے دو خیمے کھڑے کیئے اور اونکے دروازے محاذی ایک دوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اٹھاکر لوگون کو دکھلا دیا کہ خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتیں چھوڑکر زمین کی برابر لگائین اور ہر ایک خیمہ مین ایک ایک باز یگر گیا اور ان خیمون مین سوا ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے پانچ باز یگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ چرندون اور پرندون مین سے جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھا دینگے - خان جہان نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغون کی لڑائی دکھاؤ - تھوڑی دیر مین دو خیمون سے دو بڑے قد آور شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپسمین ایسی تیزی اور تندی سے لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی ایک دوسرے کو ذرا بھگا نہ سکا - اسلئے اونکو آدمیون نے چھٹا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - میرے بیٹے خرم نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فوراً دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین وہ برابر کی جوڑ تھی آپسمین خوب دھکا پیل ہوئی گردنین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین - دو گھڑی تک وہ نومین آپس مین زور ہوتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے غرض وہ خیمون مین سے حسب فرمائش ہر چرندو پرند کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین لڑوا دیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤن مگر مین اب تک اوس کو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر بیکا بندار اور ایک کمان دی - اونمین سے ایک نے تیر پھینکا وہ ہوا مین معلق کھڑا رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح اُنچاس تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے اُنچاسوان آخر تیر جو مارا تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چہاردہم - اونہون نے ایک بڑے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا انمین سے ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی مین پھول ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالون - ایک دفعہ پھول کو پانی مین ڈالکر گل زرد دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈال کر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اوسی رنگ کا پھول پانی مین ڈبو دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی مین ڈبو دیا ہر بار ایک تازہ رنگ گل نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی مین ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم میرے پاس ایک قفس چارخ کا لائے ایک طرف مین بلبل خوش آواز کا جوڑا مجھے دکھایا قفس کی دوسری طرف مین طوطون کا جوڑا تیسری طرف بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا چوتھی طرف کبک کا جوڑا مجھے دکھایا چارون طرف جس جوڑے کے دکھانے کا مین حکم کرتا وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھرلاتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو لپٹا دیتے اوسکی پشت رو ہو جاتی اور رو پشت تو اونکے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو اوٹھاتے تھے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے - یہ بھی جائے تعجب تھی -

ہفتدہم - آفتابہ کلان کو پر آب کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ کر گرا دیا - پھر اوسکو سیدھا کیا تو اسمین اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسپر بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم اونھون نے تھیلا لیا - دونو طرف انکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک مُنہ کی طرف سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے مُنہ کی طرف سے انگورون کا خوشہ نکالا - پھر انگورون کو ڈالا تو ایک تھیلا سیب سے بھرا ہوا نکلا - اگر سو مرتبے وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک بنا میوہ نکالتے - یہ ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگرون مین سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے مُنہ سے ایک سانپ نکلا سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپسمین لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم - ایک آئینہ لائے اور ایک ننگ کا پھول ہاتھ مین لیا - اس پھول کا رنگ آئینے مین
بنا دکھلایا - ہر مرتبہ بگل کو آئینے کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز
سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے - یہ بھی عجیب تماشا تھا -

بست و یکم میرے سامنے دس جیبی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب
دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں - آدھہ گھنٹہ تک مرتبانون پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان مین
اقسام مربے دوسرے مین آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانون مین یہ سب چیزین
ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے - پھر اونھون نے چادر
ڈال کر اٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے - یہ بات
بھی عجیب و غریب تھی +

بست و دوم - وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے مین ڈالا اور پھر اوسکو
نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا پھر اوسکو تھیلے مین ڈالکر نکالا تو دیوان آملی تھا - اس طرح اگر وہ
دیوان سو مرتبے کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی - یہ بھی تعجب کی بات تھی -

بست و سوم - بازیگر سیاہ فام لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اسکو آسمان کی
طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندہ کر لٹکایا ہے پھر
وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سرے پر پہنچکر غائب
ہوگیا - پھر اسی طرح خرس - پلنگ - شیر - اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب
ہو جاتے - پھر زنجیر کو لاکر تھیلے مین بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہان گئے
یہ دیکھکر مین اپنی حیرت کو بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر ہوئی -

بست و چہارم - ایک لنگری میرے سامنے لائے جسکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش
ڈھک کر جو اوٹھایا تو طبقون پر انکمش و بادام و پستہ تھی - پھر سرپوش رکھکر جو اٹھایا تو کباب
کلہ و پارچہ سے بھرا تھا - چندمرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا - یہ بھی عجیب تماشا تھا

بست وپنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہیں ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا اور اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں پھر برتن کو ڈھک کے کھولا تو اوس میں بارہ مینڈک نظر آئے۔ پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے بڑے سانپ کنڈلی مارے بیٹھے تھے۔ آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا

بست وششم ایک بازیگر چھوٹی اُنگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پہن کر میرے سامنے کھڑا ہوا جب اوس انگوٹھی کو اُتار کر دوسری اونگلی میں پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا پھر انگوٹھی اوتار کر جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا۔ پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا۔ اسی طرح ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پھیرکر وہ تازہ رنگین جوہر دکھاتا تھا +

بست وہفتم۔ قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو مرد ننگی تلوارین قبضے زمین مین گاڑ کے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلوارون پر لگا کے تلوارون پر چلنا شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہین سے اسکا بدن زخمی نہین ہوا +

بست وہشتم۔ ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور آدمیون نے خوب دیکھ لیا کہ سوا سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے۔ ایک لمحہ کے بعد ایک بازیگر نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کارا و سبز بنی ہوئی تھی دوسرا ورق اُلٹا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد وزن کی صورت بنی ہوئی تھی۔ اور ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن ومرد کی باریک تصویر تھی۔ اور ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک شیر نے گاؤ کو پکڑ رکھا تھا تصویر مین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور ورق نین باغ اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین۔ اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا اور رزم کی مجلس کھچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جس ورق کو کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی مجھے سب تماشون میں

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ بیاض سے بہت محظوظ ہوا۔ مین نے اپنے باپ کے زمانے مین بہت تماشے دیکھے ہین مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کر دیا۔ اور مین نے حکم دیا کہ پنجہزاری امیر سے ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اسطرح ہم سے اور امیرون سے ان بازیگرون کی جماعت کو دو لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کامون کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہین کہ چشم بندی ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل مین آتی اوسکو علم سیمیا کہتے ہین جو ملک فرنگ مین رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہین چھوڑتا اور عجائب غرائب کامون کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہین وہ کرتا ہے یہانتک اصل چھوٹی توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیون پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو ہوا مین پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان پر میرے دشمن کھڑے ہین وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیون کی نظر سے غائب ہوگیا ایک ساعت بعد تار سے خون کے قطرے گرے اور پھر بدفعات ہتیار اور اعضا نیچے زمین پر گرے۔ اوسکی بیوی پردہ سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھکر اپنے خاوند کے لئے رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا لئے اور جل کر خاکستر ہوگئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیارون سمیت اس سوت کے تار پر سے اوترا اور کورنش بجالایا اور عرض کیا کہ مین نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنون پر ظفر پائی اور اعضا جو زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ میری عورت کو پیدا کرو نہین تو مین خود آگ مین جلتا ہون اور جلنے پر تیار ہوا تو اس اثنا مین عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میان تم مت جلو مین زندہ ہون +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب سے مین نے یہ بازیان نقل کی ہین وہان مین نے لکھدیا ہے کہ اگرچہ معقول نہیں ہے والعہدۃ علی الراوی جہانگیر نے چھوٹی توزک مین لکھا ہے

یہ بے نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمیں ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت سے باہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام ایسے کرتے ہین کہ اور عام آدمی نہین کرسکتے اور راون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل چکر مین آتی ہے۔ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی ہوگئی گھسیارا مادن لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سُنا تھا کہ اس دریا میں سنگ پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہوجاتا ہے۔ اوسی وقت وہ گھسیارے کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ سے زر حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود جہانگیر نے لکھ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس میں تیتالی ہے +

خلاصہ سلطنت جہانگیر

اس بادشاہ کے عہد مین واقعات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ ادنہر سوے توجہ کرے بہت دنون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ ۱۶۱۷ء مین نوعمر نظام شاہ اور اوسکے وزیر ملک عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علحدہ ہوگیا۔ بڑا بیٹا تادم زیست باپ کی قید مین رہا۔ اسکے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مرگیا۔ اس سے چھوٹا بھائی خرم باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزانہ تھا اوس نے میدان جنگ مین شجاعت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعۃً ۱۶۲۱ء مین مرگیا تو یہ رسے ہوگئی کہ غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا۔ کچھ بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو۔ شہریار قندھار کی فتح کے لئے جو پہلے ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا۔ مگر قندھار ہاتھ نہ آیا۔ اور شاہجہان کے بے اعتبا کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئین اور ۱۶۲۳ء مین اوس نے اپنی

مخالفت کو ظاہر کیا۔ بادشاہ بذات خود اُسے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے چھپکر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھ دنون آرام کیا جب یہان یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی ۱۶۲۶ء مین وہ بڑی جان جوکھون مین رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوکہ اس کے سب دشمنون کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھ گئی۔ مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم تازی مہمات کا انصرام کرکے پنجاب مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ جو سپاہ کا صدر مقام تھا جب بادشاہ کا لطف و کرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نور جہان اوس سے خفا ہوگئی۔ مہابت خان نے اپنے تئیں قید سے بچانے کے لئے اور حفاظت کرنے کے واسطے بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید مین کرلیا۔ راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف لگا دئے اور اس طرح کابل لے گیا۔ بادشاہ یہان اعدیون کی دلاوری اور نور جہان کی تدابیر سے رہا ہوا۔ مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہوگیا۔ بادشاہ کشمیر گیا اور وہان سے مراجعت کرتے ہوئے ۲۸ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو مر گیا۔ مگر جہانگیر کو باپ کے مرنیکی خبر دکن مین پہنچی اور وہ مہابت خان کے ساتھ روانہ ہوا۔ لاہور مین اوسکا بھائی شہریار قتل ہوگیا اور شاہجہان کے سر پر آصف خان نور جہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر وزیر اعظم کے ہاتھ سے تاج [illegible] گیا

انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ مین ہوا ہے وہ اپنی تاریخ مین جہانگیر کے ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس مین صادر کئے بڑی دھجیان اوڑاتے ہین کسی قانون کو لکھدیا کہ وہ اوسکے باپ اکبر شاہ کے وقت مین جاری تھا کسی قانون کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانہ کے بعض فرنگی سیاحون نے لکھی ہے۔ قانون مین قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے سو ان دوازدہ قانون مین جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہین

بے رہی یہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو
تعمیل حکام اور ملازمان شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتین رکھتے ہین اسلئے ہیئت
ایک ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سہولت نہین ہوسکتی صاحب ممدوح جو مستشنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ انصاف کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین - بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے عالم ہین ہندوستان مین مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین - آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی زبان مین کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات سے حاشیے چڑھائے معلوم نہین کہ وہ جہانگیر سے ایسے کیون خفا ہین کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی برا بتاتے ہیں - اگر مسلمان آداگون کے قائل ہوتے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین پورو جنم مین بیر ہوگا وہ اپنی تیہری کا آغاز اسطرح کرتے ہیں کہ توزک کا ہر ایک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص قوی اور مستقل رائے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کئی جگہ توزک مین پڑھا ہے کہ اوسنے اپنی رائے پر برخلاف اپنے کل امرا کی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل نہین رکھتا تھا - موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑلی - نورجہان کی غلامی اس عادت کی شہادت دیتی ہے - وہ کسی کام مین مستقل رائین نہین رکھتا تھا وہ ان کامون کے سوا جو اسکی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا - اوسکے سارے کام طفلانہ تھے کوئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا - وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائین اسلئے دیتا تھا کہ ظالم بادشاہون مین اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحم دلی کی توزک مین موجود ہین) وہ بداخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا - اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر پہنچ گیا تھا شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا - اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہین جب مصنف بلند خیال نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہوسکتی ہے - اوسکی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن انتظام اوسکی سلطنت مین نہین ہوا - ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کسی بدانتظامی سے نہین بلکہ اوسنے محصول کم کردئے تھے) اپنی طمع کے سبب سے بمقتضاء وقت وہ ہندوون پر مہربانی

کرتا تھا محتاجون کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بد دعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر میں کبھی اپنی مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل میں کچھ نہ تھا نہ سُنّی تھا نہ شیعہ صحاب کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین بہشت مین جاؤن گا مگر کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین حمد و نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میر ہادی نے لگایا ہے (صاحب ممدوح کو معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہبًا بسم اللہ ابتدا مین لکھ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ نہ بولتا تھا بعض انگریزی تاریخون مین اسکا نام نور جہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اوسنے اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے مگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نورالدین رکھا تھا) ؎ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست + گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست +

اگر اہل یوروپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھ مقابلہ کرکے انصاف دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بُرا نہین معلوم ہوگا اور مشرقی یعنے ایشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون مین نظر آئے گا فقط